قرآن اور احادیثِ مبارکہ اور مستند اور معتبر حوالوں سے مزیّن کتاب
تحقیق الاحباب
فی مسئلہ
ایصالِ ثواب
صاحبزادہ ابو وقاص پیر محمد اسحاق الوری میو

قرآن اور احادیثِ مبارکہ اور مستند اور معتبر حوالوں سے مزین کتاب

تحقیق الجواب

فی مسئلہ

ایصالِ ثواب

از:

صاحبزادہ ابووقاص پیر محمد اسحاق الوری میو

مہتمم جامعہ غوثیہ مجددیہ رکن الاسلام ،، گ ب ستیانہ روڈ۔ فیصل آباد

مکتبہ نوریہ رضویہ ۔ گلبرگ اے ۔ فیصل آباد

گلبرگ اے فیصل آباد فون: 041-2626046

نام کتاب	ـــــــــ	تحقیق لاجواب فی مسئلہ ایصال ثواب
مؤلف	ـــــــــ	صاحبزادہ ابووقاص پیر محمد اسحاق الوری میو
تزئین واہتمام	ـــــــــ	سید حمایت رسول قادری
صفحات	ـــــــــ	208
اشاعت	ـــــــــ	بار اوّل جون 2007ء
تعداد	ـــــــــ	1100
کمپوزنگ	ـــــــــ	غلام محمد یٰسین خاں
مطبع	ـــــــــ	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	ـــــــــ	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
قیمت	ـــــــــ	[illegible]/- روپے ١٥٠

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ لاہور فون 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے، فیصل آباد۔ فون: 041-2626046

انتساب

فقیر اپنی اس حقیر کاوش کو محبی مختشمی زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین
پیر طریقت رہبر شریعت الشاہ محمد رکن الدین الوریؔ مجددی
نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے نام منسوب کرنے کی سعادت
حاصل کرتا ہے۔ جن کے فیضان کرم نے کتنے بے مایہ قطروں
کو سمندر کی وسیع وسعت دی اور جن کی ایک ادنیٰ نگاہ التفات
نے بے شمار ذروں کو گوہر انمول بنا دیا اور ان کی عظیم یادگار
جامعہ مجددیہ رکن الاسلام، حیدر آباد شریف اور
صاحبزادہ والاشان مفکر اسلام مدبرِ قرآن ڈاکٹر ابوالخیر
محمد زبیر الازھری الوری ایم این اے کی خدمت میں
جو عصر حاضر میں مسلمانان عالم کے لئے علم و فضل
اور رشد و ہدایت کا مینارہ ہیں۔

ابو وقاص محمد اسحاق الوری میؤ

الاھداء

دادا جی حضور ولی کامل صوفی باصفا متبع سنت رسول

حضرت علامہ مولانا سمیر خاں الوری رحمتہ اللہ علیہ

جن کی دعاؤں سے اور محنت و شفقت سے قبلہ والد گرامی

کو علم دین حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

دادا جی حضور کو اللہ تعالیٰ اپنے جوارِ رحمت میں

جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

محمد وقاص الوری

غلام محی الدین الوری

تقریظ

مناظرِ اسلام محقق دوراں فاضل اجل مجاہد اہلسنت مصنف تصانیف کثیرہ

حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال خاں مدنی رضوی

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم. اما بعد

اہل اسلام اپنے فوت شدگان کو قبر میں راحت وسکون پہنچانے کے لئے مختلف طریقوں سے ایصال ثواب کرتے ہیں یہ بصورت قرآن خوانی ہو یا بصورت صدقہ و خیرات یا ان کے اجتماع ختم شریف سے ہو اور اسی پر قدیم اہل اسلام کا عمل رہا ہے۔

قرآن وحدیث سے بھی یہی ثابت ہے۔ مگر انگریز منحوس کے برصغیر میں قدم لگنے کے بعد اس کی پشت پناہی سے ایک ایسا گروہ معرض وجود میں آیا جس کا مقصد ہی اہل اسلام میں فتنہ وفساد برپا کرنا ہے۔ اہل اسلام کے تمام معمولات کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کرنا ان لوگوں کا وطیرہ ہے۔

کسی مسلمان کی فوتیدگی اہل اسلام کی اجتماعیت کا موقع ہوتا ہے مگر اس موقع پر بھی یہ فتنہ پرور اہل اسلام پر فتویٰ بازی سے باز نہیں آتے کہ یہ جی ختم شریف بدعت ہے ناجائز ہے ثابت نہیں وغیرہ وغیرہ۔

اور عوام الناس ان لوگوں کے فتنہ پرور فتوؤں سے پریشان ہو جاتے ہیں۔ جلیل القدر علماء اہلسنت نے مسئلہ ایصال ثواب پر دقیق اور تفصیلی کام کیا ہے مگر ضرورت اس امر کی تھی کہ عام فہم انداز میں ختم شریف کے تمام افعال کو دلائل شریعہ سے ثابت کیا جائے تا کہ ہر خاص وعام اس سے استفادہ کر سکے۔

بحمدللہ! ہمارے فاضل برادرم خطیب ذیشان حضرت علامہ مولانا محمد اسحاق الوری صاحب نے دور حاضر کی اس اہم ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ قرآن وسنت اور عمل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام اور مزید

اکابر وہابیہ اور اکابر دیوبندیہ سے اپنا موقف ثابت کر دیا ہے اور منکروں پر اتمام حجت کر دی ہے۔

مولانا موصوف ایک باذوق خطیب اور دور حاضر کے ایک محقق بھی ہیں ماشاء اللہ مولانا کے وسیع المطالعہ ہونے کی گواہی تو آپ بھی ان کی یہ کتاب پڑھ کر دیں گے۔ ہمیں ایسے حضرات کی اس زمانے میں زیادہ ضرورت ہے اس لئے اس وقت بدعقیدگی کے طوفان زوروں پر ہیں ہر باطل فرقہ اپنے آپ کو حق پر ثابت کرنے کے لئے مختلف داؤ چکر استعمال کر رہا ہے۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ مولانا موصوف کی اس تصنیف لطیف تحقیق لاجواب فی مسئلہ ایصال ثواب کو عام کیا جائے محافل ایصال ثواب میں اس کو تقسیم کیا جائے جہاں ہمارے حضرات دیگر طریقوں سے صدقات و خیرات کرتے ہیں ان کو چاہیے کہ ایسا لٹریچر بھی لوگوں میں تقسیم کیا جائے تا کہ اس کے مطالعہ سے حقانیت اہل سنت، قرآن و سنت سے ان کے سامنے واضح ہو سکے اور عوام الناس بدعقیدہ دیوبندی وہابی پروپیگنڈہ سے متاثر نہ ہوں۔ اگر مخالفین بھی بنظر انصاف اس کا مطالعہ کریں تو ان کو بھی ہدایت مل جائے گی۔

فاضل مؤلف مولانا محمد اسحاق الوری سے فقیر کو امید واثق ہے کہ وہ دیگر مسائل پر بھی اپنی تحقیق ضرور پیش فرمائیں گے۔ انشاءاللہ۔

دعا ہے کہ مولا تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ و جلیلہ سے مولانا موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے خواص و عوام میں شرف قبولیت اور مؤلف مصدق و قارئین کرام کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

دعاؤں کا طالب
سرپرست محمد کاشف اقبال مدنی رضوی
انجمن فکر رضا پاکستان
۲۷-صفر المظفر ۱۴۲۷ ہجری

تقریظ

جامع معقول ومنقول استاذ المناظرین شیخ القرآن علامہ نور احمد نظامی

خطیب ومہتمم جامعہ دارالعلوم نور القرآن منڈی روڈالہ روڈ، جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ○

میں نے اس کتاب تحقیق لاجواب فی مسئلہ ایصال ثواب کو چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا ہے۔ ماشاء اللہ فاضل محقق صاحبزادہ ابو وقاص محمد اسحٰق الورٰی مؤلف نے اس کتاب پر بڑی محنت کی ہے اور کتاب بڑی مدلل ہے۔ ہر مسئلہ باحوالہ تحریر کیا ہے۔ حق کے متلاشی کے لئے کافی مواد جمع کیا ہے شک وشبہات کو رفع کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔

اللہ تعالٰی مؤلف علامہ الورٰی صاحب کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔

نور احمد نظامی روڈالہ روڈ

تقریظ

مجاہد ملت سرمایہ اہلسنت پیر طریقت رہبر شریعت عالم باعمل

حضرت علامہ پیر محمد جمیل الوری میوؒ

آستانہ عالیہ شاہ نقشبند، جمیل پارک، فیصل آباد

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ. اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ○

ترجمہ: اے محبوب ﷺ! ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

بندہ ناچیز نے کتاب ہذا کا مطالعہ کیا اور فاضل مؤلف پیر طریقت رہبر شریعت ابو الوقاص حافظ و علامہ قاری محمد اسحاق صاحب الوری کی سعی عظیم کو بہت مفید اور باتحقیق پایا جس سے ہر خاص و عام کو کافی معلومات اور کافی حوالہ جات کی روشنی میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث سے مستفید کرنے کا کام سرانجام دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اپنے محبوب کا صدقہ مؤلف کی اس محنت اور کوشش کو اپنی پاک بارگاہ میں قبول فرمائے۔

دعا گو! محمد جمیل محمودی الوری میوؒ

گلی نمبر 11، آستانہ عالیہ شاہ نقشبند جمیل پارک فیصل آباد

تقدیم

مناظرِ اسلام فاتح وہابیت و دیوبندیت وشیعیت ومودودیت محقق دوراں

حضرت علامہ محمد کاشف اقبال خاں مدنی رضوی

سرپرست اعلیٰ انجمن فکر رضا پاکستان، شاہکوٹ ضلع ننکانہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم○ اما بعد!

جب ہمارا کوئی مسلمان بھائی اس دنیا سے انتقال کر جاتا ہے تو ہم اس کی بخشش کے لئے مختلف طریقوں سے اس کو ثواب پہنچاتے ہیں کبھی قرآن مجید کی تلاوت سے کبھی صدقہ وخیرات سے اور کبھی دعائے مغفرت سے اور کبھی ان سب چیزوں کو اکٹھا مسلمان کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ عرف میں اس کو ختم شریف کہتے ہیں یہ تمام امور مستحب ہیں اور جمیع اہل اسلام کا ایصال ثواب پر اتفاق ہے۔ مذاہب اربعہ کے اکابر اس کی تصریح بھی کر چکے ہیں اور پھر ان کی تصریح کو قبولیت کا درجہ حاصل ہے۔ مگر ستیاناس ہو تعصب وعناد کا کہ بعض بدعقیدہ دیوبندی وہابی ان مبارک امور کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ علماء اہلسنت نے ان بدعقیدہ لوگوں کی تردید میں کافی حد تک تحریری تقریری کام کیا ہے۔

برادر گرامی! خطیب ذیشان حضرت مولانا محمد اسحاق الوری صاحب نے اسی موضوع پر زیر نظر کتاب ''تحقیق لاجواب فی مسئلہ ایصال ثواب'' لکھ کر عامۃ الناس کے لئے ان امور مستحسنہ کے دلائل قرآن وسنت اور اسلاف سے ذکر احسان عظیم فرمایا ہے۔ مولانا نے حوالہ جات میں نہایت احتیاط برتی ہے۔ ان کے حوالہ جات درست اور ان کی برمحل تحریر مستزاد ہے اور پھر آخر میں مسئلہ بدعت

پر مختصر مگر جامع مقالہ تحریر کیا ہے۔ ان تمام امور میں مولانا نے قرآن و سنت کے دلائل کے ساتھ وہابیہ دیوبندیہ کے اکابر سے بھی اپنا مؤقف ثابت کیا ہے۔ اگر کوئی معاند تعصب کی عینک اتار کر انصاف سے اس کتاب کو پڑھے گا تو یہ اس کے لئے بھی راہ ہدایت کا سبب بنے گی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسا لٹریچر عام کیا جائے تا کہ بدعقیدگی کے طوفان بدتمیزی کا تدارک ہو سکے۔

مولا تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ و جلیلہ سے مؤلف کی اس کتاب اور کاوش اور کتاب کے قارئین کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام

محمد کاشف اقبال مدنی رضوی غفرلہٗ
سرپرست انجمن فکرِ رضا پاکستان شاہکوٹ ضلع ننکانہ
۲۷۔صفر المظفر ۱۴۲۷ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام حمد وثناء کے لائق وہ ذات برحق ہے جس کی رحمت کا کوئی ٹھکانہ نہیں اور جس کا فرمان عام ہے۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُو الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا○

مجھے بہت علاقوں میں جانے کا اتفاق ہوا اور ایصال ثواب پر تقریریں ہوئیں تو کثرت سے مسئلہ ایصال ثواب پر سوالات ہوئے تو احباب نے حکم فرمایا بالخصوص مناظر اسلام شیخ القرآن علامہ نور احمد صاحب نظامی مناظر اسلام علامہ محمد کاشف اقبال مدنی شاہکوٹ اور قاری مظہر حسین اختر الباروی نعیمی، قاری نور الدین سیالویؔ اور قاری رائے شہادت علی خاں کھرل اور دیگر احباب نے فرمایا کہ ایصال ثواب پر کچھ نہ کچھ لکھنا چاہیے مگر میں اپنی کم علمی کی وجہ سے خائف رہا تو اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم کا صدقہ معاونین عطا فرمائے جن کی مدد سے میں انشاء اللہ تحریر کے میدان میں اتر آیا حقیقت تو یہ ہے کہ معاونین حضرات نے مواد دیا میں نے صرف ترتیب دے دی ورنہ یہ کتاب بھی ان حضرات کی طرف سے ہدیہ قارئین ہے باقی میں قارئین کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میں ایک انسان ہوں اور الانسان مرکب من الخطاء والنسیان اگر کسی مقام پر کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو دامن کرم سے اسے مخفی فرما کر زبان طعن دراز نہ فرمائیں بلکہ بندہ ناچیز کو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں اور اگر اس میں کوئی بھلائی ہو تو وہ خدا کی طرف سے ہے تو اس بھلائی کی وجہ سے میرے حق میں دعا فرمائیں۔ کہ خدا مجھے ہدایت اور ثابت قدمی عطا فرمائے اور خدائے لم یذل عزوجل سے دعا گو ہوں کہ وہ احباب جنہوں نے میری رہبری اور معاونت فرمائی خدا ان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور خدائے بزرگ و برتر اس حقیری سی سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

ابو وقاص محمد اسحاق الوری میوؔ

فہرست

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ. وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ. وَلَا رِسَالَةَ بَعْدَهٗ. وَلَارَسُوْلَ بَعْدَهٗ وَلَا كِتَابَ بَعْدَهٗ. وَلَااُمَّةَ بَعْدَهٗ. وَلَا مِلَّةَ بَعْدَهٗ.

اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

(1) وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌo (پ 28 آیت 10، سورۃ حشر)

ترجمہ: اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے ہمارے رب بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

(2) رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُo
(سورۃ ابراہیم، پ 13، آیت 41)

ترجمہ: اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

ان آیات بینات سے معلوم ہوا کہ پہلے گزرے ہوئے مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرنا یعنی مغفرت طلب کرنا حکم خالق کائنات ہے اور اس سے فوت شدہ مسلمان بھائیوں کو فائدہ ہوتا ہے جیسا کہ علماء فقہاء اور ائمہ اکرام محدثین حضرات اور آئمہ تفاسیر کا اجماع ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے:

عن ابی هریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال! قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم!

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثٍ. صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ اَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ. اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْلَهٗ ○

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں مگر تین چیزیں باقی رہتی ہیں صدقہ جاریہ، علم نافع کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ نیک اولاد جو والدین کے لئے دعا خیر کرے۔

(صحیح مسلم ج ۲، ص ۴۱، سنن ابی داؤد ج ۲/ ۲۹۸۔ جامع الصغیر سیوطی ج ۱/ ۱۴۱، سنن دار قطنی ج ۳/ ۱۸۸۔ موطا امام مالک/ ۸۳۔ مسند امام احمد بن حنبل ج ۲/ ۳۷۲۔ تفسیر ابن کثیر ج ۷/ ۴۴۰۔ سنن کبریٰ بیہقی ج ۶/ ۲۷۸)

ان احادیث مبارکہ سے بھی پتہ چلا کہ مرنے کے بعد انسان کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے لیکن تین عمل ایسے ہیں جو مرنے کے بعد بھی جاری رہتے ہیں اور ان پر میت کو ثواب ملتا رہتا ہے۔

اور زندوں کی دعا استغفار کی برکت سے اللہ تعالیٰ مردوں کو مزید برکتیں عطا کرتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ:۔

مومن قبروں سے گناہوں سے پاک ہو کر نکلیں گے:

اُمَّتِیْ اُمَّةٌ مَرْحُوْمَةٌ تَدْخُلُ قُبُوْرِهَا بِذُنُوْبِهَا وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِهَا لَا ذُنُوْبَ عَلَيْهَا لِمَحْصِ عَنْهَا بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ لَهَا.

ترجمہ: میری امت امت مرحومہ ہے جس پر بے پایاں رحم کیا گیا ہے کہ لوگ

اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوں گے اور جب قبروں سے نکلیں گے تو ایک گناہ کا بوجھ بھی ان پر نہ ہوگا یہ اس وجہ سے کہ ان کے بعد دنیا میں زندہ مومنین ان کے لئے دعائے استغفار کرتے رہیں گے۔

(شرح الصدور ص ۱۲۸۔ امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ۔ قضیۃ المقدور ص ۷۶۔ نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی۔ تفسیر مظہری۔ مسند الفردوس۔ طبرانی شریف)

ختم شریف میں تین چیزیں ہیں:

(۱) صدقہ (۲) قرآن کی تلاوت (۳) دعائے خیر

اب ہم ان تینوں عملوں پر تفصیل کے ساتھ لکھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ تسلی ہو جائے گی سب سے پہلے صدقے کا حکم ملاحظہ فرمائیں۔

اول: صدقہ اور قرآن:

(۱) هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ (پ ۱ آیت ۲ سورۃ بقرہ)

ترجمہ: ہدایت ہے ڈر والوں کو وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی روزی سے ہماری راہ میں اٹھائیں اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔

(۲) وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۝ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (پ ۲، آیت ۱۹۵، سورۃ بقرہ)

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں۔

(۳) وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ. (بقرہ، آیت ۲۱۹ پ۲)

ترجمہ: اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو فاضل بچے۔

(۴) مَنْ ذَا الَّذِىْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ط وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ٥ (پ۲، آیت ۲۴۵، سورۃ بقرہ)

ترجمہ: ہے کوئی جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے تو اللہ اس کے لئے بہت گنا بڑھا دے اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے اور تمہیں اسی کی طرف پھر جانا چاہیے۔

(۵) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِىَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ. (پ۳، آیت ۲۵۴، سورہ بقرہ)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہے نہ کافروں کے لئے دوستی اور نہ شفاعت۔

(۶) اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِىَ. وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ٥ (پ۳، آیت ۲۷۱، سورۃ بقرہ)

ترجمہ: اگر خیرات اعلانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے۔

(۷) لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ٥

(پ۴، آیت ۹۲، سورۃ ال عمران)

ترجمہ: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔

(۸) اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ٥ (پ ۲۷، سورہ حدید، آیت ۱۸)

ترجمہ: بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا اور ان کے دونے ہیں اور ان کے لئے عزت کا ثواب ہے۔

دوئم: تلاوت کلام پاک اور قرآن:

(۱) وَاِذَا قُرِیَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ٥ (پ۹، آیت ۲۰۴، سورہ اعراف)

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

(۲) فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥ (پ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۹۸)

ترجمہ: تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔

(۳) وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ٥ (پ۲۷، سورۃ القمر آیت ۳۲)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرمادیا ہے تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

(۴) وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا٥ (پ۲۹، آیت ۴، سورۃ مزمل)

ترجمہ: اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

(۵) فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط (پ۲۹، آیت ۲۰، سورہ مزمل)

ترجمہ: اب قرآن میں جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔

(۶) اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ط اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ط

وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ٥ (پ۱ آیت ۱۲۱، سورۃ بقرۃ)

ترجمہ: جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جیسی چاہیں اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہوں تو وہی زیاں کار ہیں۔

(۷) اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِھًا مَّثَانِیَ تَقۡشَعِرُّ مِنۡہُ جُلُوۡدُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّھُمۡ٥ (پ۲۳، آیت ۲۳، سورۃ زمر)

ترجمہ: اللہ نے سب سے عمدہ بات اتاری ہے یکساں کتاب بار بار پڑھی جانے والی جس (کے پڑھنے) سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔

(۸) وَنُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَاھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ٥ وَلَایَزِیۡدُ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا خَسَارًا٥ (پ۱۵، آیت۸۲، سورۃ بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔

(۹) اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَہٗ وَقُرۡاٰنَہٗ٥ فَاِذَا قَرَاۡنٰہُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَہٗ٥

(پ۲۹، سورۃ القیمۃ، آیت ۱۸-۱۷)

ترجمہ: بیشک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو۔

(۱۰) اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ٥ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ٥ اِقۡرَاۡ وَرَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ٥ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ٥ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ٥

ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

(۱۱) كَمَا اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ○

ترجمہ: جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔

دعا اور قرآن:

(۱) وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ط اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ○

(پ۲، سورۃ بقرہ، آیت ۱۸۶)

ترجمہ: اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکاریں تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

(۲) عرش اُٹھانے والے ملائکہ کی دعا مومنوں کے حق میں:

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ○ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ نِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ○ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ط وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ○ (پ۲۴، آیت ۷-۸، سورۃ المومن)

ترجمہ: وہ جو عرش اٹھانے والے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔اے رب ہمارے تیرے رحمت وعلم میں ہر چیز کی سمائی ہے تو انہیں بخشدے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔اے ہمارے رب اور انہیں داخل کر بسنے کے باغوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو جو نیک ہوں ان کے باپ دادا اور بیبیوں اور اولاد میں بے شک تو ہی عزت وحکمت والا ہے اور انہیں گناہوں کی شامت سے بچالے اور جسے تو اس دن گناہوں کی شامت سے بچائے تو بیشک تو نے اس پر رحم فرمایا اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا:

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۝

(پ ۱۳، آیت ۴۱، سورہ ابراہیم)

ترجمہ: اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

(۴) حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت مائی حوا کی دعا:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۝ (پ ۸، آیت ۲۳، سورۃ الاعراف)

ترجمہ: اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے۔

(۵) حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا:

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَo (پ۱۳، آیت ۱۰۱، سورہ یوسف)

ترجمہ: اے میرے رب بیشک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے کچھ باتوں کا انجام نکالنا سکھایا اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے اور آخرت میں مجھے مسلمان اُٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں۔

(۶) حضرت نوح علیہ السلام کی دعا:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًاo (پ ۲۹، سورۃ نوح، آیت ۲۸)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو اور کافروں کو نہ بڑھا مگر تباہی۔

(۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ساتھیوں کی دعا:

رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ o رَبَّنَا لَاتَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاغْفِرْلَنَا رَبَّنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُo

(سورۃ الممتحنہ، آیت ۴،۵، پ ۲۸)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ

ڈال اور ہمیں بخشدے اے ہمارے رب بے شک تو ہی عزت وحکمت والا ہے۔

(۸) رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○ (پ۳،سورہ ال عمران، آیت ۹-۸)

ترجمہ: اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہے بڑا دینے والا۔ اے رب ہمارے تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے اس دن کے لئے جس میں کوئی شبہ نہیں بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا۔

(۹) متقی اور پرہیزگاروں کی دعا:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ○ (پ۴، آیت ۱۴۷، سورۃ ال عمران)

ترجمہ: اے رب ہمارے بخش دے ہمارے گناہ اور جو زیادتیاں ہم نے اپنے کام میں کیں اور ہمارے قدم جمادے اور ہمیں ان کافروں پر مدد دے۔

(۱۰) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی دعا:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (پ۲،سورۃ بقرہ، آیت ۲۰۱)

ترجمہ: اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ سے بچا۔

(۱۱) دعا سے منہ موڑنے والے جہنمی ہیں:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ

عِبَادَتِیْ سَیَدْ خُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَo (پ۲۴،سورۃ المومن، آیت ۶۰)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ بیشک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھینچتے ہیں عنقریب جہنم جائیں گے ذلیل ہو کر۔

وضاحت: ہم اب تک تین چیزوں کا ذکر قرآن پاک سے کر چکے ہیں جو جان ہے ختم شریف کی یعنی

صدقہ، قرآن کی تلاوت، دعا خیر

یہ تینوں چیزیں قرآن سے ثابت ہیں اور ان کا منکر مسلمان نہیں ہو سکتا

اب مزید احادیث مبارکہ سے ثابت کریں گے کہ اسی ترتیب سے انشاء اللہ تعالیٰ

میت کے لئے صدقہ، تلاوت قرآن، دعا خیر کا حکم

قَالَ، اَفَادَیٰ الْحَدِیْثُ اَنَّ الْقَبْرِ مَنْزِلُ وَحُشَةٍ یَتَحَیَّرُ فِیْهِ الْفِطَنُ وَالْمَلَائِکَتَهُ یَسْئَالُوْنَهُ فَاِنْ اَصَابَ فِیْ الْجَوَابِ یَنْجَیٰ وَاِلَّا فَقَدْ هَلَکَ. فَاَعِیْنُوْلَهُ بِالصَّدَقَةِ وَقِرَاْةِ شَیْءٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْاَدْعِیَّتِهٖ.

(شرح برزخ ص ۱۲۴ ابوسعید حنفی، در مطبع رضوی معسکر بنگلور محمد علی رضا طبع نمود)

ترجمہ: فائدہ دیتی ہے یہ حدیث اسی پر کہ قبر مقام وحشت ہے جو حیران ہے اس میں عقل دانا کی ملائکہ سوال کرتے ہیں میت سے قبر میں پس اگر صحیح جواب دیا تو نجات پایا ورنہ مبتلائے عذاب ہو گا پس مدد پہنچاؤ میت کو ساتھ ثواب بخشنے صدقہ کے اور تلاوت قرآن کے اور ساتھ دعا کرنے کے۔

نوٹ:۔ تو اب ہم تفصیل کے ساتھ صدقہ اور تلاوت قرآن اور دعا خیر کا فائدہ میت کو اور اس کا ثبوت احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام اور بزرگان دین کے عمل سے ثابت کریں گے۔

صدقہ کا ایصال ثواب:

(۱) ماں کی طرف سے باغ صدقہ کر دیا:

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عِبَادَةَ تُوُفِّيَتْ اُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ فَاتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلَ ﷺ اِنَّ اُمِّي مَاتَتْ وَاَنَا غَائِبٌ فَهَلْ يَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ وَقَالَ اِنِّيْ اُشْهِدُكَ اِنَّ حَائِطِي الْمِخْرَافِ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہو گئیں اور وہ موجود نہ تھے پس جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ فوت ہو گئی اور میں موجود نہ تھا۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو نفع پہنچے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں پس انہوں نے عرض کیا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مخراف نامی باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

(بخاری شریف، ج ۱، ص ۳۸۶۔ ابو داؤد شریف ۴۲۲۔ ترمذی شریف ج ۱، ص ۸۵۔ نسائی شریف ج ۲، ص ۱۲۲۔ مسند احمد، ج ۱، ص ۳۳۳۔ بیہقی کبریٰ ج ۴، ص ۲۷۸۔ مصنف عبدالرزاق، ج ۹، ص ۵۹۔ مسند ابو یعلی، ج ۴، ص ۲۹۳۔ طبقات ابن سعد ج ۳، ص ۶۱۵۔ موطا امام مالک۔ قضیۃ المقدور، نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی، ص ۷۶)

(۲) ماں کی طرف سے کنواں صدقہ کر دیا:

عَنْ سَعْدَ بْنِ عِبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍO

ترجمہ: سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سعد کی یعنی میری والدہ فوت ہوگئی پس کونسا صدقہ افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا پانی سعد نے کنواں کھودا اور کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے واسطے صدقہ ہے۔ (نسائی۔ ابو داؤد ج۱،ص۲۳۶، تفسیر قرطبی الترغیب والترہیب، سنن کبریٰ بیہقی، قضیۃ المقدور نواب صدیق حسن وہابی، ص۷۶)

یہ کنواں تقریباً 1000 سال بعد تک آباد رہا اور لوگ اس سے پانی پیتے رہے جس کا ذکر مشہور مورخ علامہ نورالدین سمہودی فرماتے ہیں۔ (کتاب الوفاء)

منکرین کے لئے لمحہ فکریہ:

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے معتبر اور مستند احادیث سے ثابت ہوگیا کہ میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو فائدہ ملتا ہے تو اب بھی اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ یہ فروٹ صدقہ کرنا کہاں لکھا ہے یا پانی صدقہ کرنا کہاں لکھا ہے تو افسوس کی بات نہیں کیونکہ ہم تو صرف چند ٹوکرے فروٹ کے اور ایک گلاس پانی کا رکھتے ہیں تو جن لوگوں کو احادیث مبارکہ میں پورا باغ صدقہ ہوتا اور پورا کنواں صدقہ ہوتا نظر نہیں آیا انہیں ہمارے فروٹ کا ادنیٰ نذرانہ اور پانی کا گلاس کہاں نظر آسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

(۳) عَنْ عَبْدُاللّٰهِ بِنْ عُمَرَ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا تَصَدَّقَ اَحَدُكُمْ بِصَدَقَةٍ تَطَوُّعًا فَلْيَجْعَلْهَا عَنْ اَبَوَيْهِ فَيَكُوْنَ لَهُمَا اَجْرُهَا وَلَا يَنْقُصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًاO

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص نفلی صدقہ کرے اور اس کو اپنے والدین کی طرف سے کردے تو اس کے والدین کو اس کا اجر ملتا ہے اور اس کے اجر میں سے بھی کچھ کمی نہیں ہوتی۔ (شرح الصدور سیوطی۔ طبرانی فی الاوسط، ج ۷ ص ۱۳۱۔ کنز العمال، ج ۶، ص ۴۲۸۔ مجمع الزوائد۔ تاریخ دمشق۔ جامع الصغیر سیوطی ۲-۱۴۵)

(۴) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِنَبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُہَا وَلَمْ تُوْصِ وَاَظُنُّہَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَہَلْ لَہَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْہَا قَالَ نَعَمْ O

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے میرا خیال ہے کہ اگر وہ کوئی بات کرتی تو صدقہ کرتی اگر میں اپنی والدہ کی طرف سے کوئی صدقہ کروں تو کیا میری ماں کو اس کا اجر و ثواب ملے گا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں۔

(بخاری شریف۔ مسلم شریف عربی۔ مسلم شریف مترجم۔ وحید الزمان وہابی۔ موطا امام مالک۔ ابو داؤد شریف)

یاد رہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو

بَابَ وُصُوْلِ ثَوَابِ الصَّدَقَۃِ عَنِ الْمَیِّتِ اِلَیْہِ

یعنی صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ میں نقل کیا ہے۔

(مسلم شریف عربی۔ مسلم شریف مترجم۔ وحید الزمان وہابی)

(۵) عَنْ حَنَشٍ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا یُضَحِّیْ بِکَبْشَیْنِ فَقُلْتُ لَہٗ مَاھٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ

فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْہُ ۝

ترجمہ: حضرت حنش رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا یہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کرتا ہوں۔ (ابو داؤد شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ ترمذی)

صدقہ نورانی طبق میں رکھ کر میت کو پیش کیا جاتا ہے:

(۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَامِنْ اَھْلِ بَیْتٍ یَّمُوْتُ مِنْھُمْ وَیَتَصَدَّقُوْنَ عَنْہُ اَھْلِہٖ بَعْدَ مَوْتِہٖ اِلَّا اَھْدَامَالَہٗ جِبْرِیْلَ عَلٰی طَبَقٍ مِنْ نُوْرٍ ثُمَّ یَقِفُ عَلٰی شَفِیْرِ الْقَبْرِ فَیَقُوْلُ یَاصَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِیْقِ ھٰذِہٖ ھَدِیَّۃٌ اَھْدَاھَا اِلَیْکَ اَھْلُکَ فَاقْبَلْھَا فَیُدْخِلُ عَلَیْہِ فَیَفْرَحُ بِھَا فَیَسْتَبْشِرُوْ یَحْزَنُ جِیْرَانَہُ الَّذِیْنَ لَایَھْدِیْ اِلَیْھِمْ شَیْءٌ ۝

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس گھر میں سے کوئی فوت ہو جائے اور وہ اس کی طرف سے اس کے مرنے کے بعد کچھ صدقہ کریں تو جبریل امین علیہ السلام اس کو نور کے طبق میں رکھ کر اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرماتے ہیں اے گہری قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے اسے قبول کر پس اس کی قبر میں وہ ہدیہ داخل کر دیا جاتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے اور بشارت حاصل کرتا ہے اور اس کے

وہ ہمسائے غمگین ہوتے ہیں جن کو کوئی ہدیہ نہیں بھیجا جاتا۔

(طبرانی شریف۔ شرح الصدور۔ تفسیر مظہری پارہ ۲۷، سورہ نجم۔ انوارِ شریعت ج ۱، ص ۱۵۰۔ قفیۃ المقدور۔ نواب صدیق حسن وہابی)

(۷) صدقہ کی برکت سے قبر کی آگ بجھ جاتی ہے:

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّدَقَۃَ لَتُطْفِیُٔ عَنْ اَھْلِھَا حَرَّ الْقُبُوْرِ ٥

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک صدقہ قبر والوں سے قبور کی آتش (یعنی) آگ بجھا دیتا ہے۔ (طبرانی الکبیر۔ ابن عدی فی الکامل۔ شرح الصدور)

اس حدیث اور دیگر احادیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ جو متوفی کے لواحقین اس کی طرف سے دیں گے اس صدقہ کی برکت سے فوت شدہ کو قبر میں بڑے فائدہ ہوتا ہے اور غیر کا فعل بھی عذاب سے چھٹکارے کا سبب بنتا ہے۔

(۸) ایصالِ ثواب کا نفع صرف اہل ایمان کو ملتا ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ اَوْصٰی اَنْ یُعْتَقَ عَنْہُ مِائَۃُ رَقَبَۃٍ فَاَعْتَقَ ابْنُہٗ ھِشَامٌ خَمْسِیْنَ رَقَبَۃً فَاَرَادَ ابْنُہٗ عَمْرٌو اَنْ یَّعْتِقَ عَنْہُ الْخَمْسِیْنَ الْبَاقِیَۃَ فَقَالَ حَتّٰی اَسْئَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبِیْ اَوْصٰی اَنْ یُّعْتَقَ عَنْہُ مِائَۃُ رَقَبَۃٍ وَاِنَّ ھِشَامًا اَعْتَقَ عَنْہُ خَمْسِیْنَ وَبَقِیَتْ عَلَیْہِ خَمْسُوْنَ رَقَبَۃً اَفَاُعْتِقُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ لَوْکَانَ مُسْلِمًا

فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْحَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ ذَالِکَ ٥

ترجمہ: حضرت عمر بن شعب اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ میری طرف سے سو غلام آزاد کر دیئے جائیں چنانچہ اس کے بیٹے ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیئے پھر اس کے بیٹے عمرو نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ لوں تو وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے باپ نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں اور ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیئے اور میرے ذمے پچاس باقی ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے بقیہ پچاس غلام آزاد کردوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو پھر تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ دیتے یا حج کرتے تو اس کو ان اعمال کا ثواب پہنچتا۔ (ابو داؤد شریف۔ بیہقی سنن کبریٰ۔ ابن قدامہ فی المغنی، مصنف عبدالرزاق۔ مشکوٰۃ شریف)

نوٹ:۔ اس حدیث اور سابقہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ مسلمان کی طرف سے اگر صدقہ و خیرات اور غلام آزاد یا حج وغیرہ کیا جائے تو اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو فائدہ پہنچتا ہے اور ثواب ملتا ہے اور اہل سلام کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ایصال ثواب کا نفع اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو حالت ایمان میں فوت ہوا ہو اور جو کفر پر مرا ہو اس کو قطعاً کوئی نفع نہیں پہنچتا اب فیصلہ خود فرمالیں۔

ایصال ثواب صرف مسلمانوں کیلئے ہے:

(۹) اِنَّ الْعَاصِ بِنْ وَائِلَ نَذَرَفِی الْجَاهِلِیَّةِ اَنْ یَّنْحَرَ مِنْهُ بَدَنَةً وَ اَنَّ

هَشَامُ بِنُ الْعَاصُ نَحْرِ حِصَّتَهُ خَمْسِيْنَ بَدَنَهٗ وَاَنَّ سَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ ذَالِکَ. فَقَالَ اَمَّا اَبُوْکَ لَوْ کَانَ اَقَرَّبَالتَّوْحِیْدِ فَصُمْتَ وَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ نَفَعَهٗ ذَالِکَ ○

ترجمہ: بے شک عاص بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں سو اونٹوں کی قربانی کی منت مانی اور بے شک اس کے بیٹے ہشام نے اس کی طرف سے پچاس اونٹ قربان کر دیئے عمرو نے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارا باپ توحید کا اقرار کر لیتا یعنی مسلمان مرتا تو پھر تم اس کی طرف سے روزے رکھتے اور صدقہ کرتے تو اسے ان سے نفع حاصل ہوتا۔

(مسند احمد۔ کنز العمال)

(۱۰) قبر کی پہلی رات کو صدقہ خیرات کر کے مردے پر رحم کرو:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ پر پہلی رات سے زیادہ اور کوئی سخت رات نہیں آتی سو تم اپنے مردوں پر خیرات کر کے رحم کرو اور جو شخص خیرات کرنے کی کوئی چیز نہ پاوے تو اسے دو رکعت نماز پڑھنی چاہیے۔ جن میں سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی۔ اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ. قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ۔ گیارہ دفعہ پڑھنے اور نماز سے فارغ ہو کر یوں دعا کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ صَلَّیْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةُ وَتَعْلَمُ مَااُرِیْدُ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْ ثَوَابِهَا اِلٰی قَبْرِ فُلَانِ اِبْنِ فُلَانٍ۔

خدا تعالیٰ اس وقت اس میت کی قبر کی طرف ہزار فرشتے بھیجتا ہے جن میں سے ہر ایک فرشتے کے پاس نور اور تحفہ ہوتا ہے یہ فرشتے قبر میں جا کر مردہ کو ہر طرح کا اطمینان دلاتے ہیں اور دلجوئی اور تسلی کرتے رہتے ہیں اس کی وحشت و

گھبراہٹ کو دور کرتے اور اسے اپنے ساتھ مانوس بناتے ہیں اور قیامت تک یوں ہی کرتے رہیں گے یہ ثواب مردہ کو پہنچتا ہے۔ پڑھنے والے کو خدا تعالیٰ ان تمام چیزوں کی تعداد کے مطابق نیکیاں دیتا ہے جن میں سورج کی تیز اور چمکیلی کرنیں پڑتی ہیں اس کے چالیس ہزار درجے بلند ہوتے ہیں اور چالیس ہزار حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے اس کے لئے ہزار شہر جنت میں بنائے جاتے ہیں اور ہزار شہیدوں کا ثواب ملتا ہے اور جنت میں ہزار بیش قیمت حُلے پہنائے جائیں گے۔ نذہۃ المجالس۔

(۱۱) میت کی طرف سے سات دن صدقہ کرنا:

رُوِیَ اَحْمَدُ عَنْ طَاؤُسٍ فِی کِتَابِ الزُّھْدَاَنَّہٗ قَالَ اِنَ الْمَوْتٰی یَفْتِنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ سَبْعَۃَ اَیَّامٍ یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یُطْعِمَ عَنْھُمْ تِلْکَ وَالْاَیَّامُ٥

ترجمہ: امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب الزہد میں طاؤس تابعی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ مردے اپنی قبروں میں سات دن آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں اس لئے صحابہ کرام ان دنوں میں مردوں کی طرف سے کھانا کھلانا مستحب جانتے تھے۔

(حیواۃ الحیوان۔ علامہ دمیری رحمتہ اللہ علیہ۔ شرح الصدور ص ۱۳۲)

(۱۲) سات دن صدقہ:

یَنْبَغِیْ اَنْ یُّوَاظِبَ عَلٰی الصَّدَقَۃِ لِلْمَیِّتِ اِلٰی سَبْعَۃَ اَیَّامَ وَقِیْلَ اِلٰی الْاَرْبَعِیْنَ فَاِنَ الْمَیِّتَ یَشُوْقُ اِلٰی بَیْتِہٖ٥

ترجمہ: چاہے کہ سات دن تک متواتر صدقہ دیا جائے میت کی طرف سے اور بعض نے کہا چالیس روز تک کیونکہ میت اپنے گھر کی طرف سے اتنا عرصہ آرزو

منداور مائل ہوتی ہے۔ (شرح برزخ۔ محدث ابوسعید حنفی ص ۳۳۹۔ خزانۃ الروایات)

نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی...... سات دن صدقہ:

طاؤس نے کہا مردے اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں۔ سات دن تک اس لئے سلف درست رکھتے تھے کہ ان سات دنوں میں ان کی طرف سے کھانا کھلایا جائے۔ (بذل الحیات، ص ۲۹)

(۱۴) صدقے کا ثواب 70000 فرشتے بمعہ سیدنا جبریل علیہ السلام لے کر جاتے ہیں:

عَنْ اَنَس اِبْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا تَصَدَّقَ الرَّجُلُ بِنِيَّةِ الْمَيِّتِ اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يَّحْمِلَ فِیْ قَبْرِهٖ مَعَ سَبْعِيْنَ اَلْفِ مَلَکٍ فِیْ اَيْدِیَ كُلِّ مَلَکٍ نُوْرٌ فَيَحْمِلُوْنَ اِلٰى قَبْرِهٖ فَيَقُوْلُوْنَ السَّلَامُ عَلَيْکَ يَاوَلِیَ اللّٰهِ هٰذِهٖ هَدِيَةُ فُلَانُ بِنُ فُلَانٍ اِلَيْکَ قَالَ فَيَبْلَاءِ قَبْرُهٗ وَاَعْطَاهُ اللّٰهُ اَلْفَ مَدِيْنَةٍ فِی الْجَنَّةِ وَزَوَّجَهٗ اَلْفَ حَوْرَاءَ وَ اَلْبَسَهٗ اَلْفَ حُلَّةٍ وَقَضٰى اَلْفَ حَاجَةٍ۝

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کوئی شخص کسی میت کی نیت سے صدقہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے کہ اس کی قبر کے پاس 70000 ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لے جا کر اس طور پر کہ سب کے ہاتھ میں نور ہوں یہ فرشتے اس صدقہ کو اس مردے کی قبر کے پاس لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں تجھ پر سلامتی ہو اے اللہ تعالیٰ کے ولی فلاں شخص نے جو فلاں شخص کا بیٹا ہے بعد یہ تحفہ تمہارے پاس بھیجا ہے اس سے اس کی قبر روشن ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہزار شہر

اس کو بہشت میں دیتا ہے ہزار حوریں اس کی زوجیت میں دیتا ہے اور ہزار حلے پہناتا ہے اور ہزار حاجت برلاتا ہے۔ (کفایہ شعبی)

(۱۴) سات دن تک صدقہ میت کی طرف سے کیا جائے:

ومستحب است که تصدقا کرده شود از میت بعد از رفتن اورز عالم تا هفت اورز وتصدق از میت نفع میکنداورا بے خلاف میان اهل علم و وارد شده است دراں حدیث صحیحه خصوصاً وبعضے از علماً گفته اند که نمی رسوله میت مگر صدقه و دعا ودربعض روایات آمد است که روح میت می آید خانه خودراشب جمعه پس نظر میکند که تصدق میکند از وے یانه٥

ترجمہ: اور مستحب ہے کہ میت کے اس دنیا سے جانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف سے صدقہ خیرات کیا جائے کہ میت کی طرف سے صدقہ و خیرات کرنا اسے فائدہ دیتا ہے اس سلسلہ میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور اس کے جواز میں خصوصاً احادیث صحیحہ وارد ہیں بعض علماء نے کہا ہے کہ میت کو صرف صدقہ اور دعا کا ثواب پہنچتا ہے۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ میت کی روح شب جمعہ کو اپنے گھر آتی اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے کوئی صدقہ کرتا ہے یا نہیں۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۱، ص ۷۱۶)

جمعرات کو ارواحِ مومنین اپنے گھروں کو آتی ہیں:

شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض روایات آمد اس کہ روح میت می آید خانہ خودراشب جمعہ پس نظر میکند کہ تصدق میکند از وے یانہ۔

ترجمہ: بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ میت کی روح شب جمعہ یعنی

(جمعرات) کو اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے اس کے گھر والوں میں سے کوئی صدقہ کرتا ہے یا نہیں۔

(انوارِ ساطعہ ص ۱۳۹، مولوی عبدالسمیع۔ اشعۃ للمعات شرح مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۷۱۶)

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ جمعرات کو روحیں آتی ہیں:

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق ارواح مومنوں کے شب جمعہ (یعنی جمعرات) کو آتی ہیں اور دروازوں پر اپنے گھروں کے کھڑے رہ کر ندا کرتیں ہیں ساتھ غمگین آواز کے اے میرے اہل اے میری اولاد اے میرے اقربا مہربانی کرو تم ہم کو ساتھ فاتحہ اور ثواب بخشی کے ہمیشہ ہمارا یاد رکھو تم اور مت فراموش کرو ہم کو اور رحم کرو ہماری غربتی پر پس اگر ان کو فاتحہ اور ثواب بخشی سے یاد کریں وہ خوش ہوتے ہیں ورنہ واپس جاتے ہیں اور ان کے حق دعا بد کرتے ہیں۔ (احیاء العلوم۔ شرح برزخ ص ۲۵۴۔ محدث ابو سعید حنفی۔ علم الیقین۔ محمد جعفر قریشی حنفی، ص ۱۴۷)

اکابر وہابیہ کی تائید:

رات جمعہ دی مغرب پچھے ہک روایت آئی
آون روح گھر اپنے خویشاں یا جتھ ہے آشنائی
باہر گھروں کھلوتے ویکھن کم جو دنیا کردے
آکھن کدے تے اسیں بھی آ ہے وخت اینویں ہی بھردے
اجے بھی تساں نہ غفلت چھوڑی مویاں ویکھ اسانوں
کٹھیاں اساں حساب بھی بھریا آیا کم تسانوں

ہن اسی ہوئے محتاج کما کرچھوڑ وڑیوچ قبراں

کجھ دیہو اساں اللہ دے کارن لیو غریباں خبراں

منتاں عاجذیاں کر منگن روون کر کر گزاری

جے کوئی پڑھ کر بخشے یا کجھ دیوے چیز پیاری

کر دعائیں راضی ہوون خوشیاں کردے جاون

تے جے کوئی کجھ نہ بخشے دیوے سوندیاں تیک ٹکاون

ناں امید عشاؤں پچھے ہو کر آکھن بار خدایا

رحمت تھیں انہاں خالی رکھیں جیوں انہاں سانوں بھلایا

(احوال الآخرت ص ۲۶-۲۵ مولوی محمد بن بارک اللہ لکھو کے وہابی)

صاحب فتاویٰ نسفیہ کا عقیدہ:

بے شک اہل ایمان روحیں آتی ہیں ہر جمعہ کی رات کو اور دن کو یوں کھڑی ہوتی ہیں اپنے گھروں کے سامنے پھر پکارتی ہے ہر روح غمگین آواز سے اے میرے اہل اے میری اولاد اے میرے رشتہ داروں ہم پر مہربانی کرو ساتھ خیرات کے یاد کرو ہم کو اور مت بھولو اور ترس کھاؤ ہمارا ہماری غربت میں یہ مال جو تمہارے ہاتھوں میں ہے یہ ہمارے ہاتھ میں تھا۔ پھر وہ روحیں پھر جاتی ہیں اُلٹی روتی ہوئی اُداس اور آواز غمگین سے کہتی ہیں۔ یااللہ ناامید کیجیو ان کو اپنی رحمت سے جیسا ناامید پھیرا انہوں نے ہم کو دعا اور صدقہ سے۔ (بحوالہ کنزالعباد)

شب جمعہ روحیں گھروں کو آتی ہیں:

عن بعض العلماء المحققین ان الارواح تتخلص لیلۃ الجمعۃ و تنتشر فجائو ای مقابرھم ثم جائو فی بیوتھمO

ترجمہ: بعض علماء محققین سے مروی ہے کہ روحیں شب جمعہ چھٹی پاتی اور پھیلتی

جاتی ہیں پہلے اپنی قبروں پر آتی ہیں پھر اپنے گھروں میں آتی ہیں۔

(خزانۃ الروایات)

ان ارواح المومنین یاتون فی کل لیلۃ الجمعہ ویوم الجمعۃ فیقومون بفناء بیوتھم ثم ینادی کلو احد منھم بصوت حزین یا اھلی ویا اولادی ویا اقربائی اعطفوا علینا بالصدقۃ واذکرونا ولا تنسوناوارحمونا فی غربتناo

ترجمہ: بے شک مسلمانوں کی روحیں ہر روز وشب جمعہ اور یوم جمعہ اپنے گھر آتی اور دروازے پر کھڑی ہوکر دردناک آواز سے پکارتی ہیں کہ اے میرے گھر والو اے میرے بچو اے میرے عزیزو ہم پر صدقہ کرو ہمیں یاد کرو بھول نہ جاؤ۔ ہماری غریبی میں ہم پر ترس کھاؤ۔ (دستور القضاء)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی گواہی:

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما اذا کان یوم عید اویوم عاشورہ ولیلۃ النصف شعبان ثانی ارواح الاموات ویقومون او یوم جمعہ او یوم علی ابواب بیوتھم فیقولون ھل من احویذ کرناھل من احد یترحم علینا حل من احدیذ کر غربتنا. الحدیث.

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب عید یا جمعہ یا عاشوراء کا دن ہوتا ہے یا شب برات ہوتی ہے اموات کی روحیں آکر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی ہیں اور کہتی ہیں، ہے کوئی کہ ہمیں یاد کرے ہے کوئی ہم پر ترس کھائے ہے کوئی کہ ہماری غربت کی یاد دلائے۔

(خزانہ الروایات، دقائق الاخبار ص ۱۲۳، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

اب تک جو دلائل دیئے گئے ہیں وہ صدقہ۔ تلاوت قرآن۔ اور دعا کے دلائل ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اور روحوں کا گھروں کو آنا ذکر ہوا چونکہ ختم شریف میں خاص تین عمل ہوتے ہیں۔ صدقہ، تلاوت قرآن، دعا تو الحمد للہ ہم صدقے کے بارے عرض کر چکے اب ہم تلاوت قرآن اور دیگر اذکار کا ذکر کریں گے۔

تلاوت قرآن پاک اور دیگر اذکار کا ایصال ثواب:

قبر پر تسبیحات و تکبیرات پڑھنے سے قبر کشادہ ہوگئی:

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ انصاری عنہ قال اخرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یوما الی سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ حین توفی قال فلما صلی اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ووضع فی قبرہ وسوی علیہ سبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فسبحنا طویلا ثم کبر فکبرنا فعیل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لم سبحت ثم کبرت قال لقد تضایق علی ھذا العبد الصالح قبرہ حتی فرجہ اللہ عزوجل O

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک دن نکلے جب سعد بن معاذ فوت ہوئے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان پر نماز پڑھی اور ان کو قبر میں رکھا گیا اور مٹی ڈال دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تسبیحات پڑھی پھر ہم نے بھی طویل تسبیحات پڑھیں پھر آپ نے تکبیرات پڑھیں

ہم نے بھی تکبیرات پڑھیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ نے تسبیح اور تکبیر کس لئے پڑھیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اس نیک بندے پر قبر تنگ ہو گئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قبر کو کشادہ کر دیا۔ (مسند احمد ج ۳، ص ۳۶۰)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ذکر و اذکار تسبیحات کا قبر پر پڑھنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ذکر و اذکار سے فوت شدہ کو فائدہ حاصل ہوتا اور اس کی قبر وسیع ہو جاتی ہے۔

سورۃ اخلاص کا ایصال ثواب:

عَنْ عَلِی قَالَ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ مَرَّ عَلَی الْمَقَابِرِ وَ قَرَءَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدَ. اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ مَرَّۃً ثُمَّ وَھَبَ اَجْرُہٗ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بَعَدِدِ الْاَمْوَاتِ .

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان سے گزرے اور اکیس مرتبہ قل ھواللہ احد (سورہ اخلاص) پڑھ کر قبرستان والوں کو بخشے جتنے لوگ وہاں دفن ہوں گے ان کی تعداد کے برابر اسے ثواب ملے گا۔ (کنزالعمال ج ۱۵، ص ۲۵۵۔ فردوس الاخبار ج ۴، ص ۳۸۔ تفسیر مظہری۔ وضیاء القرآن۔ تفسیر روح البیان)

جن کو ایصال ثواب کیا جائے وہ ثواب بھیجنے والوں کی شفاعت کریں گے:

حضرۃ ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال. قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم من دخل المقابر ثم قرا فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ

احد والھاکم التکاثر ثم قال انی جعلت ثواب قرات من کلامک لاھل المقابر من المومنین والمومنات کا لوا شفعاء له الی اللهo

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر فاتحہ اور سورہ اخلاص اور سورۃ التکاثر پڑھے پھر یہ کہے کہ الٰہی میں نے تیرے کلام سے جو پڑھا ہے اس کا ثواب اس قبرستان کے مومن مردوں اور مومن عورتوں جو یہاں دفن ہیں کو بخشتا ہوں تو یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی شفاعت کریں گے۔ (شرح الصدور، تفسیر مظہری پ ۲۷۔ تفسیر ضیاء القرآن، پ ۲۷)

نوٹ:۔ حضرت علامہ حافظ عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی وہ بزرگ ہیں جن کو حالت بیداری میں آقا علیہ السلام کی کم وبیش 75 پچھتر مرتبہ زیارت ہوئی ہے اور بہت ساری روایات کی تصحیح بھی کروائی ہے اور شہرہ آفاق تصانیف یعنی شرح الصدور جیسی آپ کی ہی کتاب ہے۔ (فیض الباری شرح بخاری ج ۱ ص ۲۰۴ انور شاہ کشمیری۔ شرح برزخ ص ۲۹۰۔ محدث ابو سعید حنفی۔ سعادت الدارین۔ زیارت نبی بحالت بیداری ص ۵۶۔ عبدالمجید ایڈووکیٹ دیوبندی۔ رحمتِ کائنات ص ۲۴۳۔ قاضی زاہد الحسینی دیوبندی)

قبروں پر سبز شاخ کے ٹکڑے رکھنا:

عن ابن عباس رضی الله عنه قال مرد النبی صلی الله علیه وآله وسلم بقبرین فقال انهما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدهما فکان لایستتر من البول واما الاخر فکان یمشی بالنمیمة ثم اخذ جریدة رطبة فتقها نصفین فغرز فی کل قبر واحدة قالوا یارسول الله

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم لم فعلت ھذا لعلہ یخفف عنھما مالم ییبسا○

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دو قبروں پر سے گزرے تو فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا ان میں ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخور تھا پھر آپ نے ایک ہری شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک قبر پر گاڑ دیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ نے ایسا کیوں کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔ (بخاری شریف ج ۱، ص ۳۴-۳۵۔ مسلم شریف، ج ۱، ص ۱۴۱۔ ابو داؤد شریف، ج ۱، ص ۴، ابن خذیمہ ج ۱، ص ۳۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳، ص ۳۷۷، جامع ترمذی ج ۱، ص ۲۱)

شرح نووی:

وستحب العلماء قراۃ القرآن عند القبر لھذا الحدیث لانہ اذا کان یرجی التخفیف تسبیح الجدید فبتلاوۃ القرآن اولی واللہ اعلم وقد ذکر البخاری فی صحیحہ ان بریدہ بن الحصیب الاسلمی الصحابی اوصی ان یجعل فی قبرہ جریدتان ففیہ انہ رضی اللہ تعالی عنہ تبرک بفعل النبی.

ترجمہ: اور اس حدیث کی بنا پر علماء نے قبر پر قرآن مجید پڑھنے کو مستحب جانا اس لئے کہ جب کھجور کی شاخ کی تسبیح سے تخفیف عذاب کی امید ہے تو قرآن مجید

کی تلاوت سے بدرجہ اولیٰ امید ہوئی۔ واللہ اعلم اور بے شک امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ بریدہ بن حصیب اسلمی صحابی نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو کھجور کی شاخیں رکھی جائیں۔ حضرت بریدہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے برکت حاصل کی۔ (مسلم مع نووی ج ۱ ص ۱۴۱)

کھانے پر قرآن پڑھنا...... یعنی ایۃ الکرسی:

عن حضرت عائشه ان رجلا الى النبى صلى الله عليه و آله وسلم فشكا اليه ان ماضى بيته ممحوق من البركة فقال اين انت من آية الكرى ماتليت على طعام ولادام الاسما الله بركة دانك الطعام ولادام الى انما الله وبركة ذالك الطعام ولادامO

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اس کے گھر میں بے برکتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو آیۃ الکرسی سے غافل ہے کیونکہ جس کھانے اور سالن پر آیۃ الکرسی پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتا ہے۔ (درمنثور، ج ۱، ص ۳۲۳، کنز العمال)

کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا:

عن عائشه قالت قال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم اذا كل احدكم طعام فليقل بسم الله فان نسى فى اوله فليقل بسم الله اوله و آخره.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھے اگر

شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ۔ (جامع ترمذی ج۲، ص۸، ابن ماجہ ص۲۴۲)

تو اب معلوم ہوا کہ قرآن پاک پڑھنے سے کھانے میں برکت پیدا ہوتی ہے کیونکہ بسم اللہ بھی قرآن اور آیۃ الکرسی بھی قرآن کی آیت ہے۔ اگر اس کے پڑھنے سے کھانا حرام نہیں ہوتا تو چند مزید سورتیں پڑھنے سے کیونکر حرام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ شرم وحیا کی دولت عطا فرمائے۔

انصار بھی قبر پر قرآن خوانی کرتے تھے:

اخرج الخلال فی الجامع عن الشعبی قال کانت الانصار اذا مات لھم المیت انطلقوا الی قبرہ یقرؤن القرآن.

ترجمہ: یعنی انصار کے یہاں جب کوئی مرتا تو لوگ اس کی قبر پر جاتے اور قرآن پاک پڑھتے۔ (مرقات بشرح مشکوٰۃ ج ۲، ص ۳۸۲، شرح الصدور ص ۴۱۸، مصنف ابن ابی شیبہ ج۳، ص۲۳۶، تذکرۃ الموتیٰ للقرطبی، ص ۴۹)

اہل قبور قرآن خوانی کی آواز سنتے ہیں:

ان ثواب القرآۃ للقاری وللمیت ثواب الاستماع ولذالک تلحقه الرحمة قال اللہ تعالیٰ واذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون ○ ولا لیبعوفی کرم اللہ تعالیٰ ان یلحقه ثواب القراۃ والاستماع معا...... الخ.

ترجمہ: بلاشبہ، قبر پر پڑھنے والے کو جب اونچی آواز سے پڑھے قرأت کا ثواب ملتا ہے اور سننے والے صاحب قبر کو قرأت کے سننے کا اور اسی لئے اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور جب قرآن پڑھا جائے تو

اسے سنو اور چپ رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے'' اور اللہ کے کرم سے دور نہیں کہ وہ صاحب قبر کو دوگنا ثواب دے قاری کی قرأت کا ثواب اس نے اس کو بخشا اور اس کے قرآن سننے کا دو ثواب اکٹھے عطا فرمائے۔ (شرح الصدور، اردو، ص ۳۰۸)

سورۃ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھ کر ایصال ثواب کرنا:

اخرج ابو محمد السمر قندی من مرعلی المقابر و قرأ قل هو الله احد احدی عشرمرة ثم وهب اجرهاللاموات اعطی الله تعالیٰ من الاجر بعددالاموات بلا نقص قال دل الحدیث علی جواز القرأة للمیت ووصول الاجر الیهO

ترجمہ: ابو محمد سمر قندی نے روایت کی ہے جو شخص کہ گزرا قبور پر اور گیارہ مرتبہ قل ھواللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو پہنچائے تو اللہ تعالیٰ موافق تعداد مردوں کے اس کو اجر دے گا مؤلف کہتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قرآن پڑھ کر موتی کو ایصال ثواب کرنا ثابت ہوتا ہے۔ (شرح برزخ ص ۳۳۴، محدث ابو سعید حنفی رضی اللہ عنہ، عنائت علی شاہ دیوبندی، باغ جنت، ص ۲۵۸، شرح الصدور، ص ۳۰۷، سیوطی، دار قطنی، درمختار، کنز العمال، ج ۱۵، ص ۴۰۰)

ختم قرآن پر دعا قبول ہوتی ہے:

وعن حمید الاعرج قال من قرأ القرآن وختمه ثم دعا امن علی دعائه اربعة الاف ملک ثم لایذالون یدعون له وه یستغفرون ویصلون علیه الی المساء او الی الصباح O

ترجمہ: حضرت اعرج سے روایت ہے کہ جو شخص قرآن ختم کرے پھر دعا مانگے تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر اس کے لئے دعا کرتے

رہتے ہیں اور مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔شام یا صبح تک۔(تفسیر روح البیان پارہ ۷،سورۃ انعام)

نوٹ:۔ الحمد للہ یہ تو ایک ختم قرآن پاک کی بات ہے اور ماشاء اللہ ایصال ثواب کے پروگرام میں تو لاتعداد قرآن پاک ختم کئے جاتے ہیں اور صدقہ و خیرات کیا جاتا ہے اور لاتعداد کلمہ شریف پڑھا جاتا ہے تو اس جگہ پر خدا کی رحمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے اور سورہ اخلاص کو بھی تین مرتبہ پڑھا جائے تو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے اور ہر ختم میں سورہ اخلاص پڑھی جاتی ہے۔

کلمہ شریف کا ایصال ثواب کرنا:

وجاء فی الاخبار ان ختم للمیت الکلمة الطیبة الف مرة غفرله وکان السلف یفعلون ذالک.

ترجمہ: حدیثوں میں آیا ہے کہ اگر میت کے لئے ایک ہزار کلمہ ختم کر کے اس کا ثواب میت کو بخشیں تو اس میت کے لئے بخشش ہے اور سلف صالحین کا اسی پر عمل ہے۔(شرح برزخ ص ۱۲۵، محدث ابوسعید حنفی)

اول کلمہ 70000 مرتبہ پڑھ کر ایصال ثواب کرنا اور مغفرت کا وعدہ:

قال الشیخ محی الدین ابن عربی انه یلغن عن النبی صلی اللہ علیه و آله وسلم انه من قال لا اله الا الله سبعین غفرالله تعالٰی ومن قیل له غفرله ایضاً فکنت ذکرت التهلیله بالعود المروی من غیر ان انوی لاحد بالخصوص فحضرت طعاما مع بعض الاصحاب وفیهم شاب مشهور جا لکشف فاذا هو فی اثناء الاکل اظهر البکاء فسالته عن السبب فقال اری امی فی العذاب فوهبت فی باطنی ثواب التهلیله

المذكورة لها فضحك وقال انى اراها الان فى حسن الماب فقال الشيخ فمعرفت صحة الحديث بصحة كشفه وصحة كشفه بصحة الحديث.

ترجمہ: سیدی شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے اس کی مغفرت ہو اور جس کے لئے پڑھا جائے اس کی مغفرت ہو میں نے لا الہ الا اللہ اتنے بار پڑھا تھا اس میں کسی کے لئے خاص نیت نہ تھی اپنے بعض رفیقوں کے ساتھ ایک دعوت میں گیا ان میں ایک جوان کے کشف کا شہرہ تھا کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا میں نے سبب پوچھا کہا اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں میں نے اپنے دل میں کلمہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا فوراً وہ جوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اسے اچھی جگہ دیکھتا ہوں۔ امام محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تو میں حدیث کی صحت اس جوان کے کشف کی صحت سے پہچانی اور اس کے کشف کی صحت اس حدیث کی صحت سے جانی۔

(مرقات شرح مشکوۃ ج ۳، ص ۹۸)

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور 70000 مرتبہ کلمہ شریف:

بیاران و دوستاں فرمایند که هفتاد هزار بار کلمه طیبه لا اله الا الله بروحانیت مرحومی خواجه محمد صادق بروحانیت مرحومه همشیره اُم کلثوم بخوانند و ثواب هفتاد هزار بار بروحانیت یکے بخشند و هفتاد هزار بار دیگر را بروحانیت دیگرے از دوستان دعائو فاتحه سئول است.

ترجمہ: یاروں اور دوستوں کو کہہ دیں کہ ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ مرحومی خواجہ محمد صادق کی روحانیت کے لئے اور ستر ہزار باران کی ہمشیرہ مرحومہ ام کلثوم کی روحانیت کے لئے پڑھیں اور ستر ہزار کلمہ کا ثواب ایک کی روح کو اور ستر ہزار کلمہ کا ثواب دوسرے کی روح کو بخشیں دوستوں سے فاتحہ اور دعا کے لئے التماس ہے۔ (مکتوبات شریف، امام ربانی، ج ۲، ص ۱۴)

حضرت سید مخدوم جہانیاں رضی اللہ عنہ اور ایک لاکھ مرتبہ کلمہ شریف:

من قال لا الہ الا اللہ مائۃ الف مرۃ وجعل الثواب للمیت غفر اللہ کذالک المیت وان کان موجبا للعقوبۃ۔

ترجمہ: یعنی جو شخص لا الہ الا اللہ ایک لاکھ بار کہے اور اس کا ثواب مردے کو بخشے تو اللہ تعالیٰ اس مردے کو بخش دے گا اگر چہ وہ عقوبت کا مستحق ہو۔

(ملفوظات مخدوم جہانیاں، ج ۱، ص ۱۶۷)

زمانہ نبوی میں کلمہ شریف لاکھ بار پڑھکر بخشا جاتا تھا:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمانہ نبوی میں جب کوئی مرتا تھا تو ہم لوگ مل کر ایک لاکھ بار کلمہ پڑھ کر اس کا ثواب اس کو بخشتے تھے۔ (انیس الواعظین ص ۳۱۷، علامہ ابوبکر بن محمد علی القرشی)

یاد رہے کہ اس کتاب کے ابتدا میں کچھ تاثر مفتی محمد شفیع دیوبندی کے لکھے جو کہتے ہیں کہ مصنف ابوبکر بن محمد علی القرشی کا شمار اللہ کے ولیوں میں ہوتا ہے اور ایک بلند پایہ صوفی تھے بلکہ ایک جلیل القدر عالم دین تھے اور انیس الواعظین آپ کی شہرہ آفاق کتاب ہے۔

علامہ محمد جعفر قریشی حنفی اور ایک لاکھ مرتبہ کلمہ شریف:

حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ہر روز بعد از نماز فرض تین بار لا الہ الا اللہ کہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دے گا اور جو شخص بعد از نماز فجر کے سات مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس پر دوزخ کے ساتوں طبقے حرام کر دے گا اور جو شخص آٹھ بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا اور جو ستر بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو نگاہِ رحمت سے ستر بار دیکھے گا اور جو سو بار پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے ماں باپ کو بخش دے گا اور جو ہزار بار پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو پل صراط کے ہزار عذابوں سے دور رکھے گا اور جو شخص ایک لاکھ بار پڑھ کر میت کو اس کا ثواب بخشے گا تو اللہ تعالیٰ اس میت کے تمام گناہ معاف فرمائے گا اور اس کی مغفرت کرے گا اگرچہ وہ مستحق عذاب ہی کیوں نہ ہو۔ (علم الیقین، ص ۹۴، علامہ محمد جعفر قریشی حنفی رحمتہ اللہ علیہ)

مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی اور ایک لاکھ یا پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ شریف:

نقل حضرت جنید رضی اللہ عنہ کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی اماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار مرتبہ کبھی کلمہ پڑھا تھا یہ سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ کی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو آپ نے اس پر یہ فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس

کے مکاشفہ سے ہوگئی۔ (تحذیر الناس ص۴۴، مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی)

مولوی عبدالرشید گنگوہی دیوبندی اور پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ شریف:

سوال: یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ جس میت کے واسطے پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا جاوے وہ جنتی ہے پس اگر دوسرے روز پڑھتے ہیں تو دوجا اور تیسرے روز پڑھیں تو تیجا علیٰ ہذا القیاس چوتھا وغیرہ ہیں اس کو علماء بدعت کہتے ہیں۔ پس اب میت کو ثواب کس طرح پہنچایا جاوے؟

جواب: جس وقت میت پر جمع ہوتے ہیں اس کی تجہیز و تکفین کے واسطے وہاں جو لوگ کاروبار میں مشغول ہیں وہ اپنے کاروبار میں رہیں اور باقی کلمہ پڑھے جاویں جس قدر ہو جاوے اور باقی مقدار کو اپنے اپنے گھر پڑھ دیویں کوئی حاجت اجتماع کی بھی نہیں حدیث میں ایک جلسہ میں پڑھنا یا جمع ہو کر پڑھنا تو نہیں ذکر ہوا پڑھنا فرمایا ہے جس طرح ہو پڑھ دیوے۔ (تذکرہ الرشید ص ۱۴۰، مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، دیوبندی۔ فتاویٰ رشیدیہ ص۱۶۳۔ مولوی عبدالرشید گنگوہی دیوبندی)

مولوی قاسم دیوبندی اور کلمہ شریف کا ایصال ثواب مل کر پڑھنا:

میر واجد علی صاحب قنوجی فرماتے ہیں میرے مرشد حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے مجھ سے بیان فرمایا کہ میں ایک مرتبہ گنگوہ گیا خانقاہ میں ایک کورا بدھنا رکھا ہوا تھا میں نے اس کو اُٹھایا کہ کنویں میں سے پانی کھینچا اور اس میں بھر کر پیا تو پانی کڑوا پایا ظہر کی نماز کے وقت حضرت سے ملا اور یہ قصہ بھی عرض کیا آپ نے فرمایا کنویں کا پانی تو میٹھا ہے کڑوا نہیں ہے میں نے وہ کورا بدھنا پیش کیا جس میں پانی بھرا تھا۔ حضرت نے بھی پانی چکھا تو بدستور تلخ تھا آپ نے فرمایا اچھا اس کو رکھ دو یہ فرما کر نماز ظہر میں مشغول ہو گئے۔ سلام

پھیرنے کے بعد حضرت نے نمازیوں سے فرمایا کہ کلمہ طیب جس قدر جس سے پڑھا جائے پڑھو اور خود بھی حضرت نے پڑھنا شروع کیا تھوڑی دیر بعد حضرت نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ دعا مانگ کر ہاتھ منہ پر پھیر لیئے اس کے بعد بدھنا اُٹھا کر پانی پیا تو شیریں تھا اس وقت مسجد میں جتنے نمازی تھے سب نے چکھا کسی قسم کی تلخی اور کڑواہٹ نہ تھی تب حضرت نے فرمایا اس بدھنے کی مٹی اس قبر کی ہے جسے عذاب ہو رہا تھا الحمد للہ کلمہ کی برکت سے عذاب رفع ہو گیا۔

(تذکرہ الرشید ص ۲۱۲، حصہ دوئم، مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی)

سوا لاکھ مرتبہ کلمہ شریف اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:

سوال: سوا لاکھ دفعہ کلمہ شریف پڑھ کر اگر میت کو بخشا جاوے تو امید مغفرت کی ہے یہ روایت کون سی کتاب میں ہے لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیے یا محمد رسول اللہ بھی ملایا جاوے۔

جواب: یہ روایت کسی حدیث کی کتاب میں نظر سے نہیں گزری بعض مشائخ نے اس کو نقل فرمایا ہے لہٰذا عمل اس پر درست ہے اور معمول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کا نہیں بلکہ صرف لا الہ الا اللہ کا اور کبھی کبھی ں اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملانے کا ہے اور حدیث ترمذی وابن ماجہ میں ل الذکر لا الہ الا اللہ ۔) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵، ص ۴۴۲)

قرآن خوانی اور احسن الفتاویٰ دیوبندی:

سوال: قرآن پڑھ کر ثواب مردہ کو بخشا جائے تو عذاب میں تخفیف ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: ومنہ الصدق والصواب۔

قال الخطاب فيه دليل على استحباب تلاوة الكتاب العزيز على القبور لانه اذا كان يرجى عن الميتِ التخفيف بتسبيح الشجر فتلاوة القرآن العظيم اعظم رجاءً وبركه. (عمدة القاری ج ۱، ص ۸۷۵) وايضاً عن انس رضى الله عنه يرفعه من دخل المقابر فقرأ يٰس خفف الله عنهم يومئذ ومن زار قبر والديه او احدهما فقرأ عنده او عندهما يٰس غفرله. (عمدہ القاری ج ۱ص ۸۷۵، مولوی رشید احمد دیوبندی، احسن الفتاویٰ ج ۴، ص ۲۰۵)

70000 مرتبہ کلمہ شریف اور امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ:

حضرت شیخ ابو یزید قرطبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے بعض آثار میں سنا تھا کہ جو کوئی لا الہ الا اللہ ستر ہزار بار پڑھے تو اسے دوزخ سے نجات ہو جائے گی میں نے بخیال برکت اس وعدے کے یہ عمل اپنی بیوی کے لئے بھی کیا اور اپنے لئے چند نصاب پورے کئے جنہیں اپنا ذخیرہ آخرت سمجھتا تھا ان دنوں ہمارے ساتھ بحیرہ میں ایک نوجوان رہتے تھے۔ مشہور تھا کہ انہیں بعض اوقات میں جنت اور دوزخ کا کشف ہوتا ہے اور ساری جماعت باوجود صغرسنی کے ان کی تعظیم کرتی تھی مگر میرے ذہن میں ان کی طرف سے کچھ شبہ تھا اتفاقاً بعض برادران نے دعوت کر کے ہمیں اپنے گھر بلایا جب ہم کھانا تناول کر رہے تھے اور وہ شخص بھی ہمارے ساتھ تھے ناگاہ انہوں نے ایک بھیانک آواز سے چیخ ماری اور اس کا سانس پھولنے لگا اور کہنے لگے اے میرے چچا یہ میری ماں دوزخ میں ہے اور وہ ایسی شدت سے چیخ رہے تھے کہ سننے والے کو یقین ہوتا تھا کہ ضرور یہ کسی مصیبت کی وجہ سے چیخ رہا ہے۔ جب میں نے ان

کی گھبراہٹ دیکھی میں نے اپنے جی میں کہا کہ آج اس شخص کی سچائی کا تجربہ کروں چنانچہ میرے دل میں القا ہوا کہ ایک نصاب ستر ہزار لا الہ الا اللہ کا جس کو میں نے پڑھا تھا اور اسے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا اس کی ماں کو فدیہ کروں اور میں نے جی میں یہ بھی کہا کہ حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی صادق ہیں، یا اللہ ستر ہزار کلمہ اس عورت پر قربان کرتا ہوں جو اس کی ماں ہے ابھی یہ خیال میں پورا بھی نہ کرنے پایا تھا کہ اس نے کہا اے چچا وہ دوزخ سے نکالی گئی۔ الحمد للہ رب العلمین مجھے اس سے دو فائدے ہوئے ایک اس حدیث کے صدق پر ایمان ہو گیا۔ دوسرے اس جوان کے متعلق جو شبہ تھا جاتا رہا اور اس کے سچے ہونے کا یقین ہو گیا۔ (روض الریاحین ص ۳۴۵ امام یافعی یمنی رضی اللہ عنہ)

(۴) فوت شدہ کے لئے دعا خیر اور احادیث مبارکہ:

اب تک ہم نے صدقہ قرآن سے، تلاوت قرآن سے، دعا خیر قرآن سے ثابت کیا اور صدقہ برائے ایصال ثواب احادیث مبارکہ اور تلاوت قرآن اور دیگر ذکر و اذکار کا ایصال ثواب احادیث مبارکہ اور فتاویٰ جات کی روشنی میں پیش کیا اب انشاء اللہ تعالیٰ فوت شدہ کو دعائے خیر کا فائدہ احادیث مبارکہ سے ہم تحریر کرتے ہیں آپ ملاحظہ فرمائیں۔

مغفرت کی دعا...... قرآن سے:

والذین جاؤ و من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان O (سورۃ حشر آیت نمبر ۱۰، پ ۲۸)

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وہ لوگ جو ان کے بعد آئے کہتے ہیں خداوندا ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت کر جو ہم سے

پہلے ایمان لائے ہیں۔

حاشیہ......تفسیر بیضاوی اور دعا:

قولہ یقولون الایۃ وفیہ ترغیب للخلف للدعاء للسلف لاسیما العلماء الاقدمین فانھم آباء تعلیم الدین وان الدعا بالمغفرۃ اھم .

ترجمہ: یعنی اس آیت کریمہ میں خلف کو رغبت دینا ہے سلف کے لئے دعا کرنے کی خصوصاً اگلے علماء کے لئے کہ وہ دینی تعلیم کے باپ ہیں اور یہ کہ مغفرت کی دعا سب سے اہم ہے۔ (حاشیہ تفسیر بیضاوی ج ۷، ص ۱۵۴)

تفسیر روح البیان اور دعا:

وضحا لایۃ دلیل علی ان الترحم والا استغفار واجب علی المومنین الاخرین للسابقین منھم لاسیما لابائھم و معلمیھم امور الدین.

ترجمہ: یہ آیت ربنا اغفرلنا میں اس امر پر دلیل ہے کہ گزشتہ مسلمانوں کے لئے رحمت کی دعا کرنا اور مغفرت چاہنا پچھلے مسلمانوں پر واجب ہے خصوصاً اپنے آباء واجداد اور دینی علوم کے اساتذہ کرام کے لئے۔ (تفسیر روح البیان ج ۶، ص ۲۱۰، علامہ اسماعیل حقی رضی اللہ عنہ)

قبر میں میت دعا کا انتظار کرتی ہے:

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال. قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماالمیت فی القبر الا کالغریق المتغوث لینظر دعوۃ لحقہ من اب او ام او اخ او صدیق فاذا لحقنہ کان احب الیہ من الدنیا وما فیھا وان اللہ تعالیٰ لیدخل علی اھل القبور من دعاء اھل الارض امثال الجبال وان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھم.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میت قبر میں اس حالت میں ہوتی ہے جس طرح کوئی ڈوبتا ہوا آدمی اسے انتظار ہوتا ہے کہ اسے کوئی دعا پہنچے۔ ماں یا باپ یا بھائی یا کسی دوست کی طرف سے تو جب اس کو دعا پہنچ جاتی ہے تو وہ دعا اسے دنیا و مافیہا سے محبوب ہوتی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا سے اہل قبور کو پہاڑوں کے برابر ثواب عطا کرتا ہے اور بے شک اہل قبور کے لئے زندوں کا ہدیہ ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا ہے۔

(بیہقی فی شعب الایمان ج ۶، ص ۲۰۳، دیلمی فی فردوس الاخبار، ج ۴، ص ۳۹۱، مشکوٰۃ ص ۲۰۶، تفسیر مظہری زیر آیت وان لیس الانسان، ص ۲۷، تفسیر عزیزی زیر آیت والقمر اذا اتسق، پارہ ۳۰)

دعا کی برکت سے درجہ بلند:

عن ابو هريره رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله عزوجل ليرفع الدرجة للعبد الصالح في الجنه فيقول يارب انى لى هذه فيقول باستغفار ولدك.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نیک بندے کا درجہ جنت میں بلند فرماتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے اے رب مجھے یہ درجہ کیسے ملا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تیرے بچے کی تیرے لئے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶، رواہ احمد)

نیکیاں پہاڑوں کی طرح قیامت کے دن:

عن ابو سعيد خدرى قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله

وسلم یتبع الدجل یوم القیامة من الحسنات امثال الجبال فیقولون الی هذا فیقال باستغفار اولادک لک۔

ترجمہ: قیامت میں گناہگار جب نیکیاں پہاڑوں کی طرح دیکھے گا تو کہے گا یہ کہاں سے آئیں حکم ہوگا کہ یہ تیری اولاد کی بخشش مانگنے سے ہیں۔

(مشکوٰۃ ص ۱۹۸، شرح الصدور ص ۱۲۷)

دعا کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوتا ہے:

عن ابوھریرہ رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه و آلہٖ وسلم ان اللہ تعالیٰ یقول ان عند ظن عبدی بی و انا معه اذا دعانی۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے۔

(صحیح مسلم ج ۲، ص ۳۴۳، بخاری ج ۲، ص ۱۲۱، ترمذی ج ۲، ص ۲۰۰، مسند احمد ج ۲، ص ۲۰۱)

دعا مومن کا ہتھیار ہے:

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما قال. قال رسول اللہ صلی اللہ علیه و آلہٖ وسلم تدعون اللہ تعالیٰ فی لیلکم ونهارکم فان الدعا سلاح المومن۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا رات دن اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو کہ دعا

مسلمان کا ہتھیار ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، کنز العمال)

دعا نہ کرنا غضب الٰہی کا سبب ہے:

عن ابوھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم من لم یسال اللہ یغضب علیہ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے گا۔ (ابن ماجہ ج ۲، ص ۲۸۰، مسند احمد ج ۲، ص ۴۴۳، کنز العمال ج ۲، ۶۸، درمنثور سیوطی، ج ۵، ص ۳۵۶)

مسلمانوں کی اجتماعی دعا قبول ہوتی ہے:

عن حبیب بن مسلمہ فھری رضی اللہ عنہ قال . قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم لا یجتمع ملا فیدعو بعضھم ویومن بعضھم الا اجابھم اللہ تعالی.

ترجمہ: حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک جگہ جمع ہو کر لوگ دعا کریں کہ کوئی دعا کرے اور سب آمین کہیں تو سب کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(مستدرک للحاکم ، ج ۳۔ص ۳۹۰، مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۱۷۰، کنز العمال، ج ۲، ص ۱۰۷، مجمع الزوائد، ج ۴، ص ۱۶)

کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا اور دعا کرنا:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ تبوک کے دن بھوک نے لوگوں کو خوب ستایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

ادعنهم بفضل ازوادهم ثم ادع الله لهم عليها بالبركة فقال نعم فدعاء بنطع فبسط ثم دعا بفضل ازوادهم فجعل الرجل يجي بكف ذرة ويجي الاخر بكف تمر ويجي الاخر بكسرة حتى اجتمع على النطع شيء يسير فدعا رسول الله صلى الله عليه وآلهٖ وسلم بالبركة ثم قال خذوا في اوعيتكم فاخذوا في اوعيتهم حتى ماتركوا في العسكر وعاء الاملاوة قال فاكلوا حتى شبعو اوفضلت فضله فقال رسول الله صلى الله عليه وآلهٖ وسلم اشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله لا يلقى الله بهما عبد غير شاك فيحجب عن الجنة.

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب غزوہ تبوک کا دن ہوا تو لوگوں کو بھوک نے گھیر لیا جب عمر نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان لوگوں سے ان کے بچے ہوئے توشے منگایئے پھر ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے اس کھانے پر برکت کی دعا کیجئے فرمایا ہاں چنانچہ دسترخوان منگایا یا اسے بچھایا پھر ان کے بچے ہوئے توشے منگائے تو کوئی شخص ایک مٹھی جوار لانے لگا اور کوئی ایک مٹھی چوہارے اور کوئی دوسرا روٹی کا ٹکڑا حتیٰ کہ دسترخوان پر تھوڑی سی چیز جمع ہوگئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ اسے اپنے برتنوں میں لے لو چنانچہ لوگوں نے اپنے برتنوں میں لے لیا حتیٰ کہ لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا مگر اسے بھر لیا پھر کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے اور باقی بچ رہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں کوئی بندہ اس گواہی کو لے کر اللہ سے نہ ملے گا جب کہ شک نہ کرے پھر وہ جنت سے حجاب میں بھی رہے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۳۸، مسلم شریف ج ۱ص ۴۳، اشعۃ اللمعات فارسی، ج ۴، ص

۵۷۵،مسند احمد ج ۳،ص ۱۱)

حلوہ سامنے رکھ کر پڑھنا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا ہی تھا کہ میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کچھ چھوہارے، گھی، اور پنیر کا ارادہ کیا اس سے حلوہ بنایا اسے ایک پیالا میں ڈالا اور کہا اے انس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے جاؤ اور عرض کرو کہ میری والدہ ماجدہ نے بھیجا ہے وہ آپ کو سلام عرض کرتی ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ کے لئے ہماری طرف سے قلیل ہدیہ ہے چنانچہ میں گیا اور میں نے یہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا رکھ دو پھر فرمایا جاؤ فلاں فلاں کو اور فلاں کو میرے پاس بلا لاؤ جن کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام لیا اور جسے تم ملو ہمارے پاس بلا لاؤ میں انہیں بھی بلا لایا جن کا نام لیا تھا اور اسے بھی جو راستے میں ملا تھا۔ پھر میں گھر لوٹا تو گھر حاضرین سے بھرا ہوا تھا حضرت انس سے کہا کہ تم کتنے لوگ ہو گئے تو انس نے عرض کیا تین سو کے قریب۔

فَرَاءَ یْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی تِلْکَ الْحَسِیْنَۃَ وَتَکَلَّمَ بِمَا شَآءَ اللّٰہُ۔

ترجمہ: پس میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اس حلوہ پر ہاتھ رکھا اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ پڑھا پھر دس دس کو بلانے لگے وہ اس سے کھانے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرماتے تھے کہ اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے فرمایا کہ لوگوں نے کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے ایک ٹولہ نکلتا تھا

دوسرا ٹولہ آتا تھا حتیٰ کہ سب نے کھایا پھر مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔اے انس اٹھا لو میں نے اُٹھا لیا۔ جب اُٹھایا تو مجھے پتہ نہیں جب رکھا گیا تھا جب زیادہ تھا یا جب اُٹھایا گیا۔

(مشکوٰۃ شریف ، ص ۵۳۸،۵۳۹۔ مسلم شریف ص ۴۶۲،۴۶۱، مستدرک حاکم ، ج۲،ص ۴۱۷)

فروٹ سامنے رکھ کر دعا کرنا:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اذا اتی باول الثمرہ قال اللھم بارک لنا فی مدینتنا وفی تمارنا وفی مدنا وفی صاعنا برکۃ مع برکۃ ثم ینادلہ اصغر من بحفرتہ من الولدانo

(مسلم، ج۱،ص۴۴۲، ابن ماجہ ص ۲۴۷، الادب المفرد،ص ۵۴)

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں جب موسم کا پہلا پھل پیش کیا جاتا تو آپ دعا فرماتے کہ اے اللہ ہمارے شہر کو ہمارے لئے بابرکت بنا ہمارے پھلوں میں ہمارے ناپ تول میں برکت ہی برکت دے پھر ان میں سے جو سب سے کم عمر ہوتا وہ پھل تقسیم فرما دیتے۔

صدقہ سامنے آنے پر دعا کرنا:

عن عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اتاہ قوم بصدقتھم قال اللھم صل علی ال فرفلان فاتاہ ابی الصدقہ فقال اللھم صل علی ابی اوفی۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جب کوئی قوم صدقہ لے کر آتی تو آپ اس کے لئے دعا فرماتے چنانچہ ابو اوفیٰ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ (بخاری شریف، ج۱،ص۲۰۳)

مومن کی قبر پر کراماً کاتبین قیامت تک ملازمت کرتے ہیں:

عن ابو سعید رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یقول اذا قبض اللہ روح المومن صعد ملکاہ الی السماء فقال اربنا وکلمۃ بعبدک المومن نکتب عملہ وقد قبضناہ الیک فاذن لنا ان نسکن السماء فیقول اللہ تعالیٰ سمائی مملوۃ من ملائکتی یسبحون فیقولن فادن لنا ان لسکن الارض فیقول اللہ تعالیٰ ارضی مملوۃ من خلقی یسبحون ولکن قوماً علیٰ قبرہ فسبحانی وھلانی وکبرانی الی یوم القیمۃ واکتباہ بعبدی.

ترجمہ: روایت کی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سنا فرماتے تھے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن کی روح قبض فرماتا ہے تو اس کے دونوں فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں اے ہمارے رب تو نے ہم کو اپنے بندہ مومن پر مقرر کیا تھا۔ ہم اس کا عمل لکھتے تھے اور تو نے اس کو اپنی طرف بلا لیا ہم کو اذن دے کہ ہم آسمان میں رہیں پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا آسمان میرے فرشتوں سے بھرا ہوا ہے وہ میری تسبیح کرتے ہیں اور اذن طلب کرتے ہیں کہ زمین میں رہیں اللہ فرماتا ہے کہ زمین میری خلق سے بھری ہوئی ہے وہ میری تسبیح کرتے ہیں اور لیکن تم میرے بندہ کی

قبر پر کھڑے رہو سو میری تسبیح وتہلیل کرتے رہو روز قیامت تک اور اس کے حسنات میرے بندے کے لئے لکھو۔

(شرح برزخ ص ۳۲۳، محدث زماں ابو سعید حنفی رضی اللہ عنہ، قضیۃ المقدر ص ۴۷، نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی، دقائق الاخبار ص ۱۰۸، امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا تیجہ (قل شریف) کا ختم دیا:

مولانا محمد بن عبدالعزیز شمس الائمہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

کان الیوم الثالث عن وفات ابراھیم بن محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جاء ابوذر عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معہ لبن الناقۃ وخبذ الشعیر فوضعھا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقرء النبی علیہ السلام الفاتحۃ مرۃ وسورۃ الاخلاص ثلاث مرات وقراء . اللھم صل علی محمد انت لھا اھل وھو لھا اھل فرفع یدیہ ومسح وجھہ فامر بابی ذران یقسھما وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ثواب ھذہ الاطعمۃ لانبی ابراھیمO

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات سے تیسرا دن یعنی تیجہ تھا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے ان کے ساتھ اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی تھی۔ پس اس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رکھ دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھی اور یہ درود شریف۔

اللھم صل علی محمد انت لھا اھل وھو لھا اھل پڑھا۔ یعنی اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایسا کہ تو جس کے لائق ہے اور وہ جس کے لائق ہے پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اپنے منہ پر پھیرے اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کو تقسیم کر دے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کھانے کا ثواب میرے بیٹے ابراہیم کے لئے ہے۔

(فتاویٰ اجملیہ ج ۳، ص ۵۴۸، ہدیۃ الحرمین ص ۴۹، علامہ عبدالحکیم محدث دہلوی۔ شرح برزخ ص ۱۰۱، محدث زماں ابوسعید حنفی رحمتہ اللہ علیہ، جامع الفتاویٰ انوارِ شریعت، ج ۱، ص ۲۴۷، ایصالِ ثواب کا شرعی طریقہ، ص ۱۳۲۔ علامہ محمد صالح حنفی رحمتہ اللہ علیہ)

نوٹ:۔ اوزجندی کتاب واقعی مولانا محمد بن عبدالعزیز شمس الائمہ کی ہے اور حضرت تلمیذان، حضرت شمس الائمہ کرخی رحمتہ اللہ علیہ میں سے تھے اور حضرت اوزجندی چھٹی صدی کے امام تھے۔ چنانچہ کتاب صدیق الحنفیہ ص 239 میں مسطور ہے اور فتاویٰ جامع الفوائد ص 227 وص 251 بحوالہ جواہر خلاطی وفتاویٰ زبدہ ومحیط سے اپنا دعویٰ ثابت کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ فتاویٰ اوزجندی بے شک فتاوی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ مولوی عبدالحیٔ وغیرہ کا یہ لکھنا کہ یہ فتاویٰ اوزجندی کوئی کتاب نہیں محض غلط اور کم فہمی پر دال ہے اور جو کسی صاحب نے لکھا ہے قال ملا علی قاری فی الاوز جندی یہ محض کاتب کا سہو ہے فقیر کے نزدیک یوں ہونا چاہیے تھا۔ قال محمد بن عبدالعزیز فی فتاویٰ اوزجندی بحوالہ انوار شریعت مرتبہ مفتی محمد اسلم قادری۔

شرح برزخ مصنف ابوسعید حنفی:

کی وہ کتاب ہے جس کی تصدیق چھبیس علماء کرام نے کی ہے۔ جن میں عرب، لکھنؤ، دہلی، لاہور، بمبئی، حیدر آباد، دکن، مدراس، بنگلور کے علماء کے علاوہ نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی نے اپنی کتاب اتحاف النبلا میں اس کتاب کی تصدیق کی ہے کہ یہ واقعی حدیث کی کتاب ہے۔

(اتحاف النبلا، ص ۹۵ نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی)

اکابر وہابیہ کی ایصال ثواب کی تصدیق:

علامہ وحید الزمان اور ایصال ثواب:

(۱) منها نذرالله في موضع الشرك او اوقات الشرك لان الاحتراز من التشبه بالمشركين واجب ودليلة حديث هل كان فيها ببوانه سال فيها النبي هل كان فيها وثن من اوثان الجاهليه هل كان فيها عيد من اعيادهم اما النذ لغير الله خشرك صريح لان النذر عبادة قال النبي انما النذر ما اتبغي به وجه الله ولو نذرالله وصل توابه الى روح نبي اوولي اواحد من الاموات فهذايجوز ويسميه الناس بالفاتحه في هذا لزمان صريح بجوازه مولانا عبدالعزيز ومولانا محمد اسحاق وغيرهما وقال بعض العلماء انه ليس لهذا العمل اصل شرعي بعتمد عليه فيكون بدعة ومنها عته واجاب عنه البعض بان له اصلاشر عيا وهو حديث بيرام سعد وقال ابو طلحه لبيرحاء فهي الى الله عزوجل والى رسوله وفي رواية اخرى صدقه الى الله والى رسوله

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم قلت ھذا لعمل متداول عند الصوفیہ کافۃ من غیر نکیر واختلاف بینھم ○

ترجمہ: رہی غیر اللہ کی نذر تو صریح شرک ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا انما النذر ما ابتغی بہ وجہ اللہ اور اگر نذر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کا ثواب نبی یا ولی اموات میں سے کسی کو پہنچانا مقصود ہے تو یہ جائز ہے اور اس زمانہ میں اس کا نام فاتحہ ہے اور اس کی صراحت مولانا عبدالعزیز دہلوی اور مولانا محمد اسحاق اور دوسروں نے کی ہے۔ بعض نے کہا کہ اس عمل کی اصل شرح میں نہیں پائی جاتی لہٰذا بدعت قرار پائے گی۔ جب کہ دوسروں نے ان کے جواب میں کہا اس کی اصل شریعت میں موجود ہے اور وہ حضرت ام سعد کے کنوئیں کی حدیث ہے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حا کے کنوئیں کے لئے کہا کہ یہ اللہ عزوجل کی طرف اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منسوب ہے اور دوسری روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف صدقہ ہے۔ میں کہتا ہوں یہ عمل تمام صوفیاء کرام کے درمیان بغیر اختلاف اور انکار کے متداول اور مروج ہے۔

(ہدیۃ المہدی عربی ص ۴۸، اردو ص ۷۶۔ وحید زماں)

(۲) فائدہ شاع بین الناس فی زمننا انھم یطبخون الطعام او یضعون الحلاوۃ ویقولون ھذا نیاز فلان من الاولیاء او الانبیاء کان کان معنی النیاز التحفۃ او الھدیہ ولا یقصدون النذر لغیر اللہ بل ایصال ثواب الی روحہ فحسب فالراجح حلتہ کما ذکر تامن قبل والا فالراجح حرمۃ.

ترجمہ: فائدہ ہمارے زمانے کے لوگوں میں یہ امر مشہور ہے کہ وہ کھانا پکاتے

ہیں اور حلوہ تیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ فلاں انبیاء و اولیاء کی نیاز ہے۔ پس اگر نیاز کا معنیٰ ہدیہ تحفہ ہے اور غیر اللہ کی نذر مقصود نہیں بلکہ اس کی روح کو ایصال ثواب کرنا مقصود ہے تو راجح صورت کی حیثیت سے حلال ہے جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں اور اگر راجح کے علاوہ ہے تو اس کی حرمت ہے۔

(ہدیۃ المہدی عربی ص ۴۰، اردو ص ۷۸، علامہ وحید الزماں وہابی)

(۳) اما علماء مكة فقالوا في رسالتهم الى محمد بن عبدالوهاب ان كان النذر لله و ذكر النبي والولى لبيان المصرف او بطريق التوسل بان يقول يا الله ان قضيت حاجتي التصدق على خوام قبر فلان النبي او ولي او الهم الفقراء على بابه او يقول يا الله ان قضيت حاجتي ببركة فلان التصدق كذا اى اهدى ثوابه له اويقول يا نبي الله يا ولي الله ادع في قضاء حاجتي من الله ان قضى الله حاجتي اهدى لك ثواب صدقة كذا فالنزرفي هذه الصدر كلها جائز واما يقولون هذا نذراني وهذا نذر الولي فليس بنذر شرعي ولا داخلا في النهي وليس فيه معنى النذر الشرعي وما يهدى الى الاكابر يقال له في العرف النذر. انهى.

ترجمہ: علمائے مکہ نے محمد بن عبدالوہاب کو لکھے گئے خطوط میں کہا اگر نذر اللہ کے لئے ہو اور مصرف کے بیان میں نبی یا ولی کا تذکرہ ہو یا توسل کے طریق پر یوں کہے۔ یا اللہ اگر میری حاجت پوری ہو جائے تو فلاں نبی یا فلاں ولی کے خدام پر صدقہ کروں گا یا اس کے دروازے پر فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا۔ یا یوں کہے یا اللہ فلاں کی برکت سے میری حاجت کو پوری فرما اور ایسے ہی وہاں پر صدقہ کرے یا انہیں ثواب کا ہدیہ پہنچائے۔ یا یوں کہے یا نبی اللہ یا ولی اللہ میرے لئے

اس حاجت میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں اگر اللہ تعالیٰ میری حاجت کو پورا فرما دے تو میں آپ کو صدقے کا ثواب ہدیہ کروں گا تو ان تمام صورتوں میں نذر جائز ہے۔ رہا یہ کہنا کہ نبی کی نذر ہے اور یہ ولی کی نذر ہے تو یہ نذر شرعی نہیں اور نہ ہی اس میں نذر شرعی کے معنی پائے جاتے ہیں اور جو اکابر کو ہدیے دیئے جاتے ہیں انہیں عرف عام میں نذر کہتے ہیں۔ (ہدیۃ المہدی عربی ص ۱۴۱، اردو ص ۷۹ وحید الزمان وہابی)

ابن قیم اور ایصال ثواب:

صدقہ، قرآن، دعا، استغفار کا فائدہ میت کو پہنچتا ہے:

فصل: لاخلاف بین اهل السنة فی ان الاموات تنتفع بسعی الاحیاء فی امرین احدهما ماتسبب الیه المیت فی حیاته والثانی دعاء المسلمین و استغفار هم له والصدقه والحج واختلف اصحابنا فی ثواب العبادات البدنیه کقرأة القرآن وغیرها وموهب المحققین من هل الحدیث ان ثواب کل عبادة بدقیة کانت کنتم القرآن او مالیة کالصدقه یعل الیهم سواء اهدی لهم کل الثواب او نصفه اوربعة نص علیه الامام احمدوقال یصل الی المیت کل شئی من صدقة وصلوة وحج واعتکاف وقرأة وذکرو غیر ذالک وقوله تعالیٰ و ان لیس للانسان الا ماسعی محمول علی الایمان یعنی لاینفع الانسان ایمان غیره ان لم یکن هو مومناً او المراد بالانسان ابوجهل اوعقبه او ولید بن مغیره او منسوخ بایه اخری والذین امنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان

الاية والله مجيب الدعوات ويقضي الحاجات قال شيخنا ابن القيم قراءة القرآن واهواء ها للميت تطوعاً بغير اجرة توصل الثواب اليه وهذا وان لم يكن معروفاً في السلف ولكن الدليل يقضيه فانه اذاوصل ثواب الحج والصيام والدعا والا ستغفار والصدقه الى الميت بنصوص الاحاديث الصحيحه فاى مانع يمنع من وصول ثواب القرآن نعم اذا عمل عملا لنفس ثم بعد ذلك اراد ان يجعل ذلك بغيره لم يملك ذلك اوله ذالك فيه قولان قلت وهذا ظهر فساد ما قال بعض الاعلام من اصحابنا ان اهداء ثواب العبادات البونيه للاموات بدعة نعم الاجماع لقرأة القرآن اوتعين يوم لهذا الامر لاشك في كونه بدعة.

ترجمہ: فصل: اہلسنت کے درمیان اس امر میں اختلاف نہیں کہ اموات زندوں کی کوشش سے دو امور سے نفع حاصل کرتے ہیں ایک یہ کہ جو اسباب میت کی طرف اس کی حیات میں تھے اور دوسرا مسلمان کی دعا اور ان کے لئے استغفار، صدقہ اور حج وغیرہ ۔ ہمارے ساتھیوں میں بدنی عبادات کے ثواب میں اختلاف ہے جیسا کہ قرأت قرآن وغیرہ اور اہلحدیث میں سے محققین کا مذہب یہ ہے کہ ہر بدنی عبادت کا ثواب مردے کو پہنچتا ہے جیسا کہ ختم قرآن یا مال کا ثواب جیسا کہ صدقہ تو یہ ان کی طرف پہنچتا ہے اور برابر ہے کہ ان کے لئے تمام ثواب ہدیہ کرے یا نصف یا چوتھا حصہ اس پر امام احمد رضی اللہ عنہ سے نص ہے اور کہا میت کو صدقہ ، نماز ، حج ، اعتکاف اور قرأت قرآن ذکر اور اس کے علاوہ کا ثواب پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وان لیس للانسان الا ماسعٰی ۔

اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش، یعنی انسان کو دوسرے کا ایمان نفع نہیں دیتا اگر وہ مومن نہیں ہوگا۔ یا انسان سے مراد ابوجہل یا عتبہ یا ولید بن مغیرہ ہے۔ یا یہ کہ یہ اس دوسری آیت سے منسوخ ہے۔ والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان۔ اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی اور اللہ مجیب الدعوات اور قاضی الحاجات ہے۔ ہمارے شیخ ابن قیم نے کہا میت کے لئے قرآن کی قرأت اور بغیر اُجرت کے ہدیئے اور صدقہ کا ثواب اسے پہنچتا ہے۔ اگرچہ یہ امر سلف میں معروف نہیں ولیکن دلیل اس کی مقتضی ہے بے شک نصوص حدیث سے حج، روزہ، دعا، استغفار اور صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے پس قرآن کا ثواب پہنچنے سے کون سی چیز مانع ہے۔ ہاں جب عمل اس کی ذات کے لئے ہو پھر اس کے بعد ارادہ کرے کہ اسے دوسرے کے لئے مقرر کرے تو یہ اس پہلے کا مالک نہیں اس میں دو قول ہیں میں کہتا ہوں ہمارے بعض ساتھیوں کی اس بات کی فسادنیت ظاہر ہے کہ اموات کو بدنی عبادت کا ہدیہ کرنا بدعت ہے۔ ہاں قرأت قرآن کے لئے اجماع ہے رہا تعین یوم تو اس امر کے بدعت ہونے میں شک نہیں۔ (ہدیۃ المہدی عربی ص ۱۰۷، ۱۰۸، اردو ص ۱۹۲، ۱۹۱)

صدقہ یا دعا یا استغفار یا قرأتِ قرآن سے عذاب ختم:

ابن قیم اور ایصال ثواب:

دوسری قسم کا قبر کا عذاب وقتی ہوتا ہے جو تھوڑے سے گناہگاروں پر ان کے گناہوں کے مطابق ایک مقررہ وقت تک ہوتا ہے پھر ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ گناہگاروں کو ایک خاص وقت تک دوزخ میں عذاب ہوگا پھر عذاب موقوف ہو

جائے گا اس قسم کا عذاب قبر دعا سے یا صدقہ سے یا استغفار سے یا قرآن کی تلاوت سے جو کسی عزیز کی طرف سے مردے کو پہنچتی ہے۔ موقوف ہو جاتا ہے جیسا کہ دنیا میں کسی کو کچھ سزا دی جاتی ہے پھر کوئی سفارش کر کے اسے چھڑا لیتا ہے۔ دنیوی شفاعت میں اجازت کا حصول لازم وملزوم نہیں۔

(کتاب الروح ص ۱۷۱، علامہ بن قیم اکابر وہابیہ)

مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی اور ایصال ثواب:

سوال: کسی شخص کے مرجانے کے بعد چوتھے یا چالیسویں دن یا اس کے علاوہ متعین غیر متعین دنوں میں کسی مردے کے نام پر قرآن خوانی کر کے اور غرباء کو کھانا کھلا کے ایصال ثواب کرنا جائز یا ناجائز؟

جواب: قرآن مجید پڑھ کر یا صدقہ خیرات کر کے میت کے لئے استغفار کرنا جائز بلکہ احسن طریق ہے رسمی طور پر دن مقرر نہ کرنا چاہیے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۲، ص ۳۴، مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی)

مولوی محمد بن اسماعیل امیر یمانی وہابی اور ایصال ثواب:

ان هذه الادعية ونحوها نافعة للميت بلا خلاف واما غيرها من قراءة القرآن له فالشافعي يقول لا يصل ذلك اليه وذهب احمد وجماعته من العلماء الى وصول ذلك اليه وذهب جماعة من اهل السنة والحنفية الى ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة كان او صوما او حجا او صدقه اوقراة قرآن اور ذكر او الى نوع من انواع القرب وهذا هو القول الارجع دليلا وقد اخرج دار قطني ان رجلا سال النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه كيف يبر ابويه هو موتها

فاجابه بانه یصلی لهما مع صلٰوته ویصوم لهما مع صیامه و اخرج ابو داؤد من حدیث معقل بن یسار عنه صلی الله علیه و آلهٖ وسلم اقراء واعلی موتاکم سورۃ یٰس وهو شامل للمیت بل هو الحقیقه فیه واخرج الشیخان انه صلی الله علیه و آلهٖ وسلم کان یضحی عن نفسه بکبش وعن امته بکبش وفیه اشارۃ الی ان الانسان ینفعه عمل غیره وقد بسطنا الکلام فی حواشی ضوء النهار بما ینفع منه هذا المذهب انتهیٰ۔

ترجمہ: یعنی یہ زیارتِ قبر کی دعائیں اور مثل ان کے اور دعائیں میت کو نافع ہیں بلا اختلاف اور میت کے لئے قرآن پڑھنا سو امام شافعی کہتے ہیں کہ اس قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے اور امام احمد اور علماء کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ قرآن پڑھنے کا یہ ثواب میت کو پہنچتا ہے اور علماء اہل سنت سے ایک جماعت کا اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا خیرات قرآن یا کوئی اور ذکر یا کسی قسم کی کوئی اور عبادت اور یہی قول دلیل کی رو سے زیادہ راجح ہے اور دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد کیونکر نیکی و احسان کرے۔ آپ نے فرمایا اپنی نماز کے ساتھ ان دونوں کے لئے نماز پڑھے اور اپنے روزے کے ساتھ ان دونوں کے لئے روزہ رکھے اور ابو داؤد میں معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں پر سورۃ یٰسین پڑھو اور یہ حکم میت کو بھی شامل ہے۔ فی الحقیقت میت ہی کے لئے ہے اور صحیح بخاری، صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک بھیڑ اپنی طرف سے قربان کرتے

تھے اور ایک اپنی امت کی طرف سے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو غیر کا عمل نفع دیتا ہے اور ہم اپنے حواشی ضوء النہار میں اس مسئلہ پر مبسوط کلام کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہی مذہب قوی ہے۔

(سبل السلام شرح بلوغ المرام ج ۱، ص ۲۰۶، مولوی محمد بن اسماعیل امیر یمانی وہابی۔ بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ ج ۲، ص ۳۵، مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی۔ فتاویٰ علماء حدیث ج ۵، ۳۶۳ مولوی علی محمد سعیدی وہابی)

قاضی شوکانی وہابی اور ایصال ثواب:

والحق انه يخصص عموم الاية بالصدقة من الولد كما في احاديث الباب و بالحج من الولد كما في خبر الخثميه ومن غير الولد ايضا كما في حديث المحرم عن اخيه شيرمة ام لا وبالغق من الولد كما وقع في البخارى في حديث سعد خلا فاللما لكية على المشهور عندهم وبالصلوٰة من الولد ايضا لماروى الدارقطني ان رجلا قال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم انه كان لى ابوان ابرهما في حال حياتهما فكيف لى ببرهما بعدموتهما فقال صلى الله عليه و آله وسلم ان من البر بعد البران تصلى لهما مع صلاتك وان تصوم لهما مع صيامك وبالصيام من الولد لهذا الحديث ولحديث ابن عباس عند البخارى ومسلم ان امرأة قالت رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم ان امتى ماتت وعليها صوم نذر فقال ارأيت لم كان دين على امك واخرج مسلم و ابوداؤد والترمذى من حديث بريدة ان امرأة قالت انه كان على امى صوم شهر فاصوم عنها قال صومى عنها ومن

غیر الولد ایضا لحدیث من مات وعلیه صیام صام عنہ ولیہ متفق علیہ وبقرأۃ یٰس من الولد وغیرہ لحدیث اقرأو اعلٰی موتاکم یٰس وبالدعا من الولد لحدیث اوولد صالح یدعولہ ومن غیرہ لحدیث استغفرو الاخیکم وسلوالہ التثبیت ولعولہ تعالٰی ۔ وَالَّذِیْنَ جَاءُ وْا مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِ خْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ ۝ ولما ثبت من الدعاء للمیت عند الزیادۃ الخ۔ وبجمیع ما یفعلہ الولد لوالدیہ من اعمال البر لحدیث ولو الانسان من سعیہ انتھی ۔

ترجمہ: حاصل وخلاصہ ترجمہ اس عبارت کا بقدرضرورت یہ ہے کہ حق یہ ہے کہ آیۃ وان لیس للانسان الا ماسعی۔ اپنے عموم پرنہیں ہے اور اس کے عموم سے اولاد کا صدقہ خارج یعنی اولاد اپنے مرے ہوئے والدین کے لئے صدقہ کرے اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اور اولاد اور غیر اولاد کا حج بھی خارج ہے اس واسطے کہ خثمیہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد جو اپنے والدین کے لئے حج کرے اُس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اور شبرمہ کے بھائی کی حدیث سے ثابت ہے کہ حج کا ثواب میت کو غیر اولاد کی طرف سے بھی پہنچتا ہے اور اولاد جو اپنے والدین کے لئے غلام آزاد کرے تو اس کا بھی ثواب والدین کو پہنچتا ہے جیسا بخاری میں سعد کی حدیث سے ثابت ہے اور اولاد جو اپنے والدین کے لئے نماز یا روزہ رکھے سو اس کا بھی ثواب والدین کو پہنچتا ہے اس واسطے کہ دار قطنی میں ہے کہ ایک مرد نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ تھے ان کی زندگی میں ان کے ساتھ نیکی اور احسان کرتا تھا پس ان کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیونکر نیکی کروں۔ آپ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد نیکی یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کے لئے بھی نماز پڑھ اور اپنے روزہ کے ساتھ اپنے

والدین کے لئے بھی روزہ رکھ اور صحیحین بخاری و مسلم میں ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ماں مر گئی اور اس کے ذمہ نذر کے روزے تھے آپ نے فرمایا بتا اگر تیری ماں کے ذمہ قرض ہوتا اور اس کی طرف سے تو ادا کرتی تو ادا ہو جاتا یا نہیں اس نے کہا ہاں ادا ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھ اپنی ماں کی طرف سے اور صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ ایک عورت نے کہا کہ میری ماں کے ذمہ ایک مہینے کے روزے ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ماں کی طرف سے روزہ رکھ اور غیر اولاد کے روزہ کا بھی ثواب میت کو ملتا ہے۔ اس واسطے کہ حدیث متفق علیہ میں آیا ہے کہ جو شخص مر جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا بھی روزہ رکھے اور سورۃ یٰسین کا ثواب بھی میت کو ملتا ہے اولاد کی طرف سے بھی اور غیر اولاد کی طرف سے بھی اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مردوں پر سورۃ یٰسین پڑھو اور دعا کا نفع بھی میت کو پہنچتا ہے اولاد دعا کرے یا کوئی اور جو جو کار خیر اولاد اپنے والدین کے لئے کرے سب کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔ اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انسان کی اولاد اس کی سعی سے ہے۔ (نیل الاوطار حصہ ۴، ص ۱۰۰، قاضی شوکانی وہابی۔ فتاوی علماء حدیث، ج ۵، ص ۳۶۴، مولوی علی محمد سعیدی فتاوی ثنائیہ، ج ۲، ص ۳۵، مولوی ثناء اللہ امرتسری)

علامہ ابن النحوی کی تحقیق ایصال ثواب پر:

لا یصل عندنا ثواب القرأة علی المشھور والمختار الوصول اذا سال اللہ ایصال ثواب قرات وینبغی الجزم بہ لانہ دعا فاذا جاز

الدعاء للميت بما ليس لداعي فلان يجوز بما هوله اولى ويبقى الامر فيه موقوفاً على استجابة الدعا وهذا المعنى لايختص بالقرأة بل يجرى في سائر الاعمال والظاهر ان الدعا متفق عليه انه ينفع الميت والحي والقريب والبعيد يوميه و غيرهاوعلى ذالك احاديث كثيرة بل كان افضل ان يدعولا خيه بظهر الغيب انتهى.

ترجمہ: یعنی ہمارے نزدیک مشہور قول پر قرأت قرآن کا ثواب سب کو نہیں پہنچتا اور مختار یہ ہے کہ پہنچتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سے قرأۃ قرآن کے ثواب پہنچنے کا سوال کرے یعنی قرآن پڑھ کر دعا کرے اور یہ سوال کرے کہ یااللہ اس قرأت کا ثواب فلاں میت کو تو پہنچا دے اور دعا کے قبول ہونے پر امر موقوف رہے گا یعنی اگر دعا اس کی قبول ہوئی تو قرأت کا ثواب میت کو پہنچے گا اور اگر دعا قبول نہ ہوئی تو نہیں پہنچے گا اور اس طرح قرأت کے ثواب پہنچنے کا جزم کرنا لائق ہے اس واسطے کہ یہ دعا ہے پس جبکہ میت کے لئے ایسی چیز کی دعا کرنا جائز ہے جو داعی کے اختیار میں نہیں ہے تو اس کے لئے ایسی چیز کی دعا کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا جو آدمی کے اختیار میں ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ دعا کا نفع میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے اور زندہ کو بھی پہنچتا ہے۔ نزدیک ہو خواہ دور ہو اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں بلکہ افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے لئے غائبانہ دعا کرے۔

(شرح المنہاج، علامہ ابن النحوی، فتاویٰ علماء حدیث، ج ۵، ص ۳۶۶، مولوی علی محمد سعیدی، بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ، ج ۲، ص ۳۸، مولوی ثناء اللہ امرتسری، نیل الاوطار حصہ ۴، ص ۹۹، قاضی شوکانی اکابر وہابیہ)

بعد تحقیق فتویٰ:

قرأتِ قرآن سے ایصال ثواب کے متعلق بعد تحقیق یہی فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت کر کے ثواب میت کو بخشے تو اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے بشرطیکہ پڑھنے والا خود بغرض ثواب بغیر کسی رسم و رواج کی پابندی کے پڑھے۔ (فتاویٰ ثنائیہ، ج ۲، ص ۳۹، مولوی ثناء اللہ امرتسری)

مجددِ وہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی اور ایصال ثواب:

رواہ طبرانی، اس کو دیلمی نے بھی معاویہ بن حیدہ سے روایت کیا ہے انس مرفوعاً کہتے ہیں جس گھر میں کوئی مر جاتا ہے اور اس کی طرف سے بعد اس کے مرنے کے کوئی ہدیہ بھیجتا ہے تو جبریل علیہ السلام اس کو ایک نور کے طباق میں رکھ کر کنارہ قبر پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں۔ اے گہری قبر والے یہ تحفہ بھیجا ہے تجھ کو تیرے گھر والوں نے تو اس کو لے پھر وہ ہدیہ اس پر داخل ہوتا ہے۔ وہ بہت خوش ہوتا ہے اس کے ہمسایہ جن کو کوئی ہدیہ بھیجا نہیں گیا ہے غمگین ہوتے ہیں۔

(قضیۃ المقدور ص ۷۶، مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی)

امتِ مصطفٰے گناہوں سے پاک ہو کر قبروں سے نکلیں گی بوجہ زندہ مسلمانوں کی استغفار کے:

انس نے مرفوعاً کہا ہے یہ امت میری امت مرحومہ ہے قبروں میں گناہ لے کر داخل ہوتی ہے۔ جب نکلے گی بے گناہ نکلے گی ان کے گناہ بسبب استغفار مومنوں کے دور ہو جائیں گے۔

(قضیۃ المقدور، ص ۷۶، مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی)

قبر پر قرآن خوانی صحابہ کرام کا طریقہ ہے:

حافظ شمس الدین بن عبدالواحد نے کہا ہے قدیم سے ہر شہر میں مسلمان جمع ہوتے ہیں اور مردوں کے لئے قرآن پڑھتے ہیں سو یہ گویا ان کا اجماع ہے شعبی نے کہا انصار میں جب کوئی مر جاتا تو اس کی قبر کی طرف جا کر اس کے لئے قرآن پڑھتے۔ (قضیۃ المقدور ص ۷۸، مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی)

گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کرنا:

رواہ الخلال علی مرتضٰی نے مرفوعاً کہا ہے جس کسی کا گزر مقابر پر ہوا اور وہ گیارہ بار قل ھواللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب اموات کو بخشے تو اس کو بعدد مردگان ثواب دیا جاتا ہے۔ ابو محمد السمر قندی ابو ہریرہ کا لفظ مرفوعاً یہ ہے جو کوئی مقابر میں جا کر فاتحہ وقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھے اور کہے یہ جو میں نے پڑھا اس کا ثواب میں نے مومنین و مومنات اہل قبور کو دیا تو وہ سب مردے اس کے لئے طرف اللہ کے شفیع ہوتے ہیں۔

(قضیۃ المقدور ص ۷۸، مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی)

مولانا محی الدین وہابی اور ایصال ثواب:

موت کی بیماری کی حالت میں غلام آزاد کرنا جائز ہے لیکن اس میں سے ورثاء کی رعایت کے لئے ایک تہائی ہی آزاد ہوتا ہے لہٰذا اگر مرض الموت میں تین غلام آزاد کرے تو ان میں ایک آزاد ہوگا اور دو آزاد نہیں ہوں گے اور نہ ہر ایک میں سے تہائی آزاد ہوگا اور مرض الموت میں غلام کو آزاد کر کے واپس لینا درست یعنی پہلے ایک غلام آزاد کیا پھر اسے واپس لے کر دوسرا آزاد کر دیا تو یہ درست اور

میت کی طرف سے غلام آزاد کرنا درست ہے اور اس کو اس کا ثواب ملتا ہے۔

فائدہ: اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبادت مالی کا ثواب میت کو ملتا ہے اور اس پر سب علماء کا اتفاق ہے اور عبادت بدنی میں اختلاف ہے اور درست یہ ہے کہ میت کو اس کا بھی ثواب ملتا ہے۔

(محمدی زیور المعروف فقہ محمدیہ ص ۳۱۷، مولوی محی الدین وہابی)

اہلحدیث کا مذہب صحیح یہ ہے:

جو شخص مر جائے اور اس کے ذمے فرض روزے ہوں تو اس کا وارث یا رشتہ دار اس کے بدل اس کی طرف سے روزے رکھ لے (اہل حدیث کا یہی قول ہے) اسی طرح حج بھی اس کی طرف سے اس کا وارث یا رشتہ دار ادا کر سکتا ہے اس حدیث میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جسمانی عبادات کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔ اہل حدیث کا مذہب صحیح یہ ہے کہ ہر قسم کی عبادت خواہ مالی ہو یا بدنی میت کو اس کا ثواب پہنچنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

(لغات الحدیث کتاب، ص ۱۱۶، علامہ وحید الزمان وہابی)

فاتحہ وختم پڑھ کر کھانا تقسیم کرنا:

در مجلس فاتحہ وختم برائے حاضران مجلس باشد اگر ایں جماعت آں باموات برسد و اگر در خانہا باشند بر حاضراں تقسیم شود ہم قباحتے ندارد۔

ترجمہ: مجلس میں فاتحہ وختم برائے حاضرین مجلس ہے اگر یہ جماعت برسرقید ہے اس جگہ تقسیم ہو اور ثواب اس کا ان اموات کو پہنچے اور اگر گھر میں ہو تو حاضرین میں تقسیم کرے۔ اس قسم میں کوئی قباحت نہیں۔

(فتاویٰ شاہ رفیع الدین ص ۹، مولوی شاہ رفیع الدین دہلوی)

وہابیوں کا ختم شریف اور نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی:

اس کو مشائخ نے واسطے برآمد امرمہم کے مجرب سمجھا ہے عروج ماہ میں پنجشنبہ سے شروع کر کے تین دن تک پڑھے بسم اللہ معہ فاتحہ وکلمہ تمجید و درود سورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار پھر شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر اور ثواب اس کا روح برفتوح آنحضرت ومشائخ طریقت کو دے کر تقسیم کرے۔

(الداء والدواء ص ۱۵۴، مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی)

دیگر ختم قادریہ:

پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ٥ پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلی رضی اللہ عنہ پڑھ کر تقسیم کر دے۔

(الداء والدواء ص ۱۵۴، مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی)

ختم برائے میت:

جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو اس سے کہے کہ دس بار قل ھواللہ بمعہ بسم اللہ پڑھے پھر دس بار درود پھر دس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ٥ پھر دس بار اَللّٰهُمَّ اغْفِرْهُ وَارْحَمْهُ پھر ہاتھ اُٹھا کر سورہ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ثواب ختم قرآن تہلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا لوگ حلقے کے یوں کہیں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ٥

(کتاب التعویذات المعروف الداء والدواء ص ۱۵۴، مولوی نواب صدیق حسن

بھوپالی وہابی)

شیرینی پر ختم خواجگان پڑھنا:

ایک طریقہ ختم خواجگان کا یہ ہے کہ سوا درود کے ہر چیز کو مع تسمیہ پڑھے فاتحہ سات بار درود ایک سو بار الم نشرح انہتر بار سورہ اخلاص ایک ہزار بار پھر فاتحہ سات بار درود ایک سو بار اور کسی قدر شیرینی پر فاتحہ حضرات مشائخ پڑھ کر تقسیم کردے۔

(کتاب التعویذات المعروف الداء الدواء ص ۱۵۳، مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی)

دیوبندیوں اور وہابیوں دونوں کا امام، مولوی اسماعیل دہلوی عقیدہ ایصال ثواب جائز ہے:

پس ہر عبادتیں کہ ہزار مسلمان ادا شود و ثواب آں بروح کسے از گزستگان برساند وطریق رسانیدن آن دعاء خیر بجناب الٰہی است پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است و درخوبی ایں قدر امراز امورِ مرسومہ فاتحہاء واعراس ونذر و نیاز اموات شک وشبہ نیست۔

ترجمہ: پس ہر وہ عبادت جو مسلمان ادا کرے اور اس کا ثواب کسی گزرے ہوئے کی روح کو پہنچائے اور اس کے لئے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرے تو یہ بہت ہی بہتر اور خوب ہے اور رسوم میں فاتحہ پڑھنے، عرس کرنے، مردوں کی نذر و نیاز کرنے کی رسموں کی خوبی میں شک وشبہ نہیں ہے۔

(صراط مستقیم، فارسی، ص ۵۵، اردو ۷۶۔ مولوی اسماعیل دہلوی)

مولوی اسماعیل دہلوی مزید لکھتے ہیں:

نہ ہندا ند کے نفع رسانیدن باموات باطعام وفاتحہ خوب نیست چہ ایں معنی بہتر وافضل است۔ ہرگاہ ایصال نفع بمیت منظور دارد وموقوف بر طعام نگزارد اگر میسر باشد بہتر است والاصرف ثواب سورۃ فاتحہ واخلاص بہترین ثواب است۔

ترجمہ: یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ مردوں کو کھانے اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا اچھا نہیں ہے (یعنی اچھا ہے) جب میت کو نفع پہنچانا مقصود ہو تو کھانے ہی پر موقوف نہ کرنا چاہیے اگر میسر ہو تو بہتر ہے ورنہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کا ثواب بہترین ثواب ہے۔

(صراط مستقیم اردو، ص ۸۹، فارسی ۶۴، مولوی محمد اسماعیل دہلوی دیوبندی وہابی)

اکابر علماء دیوبند کی ایصالِ ثواب کی تصدیق:

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ اور ایصال ثواب:

جب مثنوی شریف ختم ہوگئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت تقسیم کیا گیا۔ (شمائم امدادیہ ص ۶۸، حاجی امداد اللہ)

شاہ عبدالعزیز اور ایصال ثواب:

جس کھانے کا ثواب حضرت امامین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ و درود پڑھا جائے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے۔ اس کا کھانا بہت خوب ہے

(فتاویٰ عزیزی اردو ص ۱۸۹، شاہ عبدالعزیز دہلوی)

دوسری صورت یہ ہے:

کہ بہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر جمع ہوں اور ختم قرآن شریف کریں اور شیرینی یا کھانا فاتحہ کریں اور اس کو حاضرین میں تقسیم کریں۔ ایسا معمول زمانہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و خلفاء راشدین میں نہ تھا۔ لیکن ایسا کرنے میں مضائقہ بھی نہیں۔ اس واسطے کہ اس میں کوئی بُرائی نہیں بلکہ اس میں احیا واموات کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔(فتاویٰ عزیزی اردو ص ۱۷۷، شاہ عبدالعزیز دہلوی)

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند اور ایصال ثواب:

سوال: میت کو ثواب صدقہ و خیرات کا پہنچتا ہے یانہیں اور دعا زندوں کی مُردوں کے لئے نافع ہے یانہیں؟

الجواب: میت کو ثواب صدقہ و خیرات و تلاوت قرآن شریف وغیرہ کا پہنچتا ہے۔ اہلسنت و جماعت اصل ایصال ثواب میں متفق ہیں عبادات بدنیہ میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور امام احمد اور جمہور سلف و خلف عبادات بدنیہ میں وصول ثواب کے قائل ہیں۔ امام شافعی اور امام مالک عدم وصول کے قائل ہیں صدقات مالیہ کے ثواب میں کچھ اختلاف نہیں اس میں سب متفق ہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج ۵، ص ۴۳۰، تالیف مولوی عزیز الرحمٰن دیوبندی)

زبان سے ایصال ثواب کرنا:

سوال: اور وقت ثواب رسانی کے اگرچہ نیت کا ہونا کافی ہے لیکن زبان سے جو کہا جائے وہ کن الفاظ سے وقت پہنچانے ثواب کے کہا جائے؟

جواب: یہ کہا جائے کہ یااللہ اس عمل کا ثواب فلاں کو پہنچادے فقط۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج ۵، ص ۴۵۱، مولوی عزیز الرحمٰن دیوبندی)

جنازہ کے بعد ایصال ثواب جائز ہے:

سوال: بعد نماز جنازہ قبل دفن اولیاء میت مصلیوں سے کہتے ہیں کہ آپ لوگ تین تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر میت کو اس کا ثواب بخش دیویں۔

جواب: ایصال ثواب میں کوئی حرج نہیں ہے پس اگر بعد نماز جنازہ کے تمام لوگ یا بعض سورۃ اخلاص کو تین بار پڑھ کر میت کو ثواب پہنچاویں۔ تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ البتہ دعا کو بعد جنازہ کے فقہاء نے مکروہ لکھا ہے کیونکہ نماز جنازہ خود دعاء للمیت ہے پس اس کے بعد اور کوئی دعا مشروع نہیں ہے۔ فقط۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج ۵، ص ۴۸، مولوی عبدالرحمٰن دیوبندی)

دیگر

سوال: بعد نماز جنازہ قبل دفن چند مصلیوں کا ایصال ثواب کے لئے سورۃ فاتحہ اور سورہ اخلاص تین بار آہستہ آواز سے پڑھنا اور امام جنازہ یا کسی نیک آدمی کا دونوں ہاتھ اُٹھا کر مختصر دعا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔

جواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے لیکن اس کو رسم کر لینا اور التزام کرنا مثل واجبات کے اس کو بدعت بنا دے گا کما حرح بہ الفقہاء فقط۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۵، ص ۴۳۴، مولوی عزیز الرحمٰن دیوبندی)

ختم خواجگان مشکل کشا ہے...... شاہ ولی اللہ دہلوی:

ختم خواجگان چشت قدس اللہ اسرار ہم کا جو طریقہ حضرت شیخ نظام الدین نارنولی کے اخلاف کے ذریعے ہم تک پہنچا وہ یہ ہے کہ جب کوئی مشکل آئے وضو کرے قبلہ رو ہو کر بیٹھ جائے پہلے دس مرتبہ درود پڑھے پھر تین سو ساٹھ دفعہ یہ دعا پڑھے۔ **لاملجاء ولا منجی من اللہ الا اللہ** اس کے بعد تین سو

ساٹھ دفعہ سورۃ الم نشرح پڑھے اور پھر تین سو ساٹھ مرتبہ ذکر کردہ دعا پڑھے۔آخر میں دس مرتبہ درود پڑھے اس کے بعد کچھ مٹھائی پر خواجگان چشت کے لئے فاتحہ پڑھے اب اللہ تعالیٰ سے دوبارہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح وہ ہر روز یہ عمل دہراتا رہے چند دنوں میں مشکل حل ہو جائے گی اور مقصود حاصل ہوگا۔

(الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ اردو، ص ۲۰۷، شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اہلبیت کو ایصال ثواب اور شاہ ولی اللہ دہلوی:

درایام عاشورہ از جانب ائمہ اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین مکرر ارشادات معلوم شد کہ چیزے برائے فاتحہ ریشاں باید کرد بنا برآں روزے چیزے از حلاوت حاضر کردہ شد وقرآن ختم نمودہ فاتحہ خواندہ شد پس سرور و ابتہاج از ارواح طیبہ ایشاں مشاہدہ افتاد۔

ترجمہ: ایام عاشورہ میں ائمہ اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے ایک سے زیادہ بار یہ اشارات ملے کہ ان کی فاتحہ کے لے کچھ اہتمام کرنا چاہیے۔اس لئے ایک دن کچھ شیرینی منگائی گئی اور قرآن کریم پڑھ کے فاتحہ پڑھی گئی تو ان حضرات کی ارواح پاک کی طرف سے خوشی کی کیفیت نظر آئی۔

(القول الجلی، ص ۴۸، مولوی عاشق پھلتی دیوبندی)

بھنے ہوئے چنوں اور گڑ کی نیاز دربار مصطفےٰ میں:

شاہ عبدالرحیم اور ایصال ثواب:

ربیع الاول کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ بھی دلایا کرتے تھے۔فرماتے ہیں: یک سال درایام وفات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چیزے فتوح نہ شد کہ نیاز آنحضرت طعامے

بختہ شود قدرے نخود بریاں وقند سیاہ نیاز کردم شبے در واقعہ دیدم کہ انواع طعام بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرضہ سیدادندو دراں میان آں نخود بریاں وقند سیاہ نیز معروض داشتند بہ نہایت ابتہاج و بشاشت اقبال فرمودند آنرا طلبیدند و چیزے ازاں تناول کردند باقی درصحاب قسمت فرمودہ اند۔

ترجمہ: حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں میرے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے دن میرے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز پکاتا۔ میرے پاس بھنے ہوئے چنے اور کالا گڑ تھا میں نے بھنے ہوئے چنے اور کالا گڑ نیاز کے طور پر تقسیم کر دیئے رات کو میں نے خواب میں واقعہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں قسم قسم کے کھانے پیش ہیں اور سب کے درمیان بھنے ہوئے چنے اور کالا گڑ بھی موجود ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بہت خوشی کے ساتھ قبول فرمایا اور طلب فرمایا اور ان میں سے کچھ تناول فرمایا اور باقی دوستوں میں تقسیم فرمادیئے۔

(انفاس العارفین، ص ۴۱، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

ختم کا حلوہ مشکل کشا ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی:

عرب کا ایک شخص احمد بارجا نام لرزہ و بخار میں مبتلا ہوا بیماری روز بروز بڑھتی گئی۔ ایک دن اس نے خواب دیکھا کہ سید عبدالرحمٰن سقاف جو سادات آل علی رضی اللہ عنہ میں سے ایک ہیں اور حضرت موت میں دفن ہیں کہ مزار پر زیارت کے لئے گیا اور ہمارے حضرت اقدس بھی وہاں تشریف فرما ہیں اور آپ نے ان بزرگوں کے لئے بغرض ایصال ثواب سورۃ یٰسین پڑھی اور اس شخص نے

سورۃ ملک پڑھی ۔ بعد ازاں دونوں نے فاتحہ پڑھا حضرت اقدس یعنی (شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ) نے تھوڑا حلوہ اسے عنایت کر کے فرمایا کہ لو اسے کھا لو تمہارے مرض کا ازالہ اسی حلوہ کے کھانے میں ہے۔ بعد ازاں وہ جاگ پڑا اور حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ عرض کیا آپ نے اس واقعہ کی تصدیق فرماتے ہوئے سورۃ یٰسین اور پھر سورۃ ملک تلاوت فرمائی اور ان بزرگ پر فاتحہ پڑھا اور حلوہ منگوا کر اس سے فرمایا کہ کھاؤ تمہارا ازالہ مرض اسی میں ہے۔ وہ تعمیل ارشاد میں اسے کھا کر اپنے گھر واپس گیا چند ہی روز بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اکلت الحلوی زالت البلوی۔

(القول الجلی ص ۱۸۴، مولوی محمد عاشق پھلتی)

مولوی عبدالحی اور ایصال ثواب:

سوال: کھانا یا کپڑا یا اور کوئی چیز خدا کی راہ پر کسی کو دی یا نفل نماز پڑھی اور نفل حج ادا کر کے کسی کو اس کا ثواب بخشا تو پہنچتا ہے یا نہیں۔

جواب: عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ دونوں سے مرکب ہو اگر اس کا ثواب کسی کو بخشا جائے تو پہنچتا ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی یعنی مجموعۃ الفتاویٰ، اردو ص ۸۶، مولوی عبدالحی صاحب)

مولوی اشرف تھانوی دیوبندی اور ایصال ثواب:

خاں صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب اور میاں جی محمدی صاحب فرماتے تھے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کا معمول تھا کہ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالرحیم صاحب کے مزارات پر سال بھر میں ایک مرتبہ تشریف لے جاتے۔ آپ کے متعلقین بھی آپ کے ساتھ جاتے اور وہاں جا کر فاتحہ پڑھتے

فاتحہ کے بعد قرآن شریف یا مثنوی کا وعظ فرماتے اور وعظ کے بعد چنے یا الا یچی دانے یا کچھ تقسیم فرما دیتے مگر شاہ اسحاق صاحب بھی آپ کے ہمراہ جاتے لیکن جس وقت فاتحہ پڑھ لیتے تھے تو شاہ صاحب شاہ اسحاق صاحب سے فرماتے کہ میاں اسحاق بیٹھو گے یا جاؤ گے اس پر شاہ صاحب فرماتے کہ حضور جاؤں گا اور یہ کہہ کر واپس تشریف لے آتے یہ کبھی جلسہ میں شریک نہیں ہوئے اور نہ شاہ صاحب نے ان کے عدم شرکت پر ان سے کبھی کچھ تعرض فرمایا۔

(ارواح ثلثہ ص ۴۲، مولوی اشرف تھانوی دیوبندی)

جب مثنوی شریف ختم ہوگئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا حکم دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جاوے گی گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے۔ (امداد المشتاق ص ۸۸، مولوی اشرف تھانوی دیوبندی)

ثواب نہ پہنچانے کی وجہ سے قبر میں اندھیرا...... دیوبندی مولوی:

ایک ولی نے خواب میں دیکھا کہ قبرستان کی سب قبریں پھٹ گئیں اور مردے باہر نکلے بیٹھے ہیں۔ ان سب کے سامنے روشنی ہے اور میرے ایک پڑوسی کے سامنے اندھیرا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تیرے سامنے روشنی کیوں نہیں اس نے کہا کہ ان لوگوں کی اولاد اور عزیز و قریب ان کو خیرات وغیرہ کا ثواب پہنچاتے رہتے ہیں اور خدا سے ان کی بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں اس لئے ان کے سامنے روشنی ہے میرا ایک بیٹا ہے وہ مجھ کو کوئی ثواب نہیں پہنچاتا اس لئے میں

اندھیرے میں رہتا ہوں بس میری آنکھ کھل گئی صبح کو میں نے اس کے بیٹے سے خواب بیان کر دیا اس نے بُرے کاموں سے توبہ کی اور اپنے باپ کو ثواب پہنچانے کا وعدہ کیا کچھ دنوں کے بعد پھر میں نے اسی طرح خواب دیکھا اور اس پڑوسی کے سامنے بھی روشنی دیکھی تو اس پڑوسی نے کہا کہ خدا آپ کو جزائے خیر دیکہ آپ کی برکت سے مجھے راحت ملی اور قبر کے عذاب سے بھی بچ گیا۔ اب میرا بیٹا میرے لئے دعا بھی کرتا ہے اور خیر خیرات کا ثواب بھی پہنچاتا ہے۔

(باغِ جنت ص ۲۵۷، مولوی عنایت علی شاہ دیوبندی ، خلیفہ مولوی اشرف تھانوی دیوبندی)

ثواب پہنچانے کا طریقہ اور مولوی دیوبندی:

ثواب پہنچانے کا آسان طریقہ اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ کسی مرد یا عورت نے کوئی نیک کام کیا جیسا کہ اللہ کے واسطے کھانا کھلائے یا کھانا دے دے یا اناج آٹا، روٹی، گوشت، دال، نمک، مرچ یا روپیہ پیسہ یا کپڑا، مٹھائی وغیرہ دے یا نفلی عبادت جیسے نماز، روزہ، حج، قربانی یا قرآن شریف پڑھا یا سورتیں پڑھیں یا مسجد، مدرسہ، نہر، کنواں بنوایا۔ یا کسی غریب کا قرضہ اُتار دیا یا اس کے رہنے کے لئے مکان بنوا دیا یا جگہ دے دی یا ایسے کاموں میں چندہ دیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ اس عبادت کا یا اس نیک کام اور خیرات کا ثواب فلاں بزرگ یا میرے والدین کو یا فلاں رشتہ دار بھائی بہن وغیرہ کو یا کل مسلمان مرد اور عورتوں کو پہنچا دے۔ بس اتنا کہنے سے ثواب پہنچ جاتا ہے اور جو طریقے لوگوں نے نکال رکھے ہیں۔ سب حیلہ بہانے ہیں باقی ثواب ہر طرح پہنچ جاتا ہے جس طرح بھی کوئی پہنچائے اور ثواب پہنچانے کے لئے کوئی وقت یا کوئی جگہ مقرر نہیں ہے جب موقع

ملے قبرستان ہو گھر ہو یا سفر ہو، چلتے پھرتے، لیٹتے، بیٹھتے قرآن شریف یا سورتیں پڑھ کر یا سبحان اللہ اور کلمہ شریف وغیرہ پڑھ کر یا کپڑا، روپیہ وغیرہ دے کر ثواب پہنچا سکتے ہیں۔

(باغ جنت ص ۲۵۸، مولوی عنایت علی شاہ دیوبندی خلیفہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)

دودھ جلیبی کا ایصالِ ثواب اور دیوبندی عورت:

جب حضرت کی دوسری شادی حاجی نظام الدین کی دختر منیر النساء سے ہوئی تو نام میں اس طرح فرق ہوا کہ حضرت کی بیٹی منیر النساء منی کے نام سے پکاری جاتی تھیں اور زوجہ محترمہ منیرا کہلاتی تھیں۔ پھوپھی منی میرے والد صاحب مرحوم کی ماموں زاد بہن تھیں ان کو اپنی پھوپھی اور ان کی اولاد سے بےحد محبت تھی اپنے بھائی حافظ محمد ابراہیم صاحب کی وفات کے بعد جب ڈیرہ غازی خاں سے سہارنپور آئیں تو نہایت بےقرار تھیں۔ ان کے ایصال ثواب کے لئے تقریباً ایک مہینے تک یہ انتظام کیا کہ روزانہ دودھ جلیبی میرے ہاتھ منگواتیں اور میرے ہی ذریعہ سے کسی طالب علم کے پاس بھجوا دیتی تھیں اس کا علم میرے سوا کسی کو نہیں تھا۔ (تذکرۃ الخلیل ص ۱۰۸، حاشیہ پر مولوی محمد عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی)

مردے کو صدقات کا ثواب ملتا ہے:

سوال: مردہ کو صدقات وخیرات کا ثواب بخشا تو اسے ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟

جواب: ثواب پہنچتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴، ص ۲۰۶، مولوی رشید احمد دیوبندی)

خودکشی کرنے والے کو ایصال ثواب جائز ہے:

سوال: خودکشی کرنے والے کو ایصال ثواب دعا مغفرت جائز ہے یا نہیں؟

جواب: خودکشی کرنے والا فاسق ہے کافر نہیں۔ لہٰذا اس کے لئے دعا مغفرت و ایصال ثواب جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ، ج۴، ص۲۰۶، مولوی رشید احمد دیوبندی)

قبر پر شیرینی لے جا کر فاتحہ پڑھ کر تقسیم کرنا جائز ہے:

سوال: ایک بار کسی شخص نے سوال کیا کہ کسی قبر پر شیرینی لے جانا اور کسی بزرگ کی فاتحہ دے کر تقسیم کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: آپ نے ارشاد فرمایا اگر بنام خدا ہے اور ایصال ثواب ہی مقصود ہے تو کچھ قباحت نہیں اور اگر پیر کے نام ہے جیسا اکثر جہال کرتے ہیں وہ حرام ہے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت اگر ایصال ثواب ہی مقصود ہو تو ہر جگہ سے ممکن ہے قبر ہی پر کیا ضرورت ہے کہ کوئی چیز بھیجی جاوے آپ نے فرمایا خیر وہاں خادم رہتے ہیں ان کو ہی دے دی جائے اس میں کیا قباحت ہے۔

(تذکرۃ الرشید، حصہ دوئم، ص۲۹۱، مولوی محمد عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی)

اصحاب کہف کو خاص طریقہ اور خاص کھانوں پر ایصال ثواب کرے مشکل حل...... شاہ عبدالعزیز دہلوی:

اگر کوئی مشکل آن پڑے اور اصحاب کہف کی روح کو ثواب بخشا جاوے جلد مقصد حاصل ہو جاتا ہے بہت مجرب ہے۔ ایک مرید نے عرض کیا میں تو کرتا رہتا ہوں فرمایا مشکل اور سختی کے وقت کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ پونے چار سیر گیہوں کا آٹا، پونے چار سیر بکری کا گوشت اس کے نصف گھی لیوے اور پیاز اور دہی وغیرہ ملا کر بہت اچھی طرح تیار کر کے آدھ آدھ سیر کے سات حصے کرے سات آدمیوں کو جو صالح اور متقی ہوں دے دیوے خواہ خود کھا لیں یا اپنی طرف سے کسی آدمی کو دے دیویں اور ایک روز پہلے سے کسی کتے کی

دعوت کردیں اگر آ جاوے تو بہتر ورنہ جو مُلّا ملے باقی کھانا کھلا دیویں۔

(ملفوظات عزیزی، اردو ص ۵۸، فارسی ص ۱۴، شاہ عبدالعزیز دہلوی)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا تیجہ......شاہ عبدالعزیز دہلوی:

مگر روز سوئم حضرت دستار ہا ہمراہ آوردند وموقوف داشتند باز از صلاح شاہ غلام علی صاحب نواب پیر محمد خاں و دیگر رؤساء ہموں عمل بجا آوردند روز سوئم کثرت ہجوم مردم آنقدر بودند کہ بیرون ارخصا بست ہشتاد و یک ختم کلام اللہ بشمار آمدوزیادہ ہم تندہ باشد وکلمہ راحصر نیس۔

ترجمہ: مگر تیسرے دن حضرت کئی دستاریں ہمراہ لے کر تشریف لائے اور شاہ غلام علی صاحب اور نواب پیر محمد خاں اور دوسرے رؤسا سے مشورہ کرنے کے بعد وہی عمل کیا۔ تیسرے دن حاضرین کی تعداد بے حساب تھی تقریباً ۸۱۔ قرآن ختم ہوئے ممکن ہے اس سے زیادہ پڑھے گئے ہوں اور کلمہ شریف کے ختم کا تو اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

(ملفوظات عزیزی، اردو ص ۱۵۴، فارسی ۸۰، شاہ عبدالعزیز دہلوی)

ایصال ثواب کے گذشتہ مضمون کی یاداشت:

الحمد للہ رب العلمین۔ اب تک ختم شریف یعنی ایصال ثواب پر زبردست دلائل یعنی صدقہ، تلاوت قرآن، دعا پر قرآنی دلائل کے علاوہ حدیث مبارکہ سے صدقہ کا ایصال ثواب، تلاوت قرآن، تسبیح وتہلیل، ذکر واذکار وغیرہ کا ایصال ثواب اور دعا کا فائدہ میت کو پہنچنے کے بارے میں تفصیل کے ساتھ عرض کیا اور بعد میں اکابر وہابیہ کی اور اکابر دیوبندیہ کی لاتعداد تصدیقات کے ساتھ لکھا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک عقل سلیم رکھنے والے منصف مسلمان کے لئے یہ کافی

ہے اگر آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر مطالعہ فرمائے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ تحریر کافی وشافی ہوگی۔ اب ہم مزید اور چند مسائل کے بارے عرض کرتے ہیں۔

گیارہویں شریف:

جاننا چاہیے کہ گیارہویں شریف سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے ایصال ثواب اور ہدیہ دعا پیش کرنے کا نام ہے بروح پاک غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے شیرینی یا کھانے پر فاتحہ اور آیات قرآن شریف پڑھوا کر یا خود پڑھ کر اور مساکین وفقراء یا صالحین یا طلبہ وعلماء وغیرہم کو کھلا کر یا تقسیم کر کے جس طرح بارہویں شریف ربیع الاول کا نام اسی ایصال ثواب اور اہداء کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب پاک میں اور باقی ایصال ثواب کے بارے میں ہم تفصیل سے عرض کر چکے ہیں۔ مزید تکرار کی ضرورت نہیں اصل ایصال ثواب ہے نام کوئی بھی ہو تو باشعور انسان کے لئے اتنا ہی کافی ہے اگر ضرورت ہو تو باقی کتاب کا تفصیل سے مطالعہ فرمائیں انشاء اللہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ کچھ حوالے گیارہویں شریف کے جواز پر پیش کرتے ہیں۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اور گیارہویں شریف:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میرے پیرو مرشد شیخ عبدالوہاب متقی مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نو ربیع الثانی کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس کرتے تھے بے شک ہمارے ملک میں آج کل گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کی ہندی اولاد ومشائخ میں متعارف ہے۔
(ماثبت من السنہ...... شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

شیخ محقق غیر مقلدین کی نظر میں...... مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی:

مجھ عاجز کو آپ کے علم وفضل اور خدمت علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے آپ کی کئی تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔

(تاریخ اہلحدیث...... مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی)

مولوی مسعود عالم ندوی غیر مقلد:

ان (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) کی ذات سے شمالی ہند میں علم حدیث کو زندگی ملی اور سنت نبوی کا خزانہ ہر خاص و عام کے لئے عام ہو گیا ہم آج ان کے شکرگزار ہیں اور ان کی علمی خدمات کا دل سے اعتراف کرتے ہیں۔

(دو روشن ستارے ص ۹۱۔ عبدالرشید عراقی بحوالہ گیارہویں کیا ہے۔ خلیل احمد رانا)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ عنہ اور گیارہویں شریف:

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارکہ پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابر جمع ہوتے نماز عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے اور حضرت غوث اعظم کی مدح اور تعریف میں منقبت پڑھتے۔ مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے ارد گرد مریدین اور حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر جہر کرتے اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی اس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار کی ہوتی تقسیم کی جاتی اور نماز پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے۔

(ملفوظات عزیزی فارسی، ص ۶۲، اردو ص ۱۲۷، شاہ عبدالعزیز دہلوی)

شاہ عبدالعزیز دہلوی ...... غیر مقلدین اور دیوبندیوں کی نظر میں:

نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

شاہ عبدالعزیز بن اجل ولی اللہ محدث دہلوی بن شیخ عبدالرحیم رحمہم اللہ استاذ الاساتذہ۔ امام نقاد بقیۃ السلف۔ حجۃ الخلف اور دیار ہند کے خاتم المفسرین ومحدثین اور اپنے وقت میں علماء ومشائخ کے مرجع تھے تمام علوم متداولہ اور غیر متداولہ میں خواہ فنون عقلیہ ہوں یا نقلیہ ان کو جو دستگاہ حاصل تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ (اتحاف النبلاء۔ نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد)

مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں:

بڑے بڑے علماء آپ کی شاگردی پر فخر کرتے ہیں اور فضلاء آپ کی تصنیف کردہ کتابوں پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں۔

(تاریخ اہلحدیث۔ مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی)

مولوی سرفراز خاں گکھڑوی دیوبندی گوجرانوالہ لکھتے ہیں:

بلاشبہ مسلک دیوبند کے جملہ حضرات شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا روحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں۔ بلاشبہ دیوبندی حضرات کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ حکم آخری کی حیثیت رکھتا ہے۔

(اتمام البرہان حصہ اول، ص ۱۳۸، مولوی سرفراز خاں گکھڑوی دیوبندی)

نوٹ:۔ حضرت شیخ عبدالوہاب متقی مکی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور دیگر بزرگ حضرات کا تعلق صالحین کے گروہ سے ہے اور ان میں سے کسی نے بھی گیارہویں شریف پر شرک یا بدعت کا فتویٰ صادر نہیں فرمایا تو آج کا منکر کون سے باغ کی مولی ہے

اور مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد اپنے فتوے میں صالحین کے طریقہ کو صحیح اور جائز بتاتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری:

سوال: چینی کی رکابیوں پر جو لوگ عربی وغیرہ لکھ کر بیماروں کو پلاتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: آیات قرآنی کو لکھ کر پلانا بعض صلحاء نے جائز لکھا ہے۔

سوال: جو لوگ تعویذ وغیرہ لکھ کر باندھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: تعویذ کا مضمون اگر قرآن و حدیث کے مطابق ہو یعنی شرکیہ نہ ہو تو بعض صلحاء بچوں کے گلے میں ڈالنا جائز کہتے ہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج دوئم، ص ۴۸، مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد)

گیارہویں شریف جائز ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی:

سوال: ایک شخص ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو گیارہویں کرتا ہے نذر اللہ اور کھانا پکا کر غرباء اور امراء سب کو کھلاتا ہے اور اپنے دل میں یہ سمجھتا ہے کہ جو چیز نذر لغیر اللہ ہو وہ حرام ہے اور میں جو گیارہویں کرتا ہوں یا توشہ کرتا ہوں کہ جو منسوب ہے بفعل حضرت بڑے پیر صاحب اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہرگز ان حضرات کی نذر نہیں کرتا بلکہ محض نذر اللہ کرتا ہوں صرف اس غرض سے کہ یہ حضرت کیا کرتے تھے ان کے عمل کے موافق عمل کرنا موجب خیر و برکت ہے اور جو شخص ان حضرات کی یا اور کسی کی نذر کرے گا۔ سوائے اللہ جل شانہٗ وہ حرام ہے کبھی حلال نہیں تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے عقیدے والے کو گیارہویں یا توشہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور موجب برکت ہے یا نہیں اور اس

کھانے کو مسلمان دین دار تناول فرمائیں یا نہیں؟

جواب: ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں کو توشہ کرنا درست ہے مگر تعین یوم و تعین طعام کی بدعت اس کے ساتھ ہوتی ہے اگر چہ فاعل اس تعین کو ضروری نہیں جانتا مگر دیگر عوام کو موجب ضلالت کا ہوتا ہے لہٰذا تبدیل یوم و طعام کیا کرے تو پھر کوئی خدشہ نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۹، ۱۶۴۔ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

گیارہویں شریف جائز ہے ایصال ثواب کی نیت سے ......

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد

سوال: کل یہاں ایک جلسہ بنگلور کے مسلم لائبریری کا ہوا جس میں مولوی حاجی غلام محمد شملوی نے لکچر دیا دوران تقریر میں گیارہویں اور بارہویں میں برائے ایصال ثواب غرباء کو کھانا وغیرہ کھلانا جائز کہا ہے آپ اس کے عدم کے ثبوت کے دلائل پیش کریں۔

جواب: گیارہویں بارہویں کی بابت فریقین میں اختلاف صرف اتنی بات میں ہے کہ مانعین اس کو لغیر اللہ سمجھ کر مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل کرتے ہیں اور قائلین اس کو لغیر اللہ میں نہیں جانتے۔ مولوی غلام محمد صاحب نے دونوں کا اختلاف مٹانے کی کوشش کی ہو گی کہ گیارہویں بارہویں کا کھانا بغرض ایصال ثواب کیا جائے یعنی یہ نیت ہو کہ ان بزرگوں کی روح کو ثواب پہنچے نہ کہ یہ بزرگ خود اس کھانے کو قبول کریں اس صورت میں واقعی اختلاف اُٹھ جاتا ہے۔ ہاں نام کا جھگڑا باقی رہ جاتا ہے کہ اس قسم کی دعوت کو گیارہویں بارہویں کہیں یا نذر اللہ کہیں اس میں شک نہیں کہ شرع شریف میں گیارہویں بارہویں کے ناموں کا ثبوت

نہیں اس لئے یہ نام نہیں چاہیے فقط للہ فی اللہ کی نیت چاہیے۔
(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص ۷۱۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری)

نوٹ:۔ جاننا چاہیے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب کے لئے اسلامی ممالک میں اور دنیا بھر میں چاند کی گیارہ کو ایصال ثواب کے لئے ختم کا نظام مروج ہے جسے اصطلاح میں تاریخ کی نسبت کی وجہ سے گیارہویں شریف کہا جاتا ہے اس کو ناجائز کہنے کا سبب شریعت میں کوئی نہیں بلکہ ایصال ثواب کی برکت روحانی منفعتوں کا باعث ہے۔

گیارہویں شریف حقیقت میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہلم شریف ہے:

ذکر یازدہم کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ بود ارشاد شد کہ اصل یازدہم ایں بود کہ حضرت غوث الصمدانی بتاریخ یازدہم ربیع الآخر فاتحہ چہلم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کردہ بودند آن نیاز آں چناں مقبول ومطبوع افتاد کہ در ہر ماہ بتاریخ یازدہم فاتحہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقرر فرمودند و دیگر اتباع حضرت غوث پاک بتقلید دے علیٰ نبینا یازدہم می کند۔

ترجمہ: حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف کا ذکر تھا تو ارشاد ہوا کہ گیارہویں شریف کی اصلیت یہ تھی کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چالیسویں کا ختم ہمیشہ ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو کیا کرتے تھے وہ ختم اتنا مقبول ومطبوع ہوا کہ اس کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ختم شریف مقرر کر دیا اور پھر دوسرے لوگ بھی حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اتباع میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

گیارہویں شریف منانے لگے۔

(قرۃ الناظرہ وخلاصۃ المفاخرہ، امام العارفین امام یافعی رضی اللہ عنہ)

عرس مبارک کرنا جائز ہے:

ایصال ثواب کی مروجہ طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ سالانہ ختم دلاتے ہیں۔ اپنے مشائخ، اولیاء، بزرگوں اور والدین کا دن متعین کر کے مناتے ہیں۔ یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایسا کرنا ازروئے شرع جائز ہے اور قرآن و حدیث میں اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے اس دن کو اصطلاحاً عرس قرار دیتے ہیں جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔

نم کنومة العروس الذی لا یوقظه الا احب اهله الیه.

ترجمہ: دلہن کی طرح سو جا جس کو گھر والوں میں سے محبوب ترین شخص ہی اُٹھاتا ہے۔ (جامع الترمذی ج ۱، ص ۱۲۷)

علاوہ ازیں اس دن صدقہ و خیرات اور ختم قرآن کا اہتمام کرنے کی حکمت یہ ہے کہ جس دن اللہ کے ولی کا وصال ہوتا ہے وہ دن اس کی روحانی شادی کا دن ہوتا ہے ہماری شادیاں دنیاوی ہوتی جسم کی شادیاں ہوتیں اور ولی اللہ کی شادی اس کی روح کی شادی ہوتی ہے جب ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرتی اور پردے اُٹھائے جاتے ہیں اور وہ اپنے محبوب حقیقی سے ملاقات کرتے ہیں تو اس دن ان کی شادی ہوتی ہے اس لئے جب وہ دن آتا ہے جس دن رب کی ملاقات نصیب ہوئی تھی اس دن ان کی روح پر خوشی کی ایک کیفیت طاری ہوتی ہے۔ سال بھر میں جو کوئی ان کے لئے قرآن خوانی اور صدقہ و خیرات کا ثواب پہنچاتا رہے حدیث پاک کی رو سے ان کی روحیں خوش ہوتی رہتی ہیں وہ

ثواب ان کو پہنچتا رہتا ہے تحائف پہنچتے رہتے ہیں ملائکہ پیش کرتے ہیں لیکن انہیں اس دن کتنی خوشی ہوتی ہے جب ان کی روحانی شادی کا دن پلٹ کر آتا ہے۔ جب اس دن تحائف آتے ہیں ان کی روح کی خوشی دوبالا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ان کی وفات کے دن اگر قرآن خوانی کریں، صدقہ و خیرات کریں ایصال ثواب کریں تو ان کی روحیں خوش ہوتی ہیں کہ انہوں نے میری خوشی میں اپنے آپ کو شریک کیا۔ عام لوگوں کے وصال موت ہے جبکہ اللہ کے ولی کے لئے وصال ابدی زندگی ہے۔

کون کہتا ہے کہ مؤمن مر گئے
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

ان کا وصال ان کے وطن کو جانا ہوتا ہے ان کا وصال ان کے محبوب سے ملاقات ہوتی ہے۔ وصال وصل سے ہے اور وصل ملاقات کو کہتے ہیں۔ ہماری نظر میں وہ موت ان کی نظر میں وہ حقیقی زندگی ہے۔

عرس مبارک کرنا بھی ایصال ثواب ہی ہے:

عرس مبارک بھی چونکہ ایصال ثواب ہی کی ایک صورت ہے۔ اس کے جائز میں کوئی شک نہیں صدیوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اولیاء صلحاء بزرگان دین عرس مناتے چلے آئے ہیں وہ جن کی وساطت سے دین ہم تک پہنچا وہ خود عرس کرتے تھے اور عرس مناتے تھے یہ کتابوں میں موجود ہے اگر یہ حرام ہوتا تو اس کے سب سے بڑے مرتکب وہ ولی ہوتے (معاذ اللہ) لہٰذا یہ امر مشروع ہے جائز ہے لیکن ہم نے اس میں کیا کیا زیادتی کی اس پر بھی غور کریں۔ عرس میں چاہیے تو یہ تھا کہ صرف قرآن خوانی ہوتی ذکر وفکر ہوتا صدقات

وخیرات ہوتے حاضرین میں لنگر تقسیم کیا جاتا۔ برکت کے طور پر وعظ ونصیحت کی مجلس ہوتیں نعت خوانی ہوتی اور خطاب ہوتے عارفانہ کلام پڑھے جاتے۔ اس بزرگ کے فضائل بیان کئے جاتے اس کا طریقہ تبلیغ اور طریقہ عبادت بیان کیا جاتا لوگوں کے احوال کو بدلا جاتا یہی اہتمام عرس کا مقصد ہے اور ان اعمال میں کسی کو انکار نہیں ہونا چاہیے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ اکرام نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرس مبارک کیا:

وبعد از نقل میان صحابہ اختلاف درامر خلافت افتاد کہ خلیفہ رسول خدا کہ باشد۔ مہاجرے می گفت از مہاجران باشد و انصاری فی گفت کہ از انصاریاں باشد۔ وبعضے صلح می انگیخت اندکہ یکے مہاجرے باشد و دیگر انصاری۔ دریں اختلاف نہ روز گزشت وایں نہ روز نہ حرم بودند ہر یکے ہر روز طعامے بنام رسول علیہ السلام چنانچہ موجود بود کردند ودرحرم رسول چنداں اسباب از کجا بودے کہ طعام چنداں کردندے کہ بہمہ رسیدے الغرض بعد ازنہم اور صحابہ ہر یکے استدلال بریں یک چیز کہ دند کہ درآنچہ حضرت رسالت زحمت غالب شد از سبب ملال زحمت نتوا نستند کہ درمسجد حاضر شوند وبوجود حضرت رسالت کرا مجال بودے کہ امامت کردے وچوں وقت نماز درآمد بلال بخدمت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیامد عرض داشت کی امامت کردن فرمان کرامی شود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارت فرمود کہ ابوبکر صدیق را بگوئے تا امامت کند۔ بلال ایں فرمان امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسانید ایشاں امامت کردند ہمبریں صحابہ استدلال کردند کہ پیغامبر خدا مرابوبکر صدیق رادر نماز کہ یکے از ارکان دین ست

امام فرمود و بریں کار امین گردانیں و خلیفہ خود گردانید کہ امامت نماز فرمود پس جائیکہ درکار دین اورا امام گردانید وامین داشت درکار دنیا برطریق اولی امام ماباشور بدیں بیا سود قرار گرفت و اجماع منعقد شد برخلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعدہ خلافت برایشان متعین شد۔ پس دو روز بعد از نقل اختلاف در دفن گذشت ونہ روز دریں اختلاف گذشت برخاست و ابوبکر صدیق متعین گشت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بروح رسول علیہ الصلوۃ والسلام طعام ساختند وطعام آن مقدار ساختند کہ تمام اہل مدینہ راز بس کردہ شور در مدینہ افتاد امروز چیست گفتند۔ الیوم عرس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الیوم عرس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی امروز عرس رسول خدا است وور دواز دہم عرس مشہور شد۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کے درمیان خلافت کے بارے میں اختلاف پڑ گیا یعنی یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ کون ہو۔ مہاجرین کہتے تھے کہ مہاجروں میں سے ہونا چاہیے اور انصار کہتے تھے کہ انصاریوں میں سے ہونا چاہیے اور بعض صلح پیدا کرنا چاہتے تھے اور کہتے تھے کہ ایک مہاجر اور دوسرا انصاری ہونا چاہیے۔ اس اختلاف میں نو دن گزر گئے ان نو دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو بیویاں تھیں جن میں سے ہر ایک ہر روز جو کچھ موجود ہوتا اس میں سے ایک کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے کرتی تھیں۔ حرم رسول میں اتنا اسباب کہاں تھا اتنا کھانا کرتے جو سبھی تک پہنچ سکتا۔

قصہ کوتاہ یہ کہ نویں روز کے بعد صحابہ میں سے ہر ایک نے اس ایک چیز پر استدلال کیا کہ جس چیز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زحمت غالب ہوئی اس کے بارے میں بسبب رنج و ملال اتنی زحمت نہ کر سکے کہ مسجد میں حاضر ہوں

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں کسی کی مجال تھی امامت کرتا اور جب نماز کا وقت آ گیا جناب بلال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ امامت کریں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچایا انہوں نے امامت کی۔ اسی بنا پر صحابہ نے استدلال کیا کہ پیغمبر خدا نے دین رکنوں میں سے ایک رکن یعنی نماز میں خاص کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام بنایا ہے اور اس کام کا امانت دار شمار کیا اور اپنا خلیفہ مقرر کیا حتیٰ کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز کی امامت فرمائی۔ لہٰذا جبکہ دین کے کام میں ان کو مقرر کیا اور امین بنایا تو دنیا کے کام میں بہتر طور پر ہمارے امام ہوں گے اسی بنا پر یہ بات طے ہوگئی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا جس دن خلافت ان کے حوالہ کر دی گئی۔ پھر دو روز اختلاف اُٹھ جانے کے بعد دفن کرنے میں گزرے اور نو روز اختلاف خلافت میں گزرے۔ مجموعی طور پر گیارہ روز گزرے اور بارہویں روز بعد اس بات کہ خلافت کا اختلاف اُٹھ چکا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہو چکے تھے۔ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ روح کے لئے اتنا کھانا تیار کیا جو تمام اہل مدینہ کو کافی ہو مدینہ میں یہ شور اُٹھا کہ آج کیا ہے لوگوں نے کہنا شروع کیا۔ آج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرس ہے آج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرس ہے۔ آج رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرس ہے۔ اور بارہویں دن عرس مشہور ہو گیا۔ (ملفوظات یحییٰ منیری ص ۱۱۱، شاہ شرف الدین یحییٰ منیری رضی اللہ عنہ، تفسیر زاہدی۔ ایصال ثواب ص ۱۶۹، ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری)

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین ہر سال شہداء کی قبروں پر جاتے تھے:

اِبْنِ اَبِی شِیْبَۃَ اَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَاتِیُ قُبُوْرُ الشُّھَدَآءِ بِالْاُحُدَ عَلٰی رَاْسِ کُلُ حَوْلٍ.

عَنْ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ کَانَ یَاْتِیُ قُبُوْرُ الشُّھَدَاءِ عَلٰی رَاْسِ کُلِ حَوْلٍ فَیَقُوْلُ سَلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ وَالْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَۃُ ھٰکَذَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ○

ترجمہ: ابن ابی شیبہ نے روایت کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہداء احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ ہر سال شہداء کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے اور ان کو سلام فرماتے تھے اور چاروں خلفاء راشدین بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

عرس مبارک اور شاہ عبدالعزیز دہلوی:

ایں طعن مبنی است بر جہل بہ احوال مطعون علیہ زیرا کہ نمیراز فرائض شرعیہ مقررہ راہیچ کس فرض نمی داند آرے تبرک بقبور وامداد ایشاں بایصال ثواب و تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن وخوب است باجماع علماء وتعین روز عرس برائے آں است کہ آں روز ذکر انتقال ایشاں می باشد از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز کہ ایں عمل واقع شود موجب فلاح ونجات است۔

ترجمہ: یہ طعن لوگوں کے حالات سے خبردار نہ ہونے کی وجہ سے ہے کوئی شخص بھی شریعت کے مقرر کردہ فرائض کے سوا کوئی فرض نہیں جانتا ہاں صالحین کی قبروں سے برکت لینا اور ایصال ثواب اور تلاوت قرآن اور تقسیم شیرینی و طعام

سے ان کی مدد کرنا اجماع علماء سے اچھا ہے عرس کا دن اس لئے مقرر ہے کہ وہ دن ان کی وفات کو یاد دلاتا ہے ورنہ جس دن بھی یہ کام کیا جاوے اچھا ہے۔

(زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح ص ۴۲، شاہ عبدالعزیز دہلوی)

حضرت فاطمہ، حضرت عائشہ، حضرت مولا علی رضی اللہ عنہم، حضرت نصیر الدین چراغ رحمتہ اللہ علیہ کا عرس ہوتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی:

ارشاد شد: عرس کلاں درین ماہ مبارک اند تاریخ سیوم عرس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ و در شانز دھم عرس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ و حضرت علی بتاریخ نوز دھم زخمی شدند و در شب بست یکم رحلت فرمودند و عرس نصیر الدین چراغ دہلی بروز عرس حضرت عائشہ۔

ترجمہ: بڑے عرس اس ماہ مبارک میں ہوتے ہیں اول تیسری تاریخ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عرس ہوتا ہے، دوسرے سولھویں کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عرس ہوتا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ انیسویں تاریخ کو زخمی ہوئے تھے اور اکیس تاریخ کی رات کو رحلت فرمائی اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کا عرس اسی دن ہوتا ہے جس دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا۔

(ملفوظات عزیزی، اردو ص ۱۱۱، فارسی ۵۰، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

جس نیک عمل پر چار پشتوں کا عمل ہو وہ عمل کامل ہو جاتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی:

ارشاد شد کہ در ہر فنے کہ چہار پشت منقضی میگر دند فن بسیار کامل میشود

چنانچہ حضرت یوسف چہار پشت نبی بود تعریف اور دین امر بسیار آمدد بنا بر تصدیق مریدے فرمود کہ چہار پشت در یک فن کمتر بیکطورنی ماند باز فرمود کہ پنج پشت از معین الدین تا نصیر الدین اگر چہ رنگ مختلف داشت لیکن در مرجعیت خلق وشہرہ وقوت حالات بیکطور ماندہ این امر نادراست ہیچ سلسلہ دیگر اتفاق نیفتاد۔

ترجمہ: ارشاد فرمایا کہ جس فن میں چار پشتیں گزر جاتی ہیں وہ فن ہر طرح کامل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام چوتھی پشت میں نبی تھے ان کی تعریف اس امر میں بہت ہے ایک مرید کی تصدیق کی بناء پر فرمایا کہ حضرت معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کی پانچ پشت ہوتی ہیں اگر چہ رنگ اور طور طریقے مختلف ہیں لیکن مرجع خلائق ہونے وشہرت و دوام اور قوت حالات میں یکسانیت موجود رہی اور یہ بڑی عجیب بات ہے اور دوسرے کسی سلسلہ میں یہ عجیب اتفاق نظر نہیں آتا۔

(ملفوظات عزیزی، اردو ص ۱۱۱، فارسی ۵۰، شاہ عبدالعزیز دہلوی)

شاہ صاحب کا اپنے بھائی کے عرس مبارک میں جانا:

بقریب عرس برادر مولوی عبدالقادر خود برقبر والد ماجد و جد وغیرہما تشریف فرما شد اول پیادہ رخت باوجود بعد مسافت در وقت واپس آمدن سوارہ آمد وقبور پیران راکہ جدو پدر ہم بودند از دست بوسیدن و بعد فراغ قرآن و فاتحہ خوش آوازے رافرمود کے چیز از مثنوی مولوی روم بخواند قصہ صدر جہاں بخواند مریدے راوجد درگرفت و دیگر مریداں و خلفاھم متاثر بودند چنانچہ نعرہ زدو قریب اُفتادن بود پیش خود طلبیدہ توجہ میدادو آنمرید سر بر زانو نہاد میگریست چنانچہ بر سرو تاج آن مرید قطرات اشک ولعاب دین ہم چیکدن آن تاج را آندید تبرکا

نگہداشت بعد ازاں آنمرید درخواست کرد کہ حضرت درین وقت دعا فرمانید کہ اوتعالیٰ آنمرید رامحبت پیر باحسن وجہہ نصیب کند وانچہ دادہ ترقی بخشد دعا فرمود کہ ترا مارا فرط محبت خدا نصیب شود آمین یارب العلمین ٥

ترجمہ: ایک دن شاہ صاحب اپنے بھائی مولوی عبدالقادر مرحوم کے عرس کی تقریب میں اپنے والد ماجد اور جدِ امجد کی قبروں پر تشریف لے گئے اور باوجود مسافت بعیدہ کے پاپیادہ تشریف لے گئے اور واپسی میں سواری میں تشریف لائے اور پیروں کی قبروں کو ہاتھ سے بوسہ دیا جن میں آپ کے والد ماجد اور جدِ امجد کی قبریں بھی شامل تھیں اور قرآن شریف اور فاتحہ سے فارغ ہو کر ایک خوش الحان سے فرمایا کہ مولانا روم کی مثنوی سے کچھ سناؤ اس نے صدر جہاں کا قصہ سنایا ایک مرید کو وجد آ گیا اور دوسرے مرید اور خلفاء بھی اس سے متاثر ہوئے اس مرید نے نعرہ لگایا اور قریب تھا کہ گر جائے حضرت نے اپنے پاس بلا کر توجہ دی وہ مرید اپنا سر آپ کے زانو پر رکھے ہوئے روتا رہا اس مرید کے سر اور تاج پر آپ کے قطرات اشک اور لعاب دہن ٹپک گیا اس مرید نے اس تاج کو تبرکاً محفوظ رکھ لیا اس کے بعد مرید نے کہا کہ حضرت اس وقت بندہ کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے پیر کی محبت بدرجہ احسن نصیب فرمائے اور جو کچھ ہے اس میں ترقی عطا فرمائے۔ آپ نے دعا فرمائی کہ مجھ کو اور تجھ کو خدا کی محبت زیادہ نصیب ہو آمین۔ یارب العلمین۔

(ملفوظات عزیزی، اردو، ص ۹۷، فارسی ۱۱۱، شاہ عبدالعزیز دہلوی)

ہر سال حاضری و زیارت قبور کیلئے جانا سرکار ﷺ سے ثابت ہے:

عن عباد بن ابی صالح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم کان یاتی قبور الشھداء باحد علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار قال وجاء ھا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ عنھم فلما قدم معاویۃ بن ابی سفیان حاجاجاء ھم قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا واجہ الشعب قال سلام علیکم بما صبرتم فنعم اجر العاملینo

ترجمہ: حضرت عباد بن ابی صالح سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ احد کے شہداء کی قبروں کی زیارت کے لئے ہر سال شروع میں تشریف لاتے اور سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار فرماتے راوی نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہم تشریف لائے اور مدینہ منورہ گئے تو ان شہداء کے پاس آئے راوی کا بیان ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھاٹی کے سامنے آئے تو السلام علیکم بما صبرتم فنعم اجر العاملین فرماتے۔ (وفاء الوفا ج ۲، ص ۱۱۲)

علامہ رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ کان یاتی قبور الشھداء راس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ھکذا کانو یفعلونo

ترجمہ: حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہداء کی قبروں پر تشریف لاتے تھے اور السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار فرماتے اور خلفاء اربعہ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

(تفسیر کبیر، ج ۵، ص ۲۹۵، علامہ رازی رحمتہ اللہ علیہ)

عرس مبارک اور مولوی عبدالحی:

سوال: سال بھر کے بعد عرس کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: صاحب تفسیر مظہری نے ناجائز لکھا ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ماثبت من السنہ میں اپنے شیخ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ عرس زمانہ سلف میں نہ تھا۔ متاخرین کے مستحسنات سے ہے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے مکاتیب میں لکھتے ہیں اور تعین عرس اس لئے ہے کہ وہ دن ان کی موت کو یاد دلاتا ہے کہ آج کی تاریخ یہ صاحب دنیا سے رخصت ہوئے ورنہ جس دن عرس کیا جائے فلاح ونجات کا باعث ہے۔

اخرج ابن جرید عن محمد بن ابراھیم قال کان النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یاتی قبور الشھداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقی الدار وابوبکر و عمر و عثمان معہ

یعنی ابن جرید نے محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال کے شروع میں قبور شہداء پر جاتے اور سلام آہ تم پر سلامتی ہو اس لئے کہ تم نے صبر کیا پس دار آخرت بھی کیا خوب ہے فرماتے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم آپ کے ہمراہ ہوتے۔

(مجموعۃ الفتاویٰ ص ۲۳۹، مولوی عبدالحی)

عرس مبارک اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی:

حضرت ایشان فرمودند کہ من یک تن دیدہ ام کہ خلیفہ خواجہ بیرنگ بود ہیرے نورانی سخت باقیمت بشیخ معروف عرس کردے ومن شش ہفت سالہ بودم درعرس حاضر شدمی کاتب حروف گوید آں پیر باقیمت نعمت اللہ نام داشت۔

ترجمہ: شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک شخص کو دیکھا جو خلیفہ خواجہ بیرنگ تھے۔ پیر نورانی باقیمت شیخ معروف کا عرس کرتے تھے اور میں چھ سات سال کا تھا کہ عرس میں حاضر ہوا میں کہتا ہوں کہ پیر باقیمت کا نام نعمت اللہ تھا۔ (انفاس العارفین ص ۲۸، شاہ ولی اللہ دہلوی)

عرس مبارک کا لنگر پکانا:

خواجہ گاہے عرس خواجہ محمد باقی می کردند حضرت ایشاں می فرمودند بار ہا دیدہ ام کسے پیش ایشاں می آید و میگوئد برنج برذمہ من دیگرے میگوید گوشت بر ذمہ من دیگرے میگوید فلاں قوال را من می آرم۔

ترجمہ: خواجہ کبھی عرس خواجہ محمد باقی کا کرتے تھے وہ حضرت (شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبدالرحیم) فرماتے ہیں کہ میں نے بار ہا دیکھا کہ کوئی آپ کے سامنے آ کر کہتا کہ چاول میرے ذمہ ہے دوسرا کہتا گوشت میرے ذمہ ہے تیسرا کہتا کہ فلاں قوال کو میں لاؤں گا۔ (انفاس العارفین ص ۱۴، شاہ ولی اللہ دہلوی)

مولوی اسماعیل دہلوی اور عرس مبارک کا ثبوت:

پس ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا میشود و ثواب آں بروح کسے از گزشتگان برساند و طریق رسانیدن آن دعائے خیر بجناب الٰہی است پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است و دیگر آں کس ثواب بروحس میرساند از اہل حقوق اوست بہ مقدار حق وے خوبی رسانیدن ایں ثواب زیادہ تر خواہد شد پس درخوبی ایں قدر امراز امور مرسومہ و اعراس و نذر و نیاز شک و شبہ نیست۔

ترجمہ: ہر عبادت جو کہ مسلمان سے ادا کر سکے اس کا ثواب موتہ کو پہنچاوے اور اس کے پہنچانے کا طریقہ جناب الٰہی میں دعا خیر کرنا ہے پس یہ خود بہت اور بہت

اچھا ہے اور اگر وہ شخص اس کے حقداروں سے ہے تو جس کے روح کو ثواب پہنچانا ہے تو اسی صورت میں بقدر اس کے حق کے خوبی پہنچانا زیادہ تر ثواب کا موجب ہے پس فاتحہ وعرس اولیاء اللہ اور ان کی نذر و نیاز اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔
(صراط مستقیم، فارسی ص ۵۵، اردو ص ۷۶، شاہ اسماعیل دہلوی)

عرس مبارک جائز ہے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ:

عالم دیو بندیت کے پیر ومرشد اور ہادی اور روحانی پیشوا فرماتے ہیں۔
لفظ عروس ماخوذ اس حدیث سے ہے نم کنومۃ العروس یعنی بندہ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الٰہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھ کر کون عروسی ہو گی چونکہ ایصال ثواب بروحِ اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازدیادِ محبت و تذاید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اس میں جس سے عقیدت ہو اس کی غلامی اختیار کرے اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جائے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار مخفیہ ہیں ان کا اظہار ضروری نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اس لئے تجدید حال اور از دیاد ذوق وشوق کے لئے کچھ سماع بھی ہونے لگا پس اصل عرس کی اس قدر ہے اور اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہو گا۔ (شمائم امدادیہ ص ۶۸، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، فیصلہ ہفت مسئلہ، کلیات امدادیہ

ص ۸۲، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)

شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک کا واقعہ:

افادہ ایک روز حضرت بزرگ قدس سرہ (شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ) کے عرس کی محفل تھی حضرت اقدس مزار پُر اسرار پر تشریف فرما تھے ناگاہ حق سبحانہ نے حضرت اقدس کو یہ الہام فرمایا کہ اس بات کی لوگوں کو تبلیغ کر دو اور وہ یہ ہے کہ یہ فقیر مختلف نسبتیں رکھتا ہے ایک زبان سے وہ ولی اللہ بن عبدالرحیم ہے دوسری سے انسان ہے تیسری سے حیوان چوتھی سے نامی ہے پانچویں سے جسم چھٹی سے جوہر اور زبان، آخر سے ہست ہے۔

(القول الجلی ص ۱۴۶، مولوی محمد عاشق پھلتی)

عرس غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں صحابہ کرام اور اولیاء کرام کی شرکت:

درمنا می دیدم کہ درصحرای وسیع چبوترہ ایست کلاں و اولیاء بسیار در آنجا حلقہ مراقبہ دارند ودروسط حلقہ حضرت خواجہ نقشبند دوزانو وحضرت جنید قدس اللہ اسرارھما مجتبیٰ نشستہ اند و آثار استغنا از ماسوا وکیفیات حالات فنا بر سید الطائفہ ظاہر مست ہمہ کس از انجابر خاستند گفتم کجا مہروند کسی گفت باستقبال امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پس حضرت امیر تشریف فرما شدند شخصی گلیم پوش سرپا برہنہ رولیدہ موہمراہ حضرت امیر نمودار گشت آنحضرت دستش دردست خود بکمال تواضع و تعظیم گرفتہ اند گفتم این کیست کسی گفت خبر التابعین اویس قرنی است انجا حجرہ مصفا درکمال نورانیت ظاہر شد ہمہ عزیزان درآں حجرہ درآمدند گفتم کجارفتند کسی گفت امروز عرس غوث الثقلین ست بتقریب عرس تشریف بروند۔

ترجمہ: میں نے خواب میں ایک چبوترہ دیکھا جس میں بہت اولیاء اللہ حلقہ

باندھ کر مراقبہ میں بیٹھے ہیں اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبندی رضی اللہ عنہ دو زانو اور حضرت جنید رضی اللہ عنہ تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں ۔ استغناء ماسوا اللہ اور کیفیات فناہ آپس میں جلوہ نما ہیں میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ معاملہ کیا ہے تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ ہم امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے استقبال کے لئے جا رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ ایک گلیم پوش سر اور پاؤں سے برہنہ ژولیدہ بال ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ کو نہایت عزت کے ساتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ کون ہیں تو جواب ملا کہ یہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر ایک حجرہ ظاہر ہوا جو نہایت ہی صاف تھا اور اس پر نور کی بارش ہو رہی تھی یہ تمام باکمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے میں نے اس کی وجہ پوچھی تو ایک شخص نے کہا۔

امروز عرس غوث الثقلین است بتقریب عرس بروز۔

آج غوث اعظم کا عرس مبارک ہے اور اس کی تقریب میں آئے ہیں۔

(کلمات طیبات ص ۷۷، شاہ ولی اللہ دہلوی، مقامات مظہری، ص ٦٧، بحوالہ گیارہویں شریف)

حضرت ہود علیہ السلام کا عرس مبارک ہوتا ہے:

موجودہ شہر مُکلا سے تقریباً ۱۲۵ میل کے فاصلے پر شمال کی جانب حضر موت میں ایک مقام ہے جہاں لوگوں نے حضرت ہود علیہ السلام کا مزار بنا رکھا ہے اور وہ قبر ہود کے نام ہی سے مشہور ہے۔ ہر سال ۱۵ شعبان کو وہاں عرس ہوتا ہے اور عرب کے مختلف حصوں سے ہزاروں آدمی وہاں جمع ہوتے ہیں۔

(تفہیم القرآن ج ۴، ص ٦١۵ ، سید ابوالاعلیٰ مودودی)

دن مقرر کرنا:

دیو بندیوں اور وہابیوں کے نزدیک دن مقرر کرنا منع ہے اور حرام تک کہہ دیتے ہیں اور اہلسنت و جماعت کے نزدیک دن مقرر کرنا جائز ہے اور اس کے بغیر گزارہ نہیں کیونکہ شادی کے لئے جلسہ کے لئے تقریر کے لئے دن مقرر کرنا جیسے تبلیغی جماعت کے لئے رائیونڈ میں اجتماع کا دن مقرر ہے جشن دیو بند کے لئے دن مقرر ہوا غائبانہ نماز جنازہ کے لئے پہلے ہی دن سے مقرر کر کے اشتہار لگ جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

تو اب پتہ چلا کہ دن مقرر کرنے میں ہزار ہا فائدے ہیں۔

قرآن پاک میں ہے۔

(۱) وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ. (پ ۱۳، ع ۱۳)

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔

(۲) وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ. (پ ۲، ع ۲)

ترجمہ: اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں۔

(۳) قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ○

(ص ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۱۵۵)

ترجمہ: فرمایا یہ ناقہ ہے۔ ایک دن اس کے پینے کی باری اور ایک معین دن تمہاری باری۔

(۴) وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ. (پ ۲۴، سورۃ السجدہ آیت ۱۰)

ترجمہ: اور اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب ملا کر چار دن ہیں۔

مقرر دنوں میں روزہ رکھنا:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ الْاُثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ٥

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۹، ابو داؤد شریف ج ۱، ص ۲۴۲، جامع ترمذی، ج ۱، ص ۹۳)

سرکار جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے:

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكٍ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ٥

ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعرات کے دن غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے اور آپ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۳۸، کنز العمال ج ۳، ص ۷۲،
اشعۃ اللمعات ج ۳، فارسی ص ۳۷۱)

تیرہویں، چودہویں، پندرہویں کو روزے رکھنا:

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَصُمْ ثَلٰثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ.

ترجمہ: اگر تو روزہ رکھنا چاہے تو مہینہ میں تین دن کے روزے رکھ۔ یہ مہینہ کی

تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں کو۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۰، جامع ترمذی ج ۱، ص ۹۵)

دن مقرر کر کے نیاز پکانا:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے مسلمانوں میں ایک عورت جو نالے کے پانی سے اپنے کھیت میں چقندر بوتی تھی تو جب جمعہ کا دن ہوتا چقندر کی جڑیں علیحدہ کر کے دیگچی میں ڈالتی اور اس پر ایک مٹھی بھر جو ڈال کر تمام کو (نیاز) پکاتی تو چقندر کی جڑیں اس میں گوشت کے قائمقام ہوتیں جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو ہم اس عورت پر السلام علیکم کرنے جاتے تو اس طعام کو وہ ہمارے سامنے قریب کر دیتی تو ہم اس کو چاہتے اور ہر جمعہ کے دن ہم اس کھانے کے متمنی ہوتے۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۲۸)

اس سے تین مسائل ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) مقرر دن میں نیاز پکانا۔

(۲) برکت والے دن کا مقرر کرنا۔

(۳) نیاز کھانے والے کا نیاز کا متمنی ہونا۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی ...... دن مقرر کرنا جائز ہے:

یک روز معین کردہ (الی ان قال) بہیئت اجتماعیہ مدد مان کثیر جمع شوند ختم کلام اللہ کنند وفاتحہ برشیرینی یا طعام نمودہ تقسیم درمیان حاضران نمایند ایں قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا وخلفاء راشدین نبود اگر کسے ایں طور کند باک نیست زیرا کہ دریں قسم قبح نیست بلکہ فائدہ احیا و اموات را حاصل مے شود۔

ترجمہ: کوئی ایک دن معین کر کے اجتماعی طریقہ سے بہت سے لوگ جمع ہوں اور قرآن ختم کریں مٹھائی یا کھانے پر فاتحہ پڑھ کر اسے حاضرین میں تقسیم کریں

ختم کا کام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانے میں
ہوا تاہم اگر کوئی ایسا کام کرے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اس میں زندوں اور
ں دونوں کے لئے ثواب کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

(فارسی فتاویٰ عزیزی ج ا، ص ۴۸، اردو ص ۱۷۷)

نڈوں کا ختم اصل ایصال ثواب ہی ہے:

(۱) بائیس رجب کو کونڈوں کا ختم دلایا جاتا ہے اور وہ جائز ہے بغیر کسی عذر کے ان کے ناجائز ہونے کی کوئی شرعی دلیل نہیں۔

(۲) کونڈے، ایصال ثواب کا ایک طریقہ ہے جس کا حق اور درست ہونا اور جائز ہونا پہلے قرآن وحدیث اور صالحین اور بزرگان دین کے اقوال سے ثابت کر چکے ہیں اور منکروں کے حوالوں سے بھی مزین کر چکے ہیں اور خود کونڈوں کے مخالفین بھی ایصال ثواب کے قائل ہیں۔

نوٹ:۔ اہلسنت وجماعت کے کسی معتبر علماء کرام میں سے کسی نے بھی کونڈوں کے ایصال ثواب کو منع نہیں فرمایا اور نہ کوئی منکر ہی کوئی شرعی دلیل دے سکا ہے اور اگر کوئی دلیل ہے تو پیش کریں ورنہ لوگوں کو اس نیک عمل سے منع نہ کریں کیونکہ شریعت کا یہ اصول ہے کہ جس کام کی ممانعت کی دلیل نہ ہو وہ کام جائز ہے اور مخالفین کے فتوے بھی اسی طرح ہیں۔

جس بات کی ممانعت نہ آئی ہو وہ جائز ہے...... وہابی:

سوال: خطیب خطبہ کر رہا ہے اس حالت میں السلام علیکم کہنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: خطبہ میں السلام علیکم کہہ دے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اس کے جواب سے خطبہ کا سماع فوت نہیں ہوتا پھر اشارہ سے بھی جواب ہوسکتا ہے۔ حالت وضو

میں بات چیت کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ کسی حدیث میں ممانعت نہیں آئی ہاں فضول باتوں سے پرہیز چاہیے۔

(فتاویٰ اہلحدیث ج ۲، ص ۲۹، مولوی عبداللہ روپڑی وہابی)

عورت کا دودھ پینا جائز ہے:

سوال: کیا عورت کا دودھ پینا مطلقاً حرام ہے سوائے رضیع کے۔

جواب: حرام نہیں کہہ سکتے۔ حرمت کی کوئی دلیل نہیں ملی۔

(فتاویٰ اہلحدیث ج ۲، ص ۴۲۶، مولوی عبداللہ روپڑی وہابی)

سوال: کیا عورت کے دودھ کو دواءً استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب: جب حرمت کی کوئی دلیل نہیں تو بلاشبہ درست ہے۔

(فتاویٰ اہلحدیث ج ۲، ص ۴۲۶، مولوی عبداللہ روپڑی)

جس چیز کی حرمت ثابت نہ ہو وہ حلال ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ص ۸۱۰، جلد اول، مولوی ثناء اللہ امرتسری)

جس کی حرمت ثابت نہ ہو وہ حلال ہے:

بکری وغیرہ جتنے جانور حلال ہیں ان کے تمام اجزاء حلال ہیں ان کی کوئی چیز حرام نہیں ہے ہاں دم مسفوح البتہ حرام ہے کہ اس کی حرمت صریح قرآن مجید میں آئی ہے اس کے سوا باقی اور تمام چیزیں حلال ہیں کیونکہ ان کی حرمت ثابت نہیں۔

(فتاویٰ نذیریہ ج ۳، ص ۳۲۰، مولوی نذیر حسین وہابی غیر مقلد)

ایصال ثواب کا ہر طریقہ جائز ہے...... حاجی امداد اللہ مہاجر کی:

گیارہویں، دسویں، بیسویں، چہلم، ششماہی، سالانہ وغیرہ اور تو

احمد عبدالحق ردولوی، اور سہ منی حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ، کلیات امدادیہ ص ۸۲، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ)

چیلنج:

ہم تمام منکروں کو چیلنج کرتے ہیں کہ پہلے تو ممانعت کی کوئی دلیل لاؤ تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم ایصال ثواب کا ہر طریقہ چھوڑ دیں گے اور اگر آپ دلیل نہ لا سکے اور ہرگز نہ لا سکو گے تو یہ کام جائز ہے کیونکہ پیچھے منکروں کے فتوے گزر چکے ہیں کہ جب تک ممانعت کی کوئی دلیل نہ ہو تو منع نہیں ہے۔

اور تمام دیوبندیوں کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بھی ایصال ثواب کے ہر طریقے کو جائز قرار دے رہے ہیں تو جناب اب ایسی دلیل لائیں کہ تمام ختم جائز ہو جائیں اور کونڈوں کا ختم ناجائز ہو جائے۔

نماز عیدین کے بعد دعا ثابت نہیں مگر جائز ہے:

بعد نماز عیدین کے یا خطبہ کے بعد دعا مانگنا گو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں مگر چونکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہو گا۔ (بہشتی گوہر ص ۵۵۸، مولوی اشرف تھانوی دیوبندی، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵، ص ۲۲۵، مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی)

خلاصہ: یہ کہ کسی چیز کی اصل کے شریعت مطہرہ سے ثابت ہو جانے کے بعد۔ علماء دیوبند اور علماء وہابیہ غیر مقلدین بھی مانتے ہیں کہ اس کے جواز کے ثبوت کے لئے مزید کسی علیحدہ دلیل کی ضرورت نہیں رہتی پس کونڈوں کی اصل ایصال ثواب

کا ثابت ہونا ان کے جواز کے ثبوت کے لئے کافی ہے جس کے بعد کسی علیحدہ خصوصی دلیل کی ہرگز حاجت نہیں جبکہ ان کی ممانعت کی بھی کوئی شرعی دلیل نہیں۔

بعض اہم باتوں کی وضاحت:

بائیس رجب کے کونڈے ہوں یا ایصال ثواب کا کوئی اور طریقہ ہو ان میں سے کسی کے جائز ہونے کے لئے شریعت مطہرہ نے نہ تو کسی تاریخ کو لازمی قرار دیا ہے اور نہ ہی اس کیلئے مخصوص کھانے کا حکم دیا ہے بلکہ ایصال ثواب ہر وقت اور ہر حلال چیز پر جائز ہے اور ایصال ثواب کا کھانا ہر کوئی کھا سکتا ہے اور ہر جگہ لے جا سکتا ہے اور اس میں جو جہلا کچھ شرائط لگاتے ہیں وہ کوئی بھی نہیں ہے۔

البتہ: ان تمام شخصیات کا اہتمام کسی جائز مقصد کے پیش نظر ہو مثلاً ایصال ثواب کی تاریخ اس لئے مقرر کی کہ دوست واحباب کا اجتماع سہولت سے ہو جائے گا اور اس میں تلاوت قرآن پاک وغیرہ بھی بکثرت اور آسانی سے ہو سکے گی۔

حلوہ ہی کا اہتمام...... کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے:

کونڈوں کے ختم میں اور دیگر ایصال ثواب کے اہتمام میں بھی میٹھے کا یعنی حلوہ، کھیر، فروٹ، بدانہ، مٹھائی وغیرہ کا اہتمام کافی ہوتا ہے کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحب الحلوا والعسل.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ حلوے اور شہد کو زیادہ محبوب رکھتے تھے۔

(ابن ماجہ ص ۲۴۶)

پراٹھا یا پوری گھی کی تیار کی ہوئی سرکار علیہ کو پسند ہے:

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذات یوم و دت لو ان عندنا خبزۃ بیضاء من برۃ سمراء ملبقۃ بسمن ناکلھا.

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میرا دلی ارادہ ہے کہ اگر ہمارے پاس پراٹھا گھی کا گندھا ہوا ہو تو کھائیں۔ (ابن ماجہ ص ۲۴۷)

کیوں جناب معلوم ہوا کہ جب حلوہ و پراٹھا اور میٹھا سرکار کو پسند ہے تو امتی ہونے کے ناطے ہمیں بھی پسند ہونا چاہیے اسی لئے ایصال ثواب میں کثرت سے میٹھا استعمال ہوتا ہے اور ایصال ثواب ہر حلال چیز پر جائز ہے۔

کونڈا کرنا جائز ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی:

سوال: کونڈا کرنا حضرت کا اور صحنک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور کھچڑا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور توشہ شاہ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ کا اور دلیا خواجہ خضر کا کرنا اور ان کھانوں کی خصوصیت کرنی کیسی ہے؟

جواب: ایصال ثواب بلا قید طعام وایام کے مندوب ہے اور قید و تخصیص یوم کی اور تخصیص طعام بدعت ہے اگر تخصیص کے ساتھ ایصال ثواب ہو تو حرام نہیں ہوتا گو اس تخصیص کی وجہ سے معصیت ہوتی ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۸، مولوی رشید احمد گنگوہی)

نوٹ:۔ ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے گیارہویں، دسویں، بیسویں، چہلم، ششماہی، سالانہ وغیرہ حاجی مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ سے ثابت ہوئے اور کونڈ

مولوی رشید احمد گنگوہی سے اور حلوہ، پراٹھا اور میٹھا حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا تو اب بھی اعتراض ہم پر ہے بڑا افسوس ہے تو منکروں کو چاہیے اپنے گھر کی تلاشی لیں باہر بات بعد میں کریں فقط مشورہ ہے سختی نہیں۔

کونڈوں کی ایجاد شیعوں کی نہیں ہے:

کونڈا کے معنی (۱) آٹا گوندھنے کا مٹی کا برتن (۲) نذر و نیاز کی شیرینی۔ (۳) کسی ولی کی نیاز کا کھانا۔ اردو ڈکشنری فرہنگ آصفیہ ج ۲، ص ۵۹۷، مولانا سعید احمد دہلوی ۱۸۷۸ء کی لکھی ہوئی۔

کہاں ہیں وہ منکر جو کونڈوں کو ۱۹۰۶ء کی ایجاد بتاتے ہیں اور صاحب ڈکشنری فرہنگ آصفیہ ۱۸۷۸ء میں ایصال ثواب کا نام دیتے ہیں خدا ہدایت دے۔

اعتراض:

شیعہ بائیس رجب کو امام جعفر صادق کے ایصال ثواب کے بہانے دراصل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات میں کونڈے کرتے اور حلوہ پوریاں کھا کر ان کی وفات پر جشن مناتے ہیں کیونکہ اسی تاریخ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہے۔

جواب: سب سے پہلے تو وہابیوں دیوبندیوں کو چاہیے باقی ختم گیارہویں شریف، عرس مبارک، دس محرم کا ختم، بارہ ربیع الاول کا جلوس وغیرہ تو کریں وہ تو شیعوں کی ایجاد نہیں ہے مگر ہیں ہی ہر چیز کے منکر ان کو کونڈوں کے ختم سے عداوت نہیں بلکہ مکمل طور پر ہر ختم کے منکر ہیں تو انہیں ایصال ثواب سے کیا غرض یہ ہمارا عمل ہے ہم کریں یا نہ کریں یہ کوئی ذمہ دار نہیں ہیں اور باقی رہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وفات کی تاریخ یہ اس میں اختلاف ہے۔

ہاں: اس پر مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رجب کے مہینہ میں وفات پائی تھی لیکن کس تاریخ کو وفات پائی قطعی طور پر اس کے بارے میں کچھ ثابت نہیں۔ اور اس تاریخ کو وفات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ثابت کر کے کونڈوں کے ختم سے منع کرنا صراحۃً کذب بیانی اور ضد اور عناد اور منافقت ہے۔

حضرت امیر معاویہ کی تاریخ وفات......اقوال کی تفصیل:

(۱) علامہ سعد بن ابراہیم اور ہشام کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یکم رجب کو وفات پائی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸، ص ۱۱۶)

(۲) علامہ لیث نے فرمایا کہ آپ کی وفات چہارم رجب کو ہوئی۔

(۳) علماء کی ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ آپ کی وفات پندرہویں رجب کو ہوئی۔ (الاصابہ ج ۳، ص ۴۱۴۔ ابن خلدون، ج ۳، ص ۴۲)

(۴) رجب کی پچیسویں یا چھبیسویں کو وفات ہوئی۔
تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب علامہ ابن عبدالبر اندلسی۔

(۵) یکم رجب کو پندرہویں رجب کو اور تیسرا قول کہ رجب کی آٹھ راتیں باقی تھی تو وفات ہوئی۔

(تاریخ طبری ج ۴، ص ۲۳۹، امام محمد بن جریر طبری بحوالہ کونڈوں کی شرعی حیثیت، مفتی عبدالمجید سعیدی)

تعزیت کا حکم:

اگر کسی کا کوئی رشتہ دار فوت ہو جائے تو اس کی تعزیت کے لئے جانا اور

اس کو صبر دلانا حدیث مبارکہ سے ثابت اور باعثِ اجر وثواب ہے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عن عبد الله عن النبی صلی الله علیه و آله وسلم قال من عندی مصاباقله مثل اجره ٥

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو مصیبت کی حالت میں صبر دلائے گا اور وہ مصیبت زدہ اس کے کہنے پر صبر کرے گا تو اس صبر دلانے والے کو بھی اس صبر کرنے والے کی مثل اجر ملے گا۔

(ترمذی ج ا،ص ۱۲۷، ابن ماجہ ص ۱۱۶)

عزت کا جوڑا:

حضرت عبداللہ ابن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن الحزم سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے اپنے باپ اور دادا کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔

انه سمع النبی صلی الله علیه و آله وسلم یقول من عزی اخاه المومن من مصیبة کساه الله حلل الکرامة یوم القیمة.

ترجمہ: محمد بن عمرو بن حزم کے دادا جان بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے مومن بھائی کی مصیبت میں اس کو تسلی دیتا ہے اور صبر پر برانگیختہ کرتا ہے اور اس کے لئے اجر عظیم کی دعا کرتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے عزت وکرامت کا جنتی لباس پہنائے گا۔ (ابن ماجہ ص ۱۱۶، تحفۃ الاحوذی ج ۲،ص ۱۶۴)

عمدۃ القاری شرح بخاری:

علامہ بدر الدین عینی رحمتہ اللہ علیہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں باب من جلس عند المصیبۃ یعرف فیہ الحزن سے مستفاد ہونے والے مسائل میں تحریر فرماتے ہیں۔

فیہ جواز الجلوس للعزاء بسکینہ ووقار وفیہ الحث علی الصبر.

ترجمہ: اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ سکونت ووقار کے ساتھ تعزیت کے لئے بیٹھنا جائز ہے۔ نیز تعزیت کرنا اور میت کے گھر والوں کو صبر کی تلقین کرنا جائز ہے۔ (عمدۃ القاری ص ۹۴، بدر الدین عینی)

میت کے اہل خانہ کے لئے کھانا تیار کرنا:

اگر کسی کا کوئی آدمی فوت ہو جائے تو قریبی رشتہ داروں کا میت کے اہل خانہ کے لئے کھانا پکا کر لے جانا ان کی مدد اور ان کی دل جوئی کے لئے جائز بلکہ سنت ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ:

قال لما جاء نعی جعفر طیار رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصغرا لال جعفر طعامافانہ قداناھم امریشغلھم.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد گرامی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آل جعفر کے لئے کھانا تیار کرو۔ کیونکہ انہیں ایسی خبر پہنچی ہے جس نے ان کو کھانا پکانے سے غافل کر دیا ہے۔ (المغنی ج ۲، ص ۲۱۵)

جس کا بچہ فوت ہو جائے:

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم من کان لہ فرطان من امتی ادخلہ اللہ بھما الجنۃ فقالت عائشہ فمن کان لہ فرط یا موفقۃ فقالت فمن لم یکن لہ من امتک قال فانا فرط امتی لن یصابوا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں جس کے دو یا تین بچے حتیٰ کہ اگر ایک بھی فوت ہو گیا وہ اس کے لئے فرط ہوں گے یعنی پیشرو شفاعت کرنے والا بخشش کا سامان ہوگا عرض کی گئی جس کا کوئی بھی نہ ہو فرمایا اس کا میں ہی پیشرو ہوں گا اسے میں ساتھ لے جاؤں گا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۱)

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعزیت فرمانا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے بیٹے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غمگین ہونے اور مختلف باتیں کرنے پر پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے تعزیتی الفاظ کے طور پر ان کو تسلی و تشفی فرماتے ہوئے فرمایا۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ان شئت دعوت اللہ تعالٰی فاسمعک صوتہ قالت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم بل صدق اللہ ورسولہ٥

ترجمہ: آپ نے فرمایا اگر تو خدیجہ چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں اور تم اس کی آواز سن لو کہ وہ تو جنت میں خوشی میں دودھ پی رہا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی

اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے یقین ہے کہ اللہ اور اس کے پیارے رسول نے جو کچھ فرمایا وہ سچ ہے۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۰۹)

مجلس میں احباب کو کہنا کہ دعا کرو...... دوسرے یا تیسرے دن:

حضرت سیدنا ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی رسول ہیں یہ وہی صحابی ہیں جن کی توبہ کے متعلق پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ماعز کی توبہ کو تمام امت پر تقسیم کیا جائے تو اسے کافی ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ ان کے انتقال فرمانے کے بعد دوسرے یا تیسرے دن حضرات صحابہ کرام ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔

جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وھم جلوس فسلم ثم جلس فقال استغفروا الماعزا بن مالک قال فقالوا غفر اللہ لما عز ابن مالک.

ترجمہ: چند احباب بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور سلام فرمانے کے بعد آپ صحابہ کرام میں بیٹھ گئے آپ بیٹھنے کے بعد فرمانے لگے اے اصحاب ماعزا بن مالک کے لئے استغفار بخشش کی دعا کرو تمام اصحاب نے مل کر اللہ کی بارگاہ میں مغفرت کی دعا مانگی۔ عرض کی اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کی بخشش فرمائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کی گئی۔

(مسلم شریف ج ۲، ص ۶۸)

میت کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا:

جب حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی۔

فتوضا منہ ثم رفع یدیہ ثم قال اللھم اغفر لعبید ابی عامر حتی رایت بیاض ابطیہ ثم قال اللھم اجعلہ یوم القیمہ فوق کثیر من خلقک۔

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمانے کے بعد دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اے اللہ عبید ابی عامر کی بخشش فرما دے۔ اے اللہ قیامت کے دن اپنی بہت سی مخلوق پر بلند مقام عطا فرما۔ (صحیح مسلم ج ۲، ص ۳۰۳)

قارئین کرام: آپ نے فوت شدگان کی مغفرت کے لئے دعا کرنا و تعزیت کرنا دوسرے تیسرے دن جا کر بیٹھے ہوئے احباب کو کہنا کہ مرحوم کے لئے دعا کرو پھر مل کر مرنے والے کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا۔ اجتماعی دعا کرنے وغیرہ تمام کا ثبوت قرآن و حدیث سے پڑھ چکے ہیں۔ الحمد اللہ۔

اب ہم بار بار دعا کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں احباب مطالعہ فرمائیں انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔

بار بار دعا کرنا بہت اعلیٰ ہے حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں مستقل باب باندھا ہے جس کا نام تکریر الدعا۔ یعنی بار بار دعا کرنا اسی باب کے تحت لکھا ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک دعا کو بار بار کرتے تھے۔ طویل حدیث پاک کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ فدعا و دعا وساق الحدیث (بخاری شریف ج ۲، ص ۹۴۵)

سرکار کو تین بار دعا مانگنا پسند تھا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کان احب الدعاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یدعوا ثلاثا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین بار دعا مانگنا پسند تھا۔ (مسلم ج ۲،ص ۱۰۸، ۱۰۹)

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ:

منکرین ایصال ثواب یعنی دیوبندی وہابی حضرات وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں اولیاء اللہ کی ارواح کو ایصال ثواب کرنے والے جانور کو بھی شامل کر کے حرام کہتے ہیں۔ اہلسنت و جماعت اور جمہور علماء کرام و مفسرین کرام بتوں اور وقت ذبح کی قید لگا کر جانور کو حلال قرار دیتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فیصلہ:

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اِسْمِ اللّٰهِ عَمَدَ الْلَاصْنَامِ٥

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور اللہ کے نام کے سوا عمداً بتوں کیلئے ذبح کرنا۔

تفسیر ابن عباس، سورۃ بقرہ۔

(۲) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَمَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى مُتَعَمِّدًا٥

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور عمداً اللہ کے نام کے سوا ذبح کرنا۔

(تفسیر ابن عباس، سورۃ المائدہ)

(۳) اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ذُبِحَ لِغَيْرِ اِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى مُتَعَمِّدًا٥

ترجمہ: اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ دانستہ اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا ذبح کرنا۔

(تفسیر ابن عباس، سورۃ الانعام)

(۴) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَمَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اِسْمِ اللّٰهِ عَمَدًا٥

ترجمہ: اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور اللہ تعالیٰ کے نام سے سوا عمداً ذبح کرنا۔

(تفسیر ابن عباس، سورۃ النحل)

امام عبدالرحمٰن بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:

امام المفسرین عبدالرحمٰن بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ رَفْعُ بِهِ الصَّوْتِ عِنْدَ ذَبْحِهٖ لِلصَّنَمِ ۝

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی وہ چیز جس کو بت کے لئے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کی گئی ہو۔ (تفسیر بیضاوی)

حضرت ربیع بن انس اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا عقیدہ:

حضرت ربیع بن انس اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ قَالَ الرَّبِيْعُ ابْنُ اَنَسٍ مَاذُكِرَ عِنْدَ ذَبْحِهٖ اِسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ ۝

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ربیع بن انس فرماتے ہیں کہ وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔ (تفسیر مظہری)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

حضرت امام محمد آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُرَادُ الذَّبْحُ عَلٰى اِسْمِ الْاَصْنَامِ

ترجمہ: اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ سے بتوں کے نام پر ذبح کرنا مراد ہے۔ (تفسیر روح المعانی)

عمدۃ المفسرین امام علی بن محمد خازن کا عقیدہ:

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ يَعْنِىْ مَا ذُكِرَ عَلٰى ذِبْحِهٖ غَيْرُ اِسْمِ اللّٰهِ وَذَالِكَ اِنَّ الْعَرَبَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَذْكُرُوْنَ اَسْمَآءَ اَصْنَامِهِمْ عِنْدَ

الذِّبحِ فَحَرَّمَ اللّٰهَ ذَالِکَ بِھٰذَا الْاٰیَۃِ ○

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِہٖ وہ جانور جن کے ذبح کرنے پر غیر اللہ کا نام لیا جائے اور وہ یہ ہے کہ عرب جاہلیت میں ذبح کرنے کے وقت اپنے بتوں کا نام لیا کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اس کو حرام کر دیا۔ (تفسیر خازن)

امام نسفی رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ:

وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِہٖ اِیْ رَفَعَ الصَّوْتِ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ وَھُوَ قَوْلُھُمْ بِاِسْمِ الَّاتِ وَالْعُزّٰی عِنْدَ ذِبْحِہٖ○

ترجمہ: امام عبداللہ بن احمد نسفی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِہٖ یعنی غیر اللہ کے لئے آواز بلند کرنا اور وہ کفار ذبح کرتے وقت کہتے تھے لات اور عزیٰ کے نام سے ذبح کرتے تھے۔ (تفسیر مدارک)

وَمَا اُهِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ مَا ذُکِرَ اِسْمِ غَیْرُ اللّٰهِ عِنْدَ الْذِبْحِ ○

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ جو نام ذکر کیا غیر اللہ کا وقت ذبح کے۔ (تفسیر جامع البیان)

وَمَا اُهِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ وَمِنَ الْمَذْبُوْحِ لِغَیْرِ اللّٰهِ○

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ اور جو ذبح کیا گیا ہو واسطے غیر اللہ کے۔ (تاج التفاسیر)

امام راغب اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ:

وقولہ. وَمَا اُهِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ وَاِیْ مَاذُکِرَ غَیْرَ اِسْمِ اللّٰهِ وَھُوَ ماکان یُذبَح لاجل الْاَصْنَامِ○

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ یعنی جس چیز پر خدا کے نام کے سوا ذکر کیا جائے

اور یہ وہ ہے جو ذبح کیا جائے بتوں کے لئے۔

امام سلیمان رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ:

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ما موصول بمعنی الذی ومحلها النصب عطفا علی المیتة قائم المقام الفاعل لاهل والبا بمعنی فی ولا بدمن حذف مضاف ای فی ذبحه لان المعنی او ماصحیح فی ذبحه لغیر الله

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ما موصول ہے الذی کے معنی میں اور محل اس کا نصب ہے عطف اس کا میت پر ہے اور قائم مقام فاعل کے ہے اور با معنی کے معنی میں ہے اور ضروری ہے حذف مضاف سے یعنی فی ذبحہ کیونکہ معنی یہ ہے جو کہ اس کے ذبح میں آواز نکالی گئی ہو واسطے غیر اللہ کے۔ (تفسیر جمل)

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ:

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ اِیْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِهٖ وَلَا هَلَالُ رَفْعُ الصَّوْتَ وَكَانُوْا یَرْفَعُوْنَهٗ عِنْدَ الذَّبْحِ لِاٰلِهَتِهِمْ ٥

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ یعنی ذبح غیر اللہ کے نام پر اور اہلال رفع الصوت کو کہتے ہیں اور وہ آواز بلند کرتے وقت ذبح کے وقت اپنے معبودوں کے لئے۔ (تفسیر حاشیہ تفسیر جلالین)

حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ:

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ وَهُوَ ماذبح غیر اسمه تعالٰی من الا نصاب والا نداد والاذلام ونحوه ذالک مما کانت فی الجاهلیة ینحرون له.

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ اور جو جانور غیر اللہ کے نام یعنی بتوں شریکوں اور تیروں وغیرہ کے نام ذبح کیا جائے جیسا کہ دور جاہلیت میں وہ ان چیزوں کے

لئے قربانیاں کیا کرتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت ملاجیون صاحب نورالانوار کا عقیدہ:

وما اهل به لغير الله معناه ذبح به لاسم غير الله. مثل لات وعزى و اسماء الانبياء وغير ذالک فان اخوذ باسم غير الله عطفابان يقول باسم الله ومحمد رسول الله بالجهر حرم الذبيحته وان ذكر معه موصولاه معطوفا فان يقول بسم الله محمد رسول الله كره ولا يحرم وان ذكر موصوله بان يقول قبل التسميه وقبل ان يفجح الذبيحة اوبعده لاباس به هكذا فى الهداية ومن ههنا علم ان البقرة المنذورة للاولياء كما هو الاسم فى زماننا حلال طيب لان لم يذكر اسم غير الله عليها وقت الذبح وان كانو ينذرونهاo

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ جانور جو غیر اللہ مثلاً لات، عزیٰ اور انبیاء وغیرہ کے نام پر ذبح کیا جائے ۔ اگر ذبح کرنے والا اکیلا غیر اللہ کا نام لے یا اللہ کے نام کے ساتھ بطور عطف کے ذکر کرتے ہوئے جہرا کہے بسم اللہ و محمد رسول اللہ تو یہ ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور اگر ذکر بطور موصول اور معطوف کے کرے یعنی یہ کہے بسم اللہ محمد رسول اللہ تو یہ ذبیحہ حرام نہ ہوگا بلکہ مکروہ ہو جائے گا اور اگر اس کے موصول کا ذکر تسمیہ سے پہلے یا جانور کو لٹانے سے پہلے یا اس کے بعد کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں اور ہدایہ میں بھی یہی بیان ہوا ہے اور یہیں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ گائے جو اولیاء اللہ کے لئے نذر مانی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رواج ہے حلال اور طیب ہے اس لئے کہ اس پر ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا دوسرے کا نام نہیں لیا گیا اگر چہ لوگ اسے نذر

مانتے ہیں۔ (تفسیرات احمدیہ)

حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ:

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ۔ ای وحرم. ما رفع به الصوت عند الذبح للصنم واهل الهلال رفع الصوت وكانوا اذا ذبحوا لالهتهم يرفعون بذكر ماويقولون باسم اللات و العزىٰ فجرى ذالك من امرهم حتى قيل لكل ذابح وان لم يجهر بالتسميه مُهل.

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ یعنی وہ جانور حرام ہے جس پر ذبح کے وقت بت کے نام کی آواز بلند کی جائے اور اھل الھلال بلند ہونا آواز اور وہ یعنی کافر جس وقت اپنے معبودوں کے واسطے جانور ذبح کرتے تھے تو ان کے ساتھ آواز بلند کرتے تھے اور کہتے تھے ساتھ نام (لات اور عزیٰ) کے پس ان کے اس امر سے یہ جاری ہو گیا حتیٰ کہ ہر ذبح کرنے والے کو مہل کہا جانے لگا چاہے بلند آواز سے نام نہ پکارا گیا ہو۔ (تفسیر روح البیان)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا عقیدہ:

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ای رفع الصوت بذبحه لغیر الله یعنی ماقصد بذبحة واکله الشرک لمنا فاته التوحید ٥

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ یعنی آواز بلند کرنا اس کے ذبح میں غیر خدا کی یعنی ارادہ کرنا اس کے ذبح کا اور کھانا اس کا شرک ہے اور منافی توحید ہے۔

(تفسیر ابن عربی)

وہابیوں اور دیوبندیوں کے اکابرین کی تصدیق:

مولوی محمد امین احسن اصلاحی دیوبندی کا عقیدہ:

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کسی چیز کو غیر اللہ کے نام سے ذبح کرنا۔ رہی غیر اللہ کے ذبیحے کی حرمت تو اس کی وجہ اس کی باطنی گندگی ہے یہ حقیقت اسلام میں اپنی جگہ پر بالکل مسلم ہے اور واضح ہے کہ شرک سب سے بڑی عقلی اور باطنی نجاست ہے اس وجہ سے اگر اس کی چھوت کسی پاک چیز کو بھی لگ جاتی ہے تو وہ ناپاک ہو جاتی ہے۔ (تفسیر تدبر القرآن، مؤلف: محمد امین احسن اصلاحی دیوبندی)

مولوی سید امیر علی شاہ دیوبندی وہابی:

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ اور جس چیز کے ساتھ غیر اللہ کا نام پکارا جائے یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا گیا اور نام پکارا اس واسطے فرمایا کہ بُت پرست بتوں کے نام سے پکارتے اور ذبح کرتے وقت بتوں کا نام لیتے تھے۔ (تفسیر مواہب الرحمٰن)

قاضی شوکانی وہابی کا عقیدہ:

وما اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ . قال ذبح واخرج ابن جرير قال وما اهل للطواغيت واخرج ابن ابی حاتم عن مجاهد قال ماذبح لغير الله.

ترجمہ: وما اُهِلَّ کہا ذبح کیا گیا اور ابن جریر نے کہا جو ذبح کیا طواغیت کے لئے اور کہا ابن ابی حاتم نے روایت کیا مجاہد نے کہا جو ذبح کیا غیر اللہ کے لئے۔ (تفسیر فتح القدیر)

امام الوہابیہ ابن تیمیہ وہابی کا عقیدہ:

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ. وما ذبح لغير الله مثل ان يقول هذه ذبيح هكذا واذا كان هذا هو المقصود فسواء لفظ به اولم يلفظ به و تحريم هذا اظهر من تحريم ماذبح لحم وقال فيه بسم المسيح o

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔اس کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ وہ جانور جسے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا جائے مثلاً وہ یہ کہے کہ یہ ذبیحہ فلاں کے لئے ہے اور جب اس کا مقصود بھی یہی ہو تو اس کا ان الفاظ کو بولنا نہ بولنا برابر ہے اور اس کی تحریم اس جانور کی تحریم سے زیادہ واضح ہے جسے بیت لحم کے لئے ذبح کیا گیا ہو اور وہ اسے کرتے ہوئے کہے کہ میں اسے مسیح کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔

(صراط مستقیم، امام الوہابیہ، ابن تیمیہ)

مجددِ وہابیہ، نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی کا عقیدہ:

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ يعنى ماذبح للاصنام والطواغيت وصحيح فى ذبح لغير الله o

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی جو بتوں اور طاغوتوں کے لئے ذبح کیا جائے اور ذبح کرتے وقت غیر اللہ کی آواز بلند کی جائے۔

(تفسیر فتح البیان۔نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی)

شاہ عبدالقادر وہابی کا عقیدہ:

اور وہ جانور جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا یعنی جس جانور کو بسم اللہ اللہ اکبر کی بجائے کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا گیا جیسے بسم زید، بسمِ عمر وغیرہ۔

(تفسیر موضع القرآن، شاہ عبدالقادر دہلوی بحوالہ ایصال ثواب عباس رضوی)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی کا عقیدہ:

البتہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے فقراء کو کھلائے اور اس کا ثواب کسی قریبی عزیز یا پیر اور بزرگ کو پہنچا دے یا کسی مردہ کی طرف سے قربانی کر کے اس کا ثواب اس کو دینا چاہے کیونکہ یہ ذبح غیر اللہ کے لئے ہرگز نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

مولوی وحید الزمان غیر مقلد وہابی کا عقیدہ:

وما اهل به لغير الله مخصوص بالحيوان ثم اختلفوا فقال البعض المداديه مانودى عليه باسم غير الله عندا ذبحه فلو ذكر على حيوان اسم غير الله كما يقال بقرة السيد احمد الكبير اوتيس الشيخ صدر الدين اوديك وجالاً شاه ثم ذبح على اسم الله فهو حلالo

ترجمہ: **وما اهل به لغير الله** حیوان کے ساتھ مخصوص ہے پھر اس میں اختلاف ہے اور بعض حضرات نے کہا اس سے مراد ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام اس پر نام پکارنا ہے پس اگر حیوان پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا جائے جیسے کہتے ہیں کہ سید احمد کبیر کی گائے یا شیخ صدر الدین کا مینڈھا یا مرغ پھر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے پس وہ حلال ہے۔ (ہدیۃ المہدی عربی ص ۳۹، مولوی وحید الزمان وہابی)

علامہ عبدالحی لکھنوی کا عقیدہ:

اور تفسیر درمنشور میں ہے اور اخرج ابن منذر عن ابن عباس وما اهل قال ذبه اخرج ابن ابى حاتم عن مجاهد وما اهل قال ماذبح لغير الله انتهىٰ صاحب تفسير درمنشور.

ابن منذر کے حوالے سے ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ وما اھل فرمایا

ذبح اور ابن ابی حاتم کے حوالے سے مجاہد کا قول نقل کیا کہ وہ اھل کہا جو ذبح اور ابن ابی حاتم کے حوالے سے مجاہد کا قول نقل کیا کہ وما اھل کہا جو ذبح کیا جائے۔ غیر اللہ کے لئے آگے لکھتے ہیں پس بکرا شیخ سدو وغیرہ کا کہ خاص غیر خدا کے واسطے جان دینا اس میں منظور ہوتا ہے اور خون بہانا تقرباً الی غیر اللہ تعالیٰ مقصود ہوتا ہے حرام ہے نہ ذبیحہ فاتحہ بزرگان کہ جنہیں اراقۃ الدم اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوتا ہے اور مقصود ایصال ثواب ہوا کرتا ہے اور جانور کہ ہنود چھوڑ دیتے ہیں وہ آیت میں داخل نہیں اور حرمت ان کی اس آیت سے ثابت نہیں اس وجہ سے کہ وہاں ذبح نہیں ہوتا بلکہ زندہ رہا کرتا باقی رہی آیت ماجعل اللہ اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ کفار مکہ نے جانوروں میں اپنی رائے سے تحلیل وتحریم کر دی تھی کبھی مادہ شتر کو کان شق کر کے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اس کا دودھ کسی کو نہیں دیتے تھے اس کو بحیرہ کہتے ہیں اور سائبہ اس جانور کو کہتے ہیں جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور اس سے کسی کی بار برداری کی محنت نہ لی جاوے حق جل شانہ نے اس حکم کا اول سے ابطال کر دیا اور ماجعل اللہ من بحیرۃ الخ۔ ارشاد فرمایا پس آیت سے صرف ان کے احکام کا بطلان ثابت ہوتا ہے نہ تحریم ذبح بحیرہ وسائبہ ہرگاہ یہ امر مبہد ہوا پس سمجھنا چاہیے کہ جو جانور کہ گنگا پر چڑھائے جاتے ہیں یا بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے ہیں کہ ان کو پکڑ کر یا نکال کر ذبح کرنا نہ اس وجہ سے حرام ہے کہ وہ مااھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہیں اور نہ اس وجہ سے کہ بحیرہ وسائبہ کا ذبح حرام بلکہ اس وجہ سے کہ وہ جانور اس رہا کرنے سے ملک مالک سے خارج نہیں ہوئے پس اذن مالک کے ان کا حکم منصوب ومسروق کا ہوگا اور اگر مالک اجازت دے دے یا اباحت عامہ کر دے تو اس وقت ان کو بسم اللہ کہہ کے ذبح کرنا اور اس کو کھانا درست ہوگا اور حرکت قبیحہ اور نیست شفیعہ رہا کرنے

والے سے حکم حرمت کا نہ ہوگا۔ (مجموعۃ الفتاویٰ، مولوی عبدالحی لکھنوی

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ:

(۱) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ آنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح بغیر خدا۔ (پ۲)

(۲) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ آنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح اور یاد کردہ شود۔ (پ۶)

(۳) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ برائے غیر خدا آواز بلند کردہ شود وقت ذبح او۔ (پ۸)

(۴) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ وآنچہ ذکر بنا غیر خدا بر ذبح وے۔ (پ۱۴)

شاہ ولی اللہ دہلوی:

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے موطا امام مالک کی شرح مصفیٰ میں بھی اس آیت شریفہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اِلٰى ذِكْرِ اِسْمِ اللّٰهِ غَيْرَ اللّٰهِ عِنْدَ ذِبْحِهٖ۔

ترجمہ: وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لینا۔

(مصفیٰ شرح موطا شاہ ولی اللہ)

فیصلہ: شاہ ولی اللہ دہلوی نے وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے ترجمہ میں آنچہ آواز بلند کردہ شد بنام غیر خدا تعالیٰ بروقت ذبح اور یعنی وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر خدا تعالیٰ کے نام سے آواز بلند کی جائے۔ تحریر فرما کا اہلسنت کی تفسیر کو درست قرار دیا ہے۔

مجدد وہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی کی تصدیق:

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ اور جو خدا کے سوا کسی کے نام پر ذبح کیا۔

(تفسیر ترجمان القرآن، نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی)

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:

سوال: اگر کوئی شخص بکرا پالے اور کہے کہ میں بڑے پیر صاحب کی نیاز دلاؤں گا یعنی پیر صاحب کے نام کا کھانا کھلاؤں گا یہ کھانا حلال ہے یا حرام۔

جواب: اگر غرض اس کی یہ ہے کہ اس بکری کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے صدقہ کروں گا اور ثواب اس کا بروح پُر فتوح حضرت پیر صاحب کے پہنچاؤں گا تو وہ حلال ہے اور ذبح کرے اللہ کے نام پر کھانا اس کا فقراء کو درست ہے اور اگر یہ نیت نہیں ہے بلکہ پیر کے نام بطور تقرب ذبح کرنا ہے تو جائز نہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج ۱۲، ص ۱۳۰)

جانوروں پر غیر اللہ کا نام اور جانور حلال ہیں:

تمام امت محمدیہ کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو جانور حرام ہے نہ کہ دیوبندیوں اور وہابیوں کا ہی فتویٰ یہ ہے اور جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے ذبح کی شرط نہیں یہ غلط ہے کیونکہ کلام کا سیاق و سباق جاندار اور عند الذبح پر ہی دلالت کرتا ہے کیونکہ آیت کا ماقبل، میتہ، دم، لحم خنزیر حیوانات سے تعلق رکھتے ہیں اس واسطے۔ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ بھی حیوانات پر ہی منطبق ہو سکتا ہے۔ حیوانات جب تک زندہ ہیں تب تک تو ان کا کھانا ہی حرام ہے کیونکہ ان کو کاٹ کر تو کھا ہی نہیں سکتے ان کو بعد ذبح باسم اللہ تعالیٰ تو اللہ نے کھانا حلال کیا ہے۔ اگر زندہ پر غیر خدا کا نام پکارنے سے حرام ہو جاتا تو یہ سب کچھ حرام ہو گا اور دین و دنیا کا نظام نہ چلے گا۔

قربانی امت کی طرف سے یعنی قربانی مینڈھا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

فاتی بکبش فذبحه رسول الله بیده وقال بسم الله والله اکبر هذا عنی وعمن لم یفتح من امتی.

ترجمہ: پس ایک مینڈھا لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھوں سے ذبح فرمایا اور کہا بسم اللہ واللہ اکبر یہ میری طرف سے اور میری امت کی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی۔

(جامع ترمذی، ابوداؤد، مسند احمد، حاکم فی المستدرک، دارقطنی)

رسول اللہ ﷺ کے لئے بکری ذبح کی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قال خرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وانامعه فدخل على امراة من الانصار فذبحت له شاة.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں باہر نکلا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری عورت کے گھر تشریف لے گئے تو اس نے آپ کے لئے بکری ذبح کی۔ (جامع ترمذی)

مہمان کیلئے جانور ذبح کرنا۔دوزخ سے آزادی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

عن جابر رضی الله عنه من ذبح بضیفه ذبیحة كانت فواه من النار.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اپنے مہمان کے لئے جانور ذبح کرے وہ ذبیحہ اس کے لئے دوزخ کی آگ سے فدیہ ہو جائے گا۔ (کنز العمال)

عقیقہ کا بکرا یا بکری:

عن محمد بن سیرین حدثنا سلمان بن عامر الغبی قال سمعت رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یقول مع الغلام عقیقہ کا ہریقو عنہ دما واسیطو عنہ الاذی.

ترجمہ: حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر لڑکے کے ساتھ اس کا عقیقہ لگا ہوا ہے لہٰذا اس کی طرف سے عقیقہ کرو اور اس سے تکلیف دور کرو۔
(بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

عن سمرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کل غلام رہینۃ بعقیقہ تذبح عنہ یوم سابعہ ویسمی فیہ لیحلق راسہ.

ترجمہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہوتا ہے ساتویں دن اس کی طرف سے اس کو ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے۔
(جامع ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، سند احمد)

توجہ فرمائیں:

قربانی کا جانور، عقیقہ کا جانور، مہمان کے لئے جانور، شادی کے لئے جانور، ولیمہ کے لئے جانور، اور اگر واقعی کسی چیز پر غیر اللہ کا نام آنے سے چیز حرام ہوتی ہے تو قرآنی سورتیں ۱۱۴ ہیں جو تمام غیر اللہ کے نام پر ہیں اور تقریباً چالیس کے قریب نمازیں ہیں جو غیر اللہ کے نام پر ہیں۔

سورتوں کی مثال:

سورہ بقرہ ، سورۃ ال عمران ، سورہ النساء ، سورۃ المائدہ، سورۃ الانعام، سورۃ الاعراف ، سورۃ الانفال، سورۃ توبہ وغیرہ وغیرہ۔

نمازوں کی مثال:

نمازوں کے نام۔صلوٰۃ الفجر، صلوٰۃ الظہر ، صلوٰۃ العصر، صلوٰۃ المغرب ، صلوٰۃ التراویح ، صلوٰۃ العشاء ، صلوٰۃ الیل ، صلوٰۃ الجمعہ ، صلوٰۃ الکسوف ، صلوٰۃ الخسوف ، صلوٰۃ الاوابین ، صلوٰۃ الضحیٰ ، صلوٰۃ الجنازہ ، صلوٰۃ حاجت وغیرہ وغیرہ۔

دنیاوی مثالیں:

اہلسنت و جماعت اور دیوبندی اور وہابی اور دیگر تراجم اور تفاسیر سے واضح ہو گیا کہ مستند اور معتبر مسلک اہلسنت و جماعت ہی ہے فقط اور وما اھل بہ لغیر اللہ کے معنی یہی ہیں کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے تو حرام ہے اور کفار ذبح کے وقت لات ، منات، عزیٰ اپنے معبودان باطلہ کا نام لے کر ذبح کرتے تھے۔ مستند اکابر مفسرین کی تفاسیر سے یہ اظہر من الشمس ہے کہ دیوبندی وہابی قرآن پاک میں تحریف کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ اسلاف کے خلاف ہے۔

مجموعۃ الفتاویٰ ......مولوی عبدالحی

سوال: سید احمد کبیر کی گائے اور شیخ سدو کا بکرا وغیرہ حلال ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر تقرب الٰہی اور اللہ کے لئے خون بہانا اور کسی کو اس کا ثواب پہنچانا منظور ہو تو حلال ہے۔ (مجموعۃ الفتاویٰ اردو ص ۳۷۸، مولوی عبدالحی

اعتراض:

سوال: ایصال ثواب کے کھانے کو اور دیگر اشیاء کو آپ لوگوں نے صدقہ لکھا ہے اور کھا خود جاتے ہو تو کیا یہ غریبوں مسکینوں بیواؤں یتیموں اور دیگر حقداروں کو نہیں دیتے یہ بھی تو صدقہ ہے۔

جواب: صدقہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) صدقہ واجبہ (۲) صدقہ نافلہ۔

اِنَّمَا الصَّدَقَاتِ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنَ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌO

ترجمہ: زکوٰۃ فقراء ومساکین کے لئے ہیں اور ان کے لئے جو اس کام پر مقرر ہیں اور وہ جن کے قلوب کی تالیف مقصود ہے اور گردن چھڑانے میں اور تاوان والوں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کے لئے یہ اللہ کی طرف سے مقرر کرنا ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے پتہ چلا کہ صدقہ واجبہ حقداروں کے لئے ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

صدقہ نافلہ:

وہ ہے جو زکوٰۃ بھی نہ ہو۔ صدقہ فطر بھی نہ ہو اور عشر بھی نہ ہو اور نذر مان کر اپنے اوپر واجب بھی نہ کیا ہو تو وہ صدقہ نافلہ ہے تمام لوگ کھا سکتے ہیں۔

صدقہ نافلہ حدیث میں:

عن جماعت من الصحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم قالوا. قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حصنوا اموالکم بالذکوٰۃ

وداؤدا مرضاکم بالصدقۃ.

ترجمہ: صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ایک جماعت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو زکوٰۃ دے کر اور اپنے بیماروں کا علاج کرو خیرات سے۔

(جامع الصغیر، کنز العمال)

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما: قال. قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ما علی احدکم اذا راد ان یتصدق للہ صدقۃ تطوعا ان یجعلھا عن والدیہ اذاکان مسلمین فیکون لوالدیہ اجرھا ولہ مثل اجورھما بعد ان لا ینقص من اجورھما شیئا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی صدقہ نافلہ کا ارادہ کرے تو اس کا کیا حرج ہے کہ وہ صدقہ اپنے والدین کی نیت سے دے کہ انہیں اس کا ثواب پہنچے گا اور اسے ان دونوں کے اجروں کے برابر ملے گا اور ان کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔ (کنز العمال، ابن ابی حاتم)

صدقہ نافلہ تمام لوگ کھا سکتے ہیں:

چنانچہ ہدیۃ الحرمین شرح برزخ، فتاویٰ اوزجندی، فتاویٰ احملیہ فتاویٰ نظامیہ میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کو تیسرا دن تھا کہ حضرت ابوذر نے خشک کھجوریں اور دودھ کہ اس میں جو کی روٹی تھی خدمت اقدس میں حاضر کیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الحمد اور تین بار قل ھو اللہ احد پڑھی یہاں تک کہ ہاتھ اُٹھائے اور منہ پر

پھیر لئے۔ حضرت ابوذر کو حکم فرمایا اس کو لوگوں میں تقسیم کردو نیز اس میں ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھبت ثواب ھذہ لا نبی ابراھیم .

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا ثواب میں نے اپنے بیٹے ابراہیم کو بخشا۔

نوٹ:۔ یہ حدیث بمع عبارت کے پیچھے نقل کردی ہے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ فاتحہ کا کھانا تمام لوگ کھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سعد (سعد کی ماں) کا انتقال ہو گیا پس ان کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانی پس سعد نے کنواں کھدوایا اور کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے۔

قاضی زاہد الحی دیو بندی:

اور طریف بن خزرج کی اولا دبنوالی خدیمہ اس حویلی میں مقیم ہو گئے جس کو سعد کہا جاتا تھا اور یہ وہ جگہ ہے جہاں سے لوگ حضرت سعد کی والدہ ماجدہ کی وفات کے پانی پیا کرتے تھے۔ ابن زیالہ نے کہا کہ مدینہ منورہ کی یہ منڈی عیدگاہ سے لے کر جرار سعد بن عبادہ تک پھیلی ہوئی ہے۔ ان مٹکوں میں اُم سعد کے کنوئیں کا پانی رکھا جاتا تھا۔ تذکرہ دیار حبیب قاضی زاہد الحسینی دیو بندی۔

نوٹ:۔ یہ روایت بھی بہت سارے حوالوں کے ساتھ پہلے گزر چکی ہے مگر ایصال ثواب کا صدقہ نافلہ کو تمام لوگ کھا سکتے ہیں اور ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہے۔

اکابر وہابیہ اور دیوبندیوں کی تصدیق

امداد الفتاویٰ اشرف تھانوی دیوبندی:

سوال: رواج اس ملک کا یہ ہے کہ مردہ کے لئے وارثین نے اپنی ہمت کے موافق طعام پختہ کھلاتے ہیں اور روپیہ پیسہ وغیرہ صدقہ کرتے ہیں اس طعام پختہ اور روپیہ پیسہ وغیرہ کے مستحق کون کون ہیں۔ فقراء مساکین یتیم طالب علم وغیرہ غریب غرباء، تونگر وسود خور بے نمازی کی دعوت کر کے کھلانا کیسا ہے۔

جواب: یہ صدقہ نافلہ ہے ہر ایک کے لئے جائز ہے زیادہ اولیٰ مساکین کے لئے۔ (فتاویٰ امدادیہ ج ۱، ص ۷۷، مولوی اشرف تھانوی)

امداد الفتاویٰ اشرف تھانوی دیوبندی:

سوال: ایک شخص نے عام لوگوں کی دعوت کی ایک دوسرے شخص نے دوسرے شخص سے پوچھا کہ یہ دعوت کیسی ہے اس نے جواب دیا کہ ماہ محرم کا کھانا للہ کیا ہے تو یہ کھانا درست ہے یا نہیں اور امیر و کبیر لوگ اس کو کھا سکتے ہیں یا نہیں اور کھلانے والے کو ثواب مل سکتا ہے یا نہیں اور جس مقام پر غریب نہ ہو تو کس کو کھلاوے۔

جواب: ان روایات سے معلوم ہوا کہ نفلی صدقہ غنی کے لئے بھی جائز ہے خواہ وہ حکماً ہبہ ہو یا صدقہ۔ اور اس میں ثواب بھی ہے گو فقیر کو دینے کے برابر نہ ہو پس صورت مسئولہ میں گو بقرینہ اس کے قول للہ کے پر صدقہ ہے مگر نافلہ ہے اس لئے غنی کے لئے حرام تو نہیں ہے لیکن زیادہ ثواب فقراء ہی کو کھلانے میں ہے اور غنی کو عذر کر دینا اولیٰ ہے اور اگر وہاں فقرا نہ ہوں تو دوسری جگہ فقراء کے لئے بھیج دیں۔ خواہ طعام یا بقدر اس کی قیمت کے نقد۔

(امداد الفتاوی ج ۱، ص ۸۲، مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)

فتاویٰ رحیمیہ۔ مفتی عبدالرحیم دیوبندی:

سوال: دولت مند شخص صدقات نافلہ لے سکتا ہے۔

جواب: لے سکتا ہے قولہ عبدالسلام لاتحل صدقة لغنی خرج النفل منها لان الصدقة علی الغنی هبه کذا فی البدائع۔ (بحرالرائق)

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۸، ص ۲۴۷، مولوی عبدالرحیم دیوبندی)

فتاویٰ عزیزی...... شاہ عبدالعزیز دہلوی:

اور اگر کوئی شخص مالیدہ اور شیر برنج کسی بزرگ کے فاتحہ کے لئے پکا کر کھلا دے اور اس سے اس بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں یہ جائز ہے اور جو کھانا اللہ تعالیٰ کی نذر ہو اس کا کھانا مالداروں کے لئے حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی نذر کا کھانا یہ ہے کہ مثلاً کوئی کہے کہ اگر فلاں بیمار اچھا ہو جائے یا میرا شخص جو مسافرت میں ہے آ جائے یا میرا فلاں کام ہو جائے تو خدا کی نذر کا اس قدر کھانا میرے ذمے ہو جائے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کی نذر ہوئی اور اگر کوئی چیز کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ کی جائے تو اس کا کھانا مالدار کے لئے جائز ہے۔ (فتاویٰ عزیزی اردو ص ۱۷۹، شاہ عبدالعزیز دہلوی)

فتاویٰ ستاریہ...... مولوی عبدالستار وہابی:

سوال: کیا صدقہ و خیرات دینا فرض ہے یا واجب یا مستحب یا سنت۔ جو شخص صدقہ و خیرات دینے کے قابل ہو کر صدقہ خیرات نہیں دے گا تو کس درجہ کا گناہگار ہوگا؟

جواب: زکوٰۃ واجب ہے اور صدقات واجب نہیں اگرچہ مؤکد اولیٰ افضل

مسنون بڑا ثواب سب کچھ ہے مگر فرض صدقات میں صرف زکوٰۃ ہی ہے کہ جس کے نہ دینے سے آدمی گناہگار اور اسلام کے ایک بڑے جزو ورکن کا تارک ہوتا ہے۔ صحیح نسائی میں ہے کہ ایک سائل ضمام رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ نے آپ سے اسلام کا سوال کیا کہ اسلام کیا چیز ہے آپ نے نماز مفروضہ پنج وقتہ بتلائی اور ماہ رمضان کے روزے بتلائے اور زکوٰۃ بتلائی سائل نے سوال کیا کہ کیا اور بھی میرے پر فرض ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ نفل کرے غرض نفل صدقہ نکالنا ضرور چاہیے آپ نے فرمایا کہ جو چیز فرض میں کم ہوگی وہ نفل سے پوری ہوگی اور صدقات نفل کے بہت کچھ فضائل احادیث میں آئے ہیں بلکہ مستحقین غرباء محتاج کے ہوتے ہوئے روکنے پر وعید شدید بھی آئی ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ یا ابن آدم انفق انفق علیک اے ابن آدم تو خرچ کر خدا تجھ پر خرچ کر دے گا۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ۱، ص ۶، مولوی عبدالستار وہابی)

فتاویٰ نذریہ...... مولوی نذیر حسین وہابی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میت کی طرف سے جو وارث لوگ قربانی بقرعید میں دیتے ہیں اس کا گوشت صاحب نصاب کو اور میت کے وارث کو کھانا بموجب شرع شریف کے درست ہے یا نہیں؟

جواب: جامع ترمذی میں عبداللہ بن مبارک کا یہ فتویٰ لکھا ہے کہ اگر میت کی طرف سے قربانی کی جاوے تو قربانی کرنے والا اس میں سے کچھ بھی نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کر دے۔

میرے نزدیک میت کی طرفسے جو قربانی کی جائے اس کا گوشت صاحب نصاب کو اور قربانی کرنے والے کو کھانا درست ہے نا درست ہونے کی

کوئی وجہ نہیں ہے۔ صحیح مسلم وغیرہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی طرف سے اور اپنی آل کی طرف سے اور اپنی امت کی طرف سے قربانی کرتے تھے اور آپ کی امت میں بعض لوگ وفات بھی پا گئے تھے لیکن ہرگز یہ ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قربانی کا گوشت خود نہیں کھایا اور کل گوشت یا بقدر حصہ اموات کے صدقہ کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ایک قربانی کرتے تھے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس قربانی کے گوشت کو خود نہ کھانا اور کل گوشت کو صدقہ کر دینا ہرگز ثابت نہیں رہا۔ فتاوی عبداللہ بن مبارک کا سو یہ ان کی رائے ہے اور ان کی اس رائے پر کوئی دلیل صحیح قائم نہیں ہے۔ عون المعبود شرح ابوداؤد جلد ۳، ص ۵۰ مین اس کی بحث تفصیل سے لکھی گئی ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ ج ۳، ص ۲۴۴، مولوی نذیر حسین دہلوی وہابی)

دوسرا فتویٰ:

عقیقے کے بارے میں اور اس کے کھانے کا بھی حکم گوشت قربانی کا حکم ہے یعنی کرنے والا کھاوے اور دوسروں کو کھلاوے اور یہ جو مشہور ہے کہ ماں باپ عقیقہ کا گوشت نہ کھاویں بالکل بے اصل اور اسی طرح سے عقیقہ میں سے دائی کو دینا جیسا کہ مروج ہے ضروری نہیں ہے لیکن اگر وہ محتاج ہو تو بزمرہ محتاجان وہ بھی مستحق ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۳، ص ۲۴۹، مولوی نذیر حسین دہلوی وہابی)

ذکر واذکار بھی صدقہ ہے:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

ان نـاسـامـن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم قالوا الـلنبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ذهب اهل الدثور جالا جور یصلون کـمـا نـصـلـی یـصـومون کما نصوم ویتصدقون بفضول اموالهم قال اویـس قـد جـعـل الـلہ لکم ماتصدقون به ان بکل تسبیح صدقة و کل تـکبیر صدقة و کل تحمید صدقة و کل تهلیل صدقة وامر بالمعروف صدقة ونهی عن منکر صدقة دوفی روبة والکلمة الطیبه صدقة۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بعض صحابہ کرام نے عرض کیا! اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مالدار زیادہ ثوابوں کے حقدار ہوئے کہ جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں وہ بھی روزے رکھتے ہیں نیز وہ اپنے زائد مالوں سے صدقہ کرتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسی چیزیں نہ کیں جن سے تم بھی تصدق کرو۔ بیشک ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور ہر لا الہ الا اللہ پڑھنا صدقہ ہے اور نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے ہر گناہ سے منع کرنا صدقہ ہے پاکیزہ کلمہ صدقہ ہے۔ (مسلم شریف مع نووی ج ا، ص ۳۲۴)

خود کھانا بیوی بچوں کو کھلانا بھی صدقہ ہے:

عن المقدا د بـن مـعـدی کرب رضی اللہ عنه قال قال رسـول الـلہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ما اطعمت زوجک فهو لک صدقة ج مـا اطـعـمـت ولدک فهو لک صدقة وما اطعمت خادمک فهو لک صدقه. وما اطعمت نفسک فهو لک صدقة.

ترجمہ: حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کچھ تو اپنی بیوی کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو اپنے غلام کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو خود کھائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے۔

(مسند احمد، مجمع الزوائد، کنز العمال، ابن ماجہ، تفسیر ابن کثیر، ترہیب والترغیب)

وضاحت:

قارئین کرام اب آپ نے صدقہ نافلہ کے ذکر کا مشاہدہ فرمایا احادیث مبارکہ اکابر اہلسنت وجماعت اور منکروں کے اکابرین کے فتوے بھی مشاہدہ فرمائے تو اب بلاشک صدقہ نافلہ کو امیر صاحب نصاب کھا سکتا ہے۔ الحمد للہ آپ لوگوں نے مطالعہ فرما لیا اگر عقل سلیم خدا نے دی ہوئی ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ فیصلہ اٹل ہے اور اہلسنت وجماعت حق پر ہیں۔

بدعت کا فیصلہ کن بیان

دورِ حاضر میں تصور بدعت کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اس باب میں معتبر اور مستند حوالہ جات کی روشنی میں بدعت کی تقسیم کی گئی ہے۔ معتبر علماء کرام اور اکابر اسلام نے کتاب و سنت اور آثارِ صحابہ کے ذریعے اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ ہر بدعت ناجائز اور حرام نہیں ہوتی۔

بلکہ صرف وہ بدعت ناجائز ہوتی ہے جس کی کوئی اصل دین اسلام میں نہ ہو اور وہ شریعت کے کسی حکم کے واضح طور پر مخالف اور متضاد ہو۔ لیکن اس کے برعکس جو نیا کام احکامِ شریعت کے خلاف نہ ہو بلکہ ایسے امور میں داخل ہو جو واقع حسنات و خیرات اور نیک اعمال کے زمرے میں آتے ہیں۔ تو ایسے تمام نیک کام صرف لغوی اعتبار سے بدعت کہلائیں گے۔

کیونکہ بدعت کا لغوی معنی ہی نیا کام ہے ورنہ وہ شرعی طور پر نہ تو بدعت ہوں گے اور نہ ہی مذموم اور نہ باعث گمراہی ہوں گے وہ مبنی برخیر امور صالح تصور ہوں گے۔

گذشتہ صفحات میں قرآن و حدیث اور معتبر اور مستند حوالوں سے مزین ایصال ثواب پر تحریر لکھی اور تفصیل سے مسئلہ ایصال ثواب پر روشنی ڈالی۔ اس ضمن میں ہم نے یہ بھی واضح کیا کہ نیکی کے پھیلانے میں کس طرح افراط و تفریط سے بچ کر درمیانہ راستہ اختیار کیا جائے۔ مسئلہ ایصال ثواب آج تک جمہور علماء کے ہاں متفقہ مسئلہ رہا ہے لیکن اب کچھ ناعاقبت اندیش لوگ اسے بدعت قرار دے کر منع کرتے ہیں۔ احباب کی تشنگی کو دور کرنے کے لئے کچھ دلائل پیش کرتا ہوں اور اصل میں ایصال ثواب کے منکر ہی بدعتی ہیں۔

امام الوہابیہ ابن قیم کی گواہی:

وذهب بعض اهل البدع من اهل الكلام انه لايصل الى الميت شئى البيت لادعا ولا غيره.

ترجمہ: بعض متکلم بدعتی کہتے ہیں کہ مردے کو نہ دعا کا ثواب پہنچتا ہے اور نہ کسی اور عمل کا۔ (کتاب الروح)

بدعت اور قرآن:

ورهبانيه ن ابتدعوها ماكتبنها عليهم الا ابتغاء رضوان الله فمارعوها حق رعايتها. فاتينا الذين امنوا منهم اجرهم وكثير منهم فسقونo

ترجمہ: اور راہب بنا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اُسے نہ نبھایا جیسا کہ اس کے نبھانے کا حق تھا۔ تو ان کے ایمان والو کو ہم نے انکا ثواب عطا کیا اور ان سے اکثر فاسق ہیں۔ (پ 27 سورۃ الحدید آیت 28)

بدعت کے لغوی معنی نئی چیز:

قل ما كنت بدعا من الرسل.

ترجمہ: فرمادو کہ میں نیا رسول نہیں ہوں۔ (پ 26 سورۃ الاحقاف آیت 9)

آسمان وزمین کو ایجاد کیا:

بديع السمٰوٰت والارض.

ترجمہ: آسمانوں اور زمینوں کا ایجاد کرنے والا ہے۔

بدعت اور احادیث مبارکہ:

حضرت معاذ بن جبل صحابی کا قرآن و حدیث کے علاوہ ایجاد:

کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ. قال فان لم تجدہ فی کتاب اللہ قال. اقضی بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم قال. فان لم تجدہ فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم قال. اجتہد برأی لا الو قال. فضرب بیدہ فی صدری وقال. الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم لما یرضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم .

ترجمہ: اے معاذ جب آپ کے سامنے کوئی معاملہ پیش کیا جائے گا تو آپ کس طرح اس کا فیصلہ کریں گے۔ انہوں نے عرض کیا میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اس معاملے کو کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو۔ اس پر حضرت معاذ نے جواب دیا کہ پھر میں سنت رسول کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو اس معاملے کا حل سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی نہ پائے تو انہوں نے عرض کیا کہ پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔

حضرت معاذ کہتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا تمام تعریفیں اس خدا کی ہیں جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نمائندہ کو ایسی توفیق رفیق بخشی جو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کا سبب ہے۔

(جامع ترمذی، باب ماجاء فی القاضی)

نوٹ:۔ مذکورہ حدیث مبارکہ میں حضرت معاذ بن جبل کے الفاظ (اجتہد برائی) اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان۔ الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما یرضی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے کہ جو امر قرآن وسنت میں نہ ہو بلکہ اجتہاد اور رائے محمود کی بنیاد پر طے کیا جائے تو یہ نہ صرف مستحسن ہے بلکہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منظور شدہ طریقہ ہے۔

یہی اصول بدعت حسنہ میں کارفرما ہے جو اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

بدعت حسنہ کی بنیاد سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ڈالی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ومن سن فی الاسلام سنه حسنة فله اجرها واجر من عمل بها بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شئی ومن سن فی الاسلام سنه سیة کان علیه وزرها ووزر من عمل لها من بعده من غیر ان ینقص من اوزارهم شئی.

ترجمہ: جس شخص نے اسلام میں کسی نیک کام کی ابتدا کی اس کو اپنے عمل کا بھی اجر ملے گا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل کا بھی اجر ملے گا اور ان عاملین کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس نے اسلام میں کسی برے عمل کی ابتدا کی اسے اپنے عمل کا گناہ بھی ہوگا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل کا بھی گناہ ہو گا اور ان عاملین کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (مسلم، کتاب الزکوۃ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بدعت حسنہ ایجاد کرنا:

خرجت مع عمر بن خطاب رضی الله عنه لیلة رمضان الی

المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہٖ ویصلی الرجل فیصلی بصلاته الرهط. فقال عمر انی اری لو جمعت هؤلاء علی قاری واحد لکان امثل ثم عزم مجمعهم علی ابی بن کعب ثم خرجت معه لیلة اخری والناس یصلون قارئهم. قال عمر نعم البدعة هذه والتی ینامون عنها افضل من التی یقومون برید آخر اللیل وکان الناس یقومون اوله.

ترجمہ: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ماہِ رمضان کی ایک رات مسجد کی طرف نکلا تو لوگ متفرق تھے ایک آدمی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور ایک آدمی گروہ کے ساتھ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دیا جائے تو اچھا ہوگا پس آپ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے سب کو جمع کر دیا۔ پھر میں دوسری رات کو ان کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کتنی اچھی بدعت ہے اور رات کا وہ حصہ جس میں لوگ سو جاتے اس سے بہتر وہ حصہ ہے جس میں وہ قیام کرتے ہیں مراد رات کا آخری حصہ تھا جبکہ لوگ پہلے حصے میں قیام کرتے تھے۔ (بخاری)

وضاحت:

آپ نے غور فرمایا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نمازِ تراویح باجماعت اہتمام کو (بدعت) بھی کہا اور (نعمۃ) یعنی حسنہ بھی کہا وجہ یہی تھی کہ یہ کام اپنی ظاہری حالت اور ہیئت کے حوالے سے نیا تھا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار نہیں فرمایا تھا۔ اس لئے اسے بدعۃ کہا مگر باعث خیر اور مبنی بر

مصلحت تھا اس لئے اسے نعمۃ یعنی حسنہ قرار دیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بدعت حسنہ ایجاد کرنا:

ان زید بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ وکان ممن یکتب الوحی قال ارسل الی ابوبکر مقتل اھل الیمامۃ وعندہ عمر فقال ابوبکر، ان عمراً ثانی فقال. ان القتل قدسخریوم الیمامۃ بالناس. وانی اختی ان یسخر القتل بالقراء فی المواطن فیذھب کثیر من القرآن الا ان تجمعوہ. وانی لاری ان تجمع القرآن قال ابوبکر قلت لعمر کیف افعل شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقال عمر. ھو واللہ خیر فلم یزل عمر یراجعنی فیہ حتی شرح اللہ لذالک صدری ورایت الذی رای عمر. قال زید بن ثابت: وعمر عندہ جالس لایتکلم. فقال ابوبکر الک رجل شاب عاقل ولا نتھمک کنت نکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فتتبع القرآن فاجمعہ فواللہ لوکلفنی نقل جبل مین الجبال ماکان اتقل علی مما امرنی بہ من جمع القران. قلت کیف تفصلان شیئا لم یفعلہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقال ابوبکر ھو واللہ خیر. فلم ازل اراجعہ حتی شرح اللہ صدری للذی شرح اللہ لہ صدر ابی بکر وعمر فقمت فتبعت القرآن اجمعہ من الرقاع والاکتاف والعسب وصدور الرجال حتی وجدت من سورۃ التوبۃ ایتین مع خدیجہ الانصاری لم اجرھما مع احد غیرہ. لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم. الی آخرھا وکانت الصحف التی

جمع فیھا القرآن عند ابی بکر حتی توفاہ اللہ. ثم عند عمر حتی توفاہ اللہ ثم عند حفصۃ بنت عمر تابعہ عثمان بن عمر. واللیث عن یونس. عن ابن شھاب. وقال اللیث. حدثنی عبدالرحمن بن خالد عن ابن شھاب . وقال مع ابی خدیجہ الانصاری. وقال موسیٰ عن ابراھیم حدثنا ابن شھاب مع ابی خذیمہ وتابعہ یعقوب بن ابراھیم عن ابیہ . وقال ابو ثابت حدثنا ابراھیم وقال مع خذیمہ او ابی خذیمہ.

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ جو قرآن پاک لکھنے والوں میں سے تھے وہ کہتے تھے جب 11 ہجری میں یمامہ کی لڑائی میں جو مسلمہ کذاب سے ہوئی تھی بہت سے صحابہ کرام شہید ہو گئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس موجود تھے۔ میں گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یمامہ کی لڑائی میں بہت سے مسلمان مارے گئے۔

اور میں ڈرتا ہوں اسی طرح لڑائیوں میں اور قاری بھی مارے جائیں۔ تو بہت سا قرآن دنیا سے اُٹھ جائے گا۔ اگر قرآن کو جمع کرا دو ایک جگہ تو یہ ڈر نہ رہے گا میری رائے تو یہ ہے کہ تم قرآن کو جمع کرا دو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ جواب دیا۔ بھلا میں وہ کام کیسے کروں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ اللہ کی قسم یہ اچھا کام ہے اور بار بار یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بھی ڈال دیا کہ یہ اچھا کام ہے۔

اور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے موافق ہو گیا۔ زید بن

ثابت نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ تقریر سنتے رہے اور خاموش بیٹھے رہے پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا دیکھو تم جوان ہو اور عقلمند آدمی ہو اور ہم تم کو سچا جانتے ہیں۔ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں بھی قرآن مجید لکھا کرتے تھے اب ایسا کرو قرآن کو جابجا تلاش کرو اور سب اکٹھا کرو۔ زید بن ثابت کہتے ہیں کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ کو پہاڑ ڈھونے کو کہتے تو مجھ کو اتنا مشکل معلوم نہ ہوتا جتنا قرآن شریف جمع کرنا۔ معلوم ہوا آخر میں یہ کہہ اٹھا تم دونوں ایسا کام کرتے ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم یہ اچھا کام ہے۔ پھر میں ان پر بڑا تکرار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی کھول دیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا۔ میں بھی اس کام کو اچھا سمجھنے لگا۔ خیر میں اٹھا اور قرآن مجید کی تلاش شروع کر دی کہیں پرچوں پر لکھا تھا۔ کہیں مونڈھے کی ہڈیوں پر کہیں کھجور کی ڈالیوں پر لکھا ہوا تھا۔ لوگوں کو بھی یاد تھا۔ یہاں تک کہ میں نے سورۃ توبہ کی دو آیتیں خذیمہ بن ثابت انصاری کے سوا کہیں نہ پائیں۔ **لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم**............ اخیر تک۔ پھر مصحف جس میں قرآن جمع کیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی تک ان کے پاس رہا ان کی وفات کے بعد پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی تک ان کے پاس رہا ان کی وفات کے بعد ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کو ملا۔ شعب کے ساتھ اس حدیث کو عثمان بن عمر اور لیث بن سعد نے بھی یونس سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا۔

لیث نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا۔ انہوں نے ابن شہاب

سے روایت کی۔ اس میں خذیمہ کے بدل ابو خذیمہ انصاری ہے اور حضرت موسیٰ نے حضرت ابراہیم سے روایت کی کہا ہم سے ابن شہاب نے۔

اس روایت میں بھی حضرت ابوخذیمہ ہے۔ موسیٰ بن اسماعیل کے ساتھ اس حدیث کو یعقوب بن ابراہیم نے بھی اپنے والد ابراہیم بن سعد سے روایت کیا۔ (بخاری، کتاب التفسیر، الاتقان سیوطی)

وحید الزمان وہابی کی گواہی:

کیونکہ اس وقت اکثر لوگ قرآن حکیم کو زبانی یاد کیا کرتے تھے۔ لکھی ہوئی مصحف کا رواج نہ تھا۔ پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قرآن حکیم کا جمع کرنے کو ایک نیا کام اور بدعت سمجھے۔ حالانکہ یہ امر بدعت شرعیہ نہ تھا۔ گو نیا کام تھا۔ کیونکہ قرآن حکیم کا جمع تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے وقت میں شروع ہو گیا تھا۔ (تسیر الباری)

حضرت عثمان غنی کا بدعت حسنہ ایجاد کرنا:

عن السائب بن یزید قال كان النداء يوم الجمعه اوله اذا جلس الامام على المنبر على عهد النبی صلى الله عليه و آله وسلم وابی بكر و عمر رضى الله عنهما فلما كان عثمان رضى الله عنه و كثر الناس زاد النداء الثالث على الزوراء قال ابو عبدالله الزوراء موضع بالسوق بالمدينه.

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں بھی جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوا کرتی جب امام (خطبہ کے

لئے) منبر پر بیٹھا کرتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب لوگ بہت ہو گئے (مدینہ کی آبادی بڑھ گئی) انہوں نے زوراء پر تیسری اذان پڑھائی۔ امام بخاری نے کہا زوراء مدینہ کے بازار میں ایک مقام کا نام ہے۔

(بخاری کتاب الجمعہ، نسائی، ابوداؤد)

وحید الزمان وہابی کی گواہی:

تیسری اذان اس کو اس لئے کہا کہ تکبیر بھی اذان ہے۔ حضرت عثمان کے بعد سے پھر یہی طریقہ جاری ہو گیا کہ جمعہ میں ایک اذان پہلی ہوتی ہے۔ پھر امام منبر پر جاتا ہے تو دوسری اذان دیتے ہیں، پھر نماز شروع کرتے وقت تیسری اذان یعنی تکبیر کہتے ہیں، گو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فعل بدعت نہیں ہو سکتا اس لئے کہ وہ خلفاء راشدین میں سے ہیں مگر انہوں نے یہ اذان ایک ضرورت سے بڑھائی کہ مدینہ کی آبادی دور دور تک پہنچ گئی تھی اور خطبہ کی اذان ان سب کے جمع ہونے کے لئے کافی نہ تھی۔ آتے آتے ہی نماز ختم ہو جاتی مگر جہاں یہ ضرورت نہ ہو وہاں بموجب سنت نبوی صرف خطبے ہی کے وقت اذان دینا چاہیے اور خوب بلند آواز سے نہ کہ جیسا جاہل لوگ خطبے کے وقت آہستہ سے اذان دیتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عمر سے نکالا تیسری اذان بدعت ہے یعنی ایک نئی بات ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں نہ تھی۔

اب سنت نبوی کو سوائے اہل حدیث کے اور کوئی بجا نہیں لاتے۔ جہاں دیکھو سنت عثمانی کا رواج ہے۔ (تیسیر الباری)

قرآنی اعراب بھی بدعت حسنہ ہیں:

جاننا چاہیے کہ مصحف عثمانی میں جو کہ عاری عن النقط والا اعراب تھا۔ تقریباً چالیس سال تک پڑھتے پڑھاتے رہے ہیں بعد ازاں عراق میں عوام الناس اور مکتوبہ مصارف کی کثرت ہوگئی۔ پس زمانہ عبدالمالک میں مشہور حافظ حجاج بن یوسف ثقفی نے ایک کتاب لکھنے کی ضرورت محسوس کی چنانچہ اس سلسلہ میں انہوں نے ایک سوال نامہ جاری کیا جس میں علماء وقت سے درخواست کی گئی کہ وہ مشتبہ الرسم اور واحد الصورۃ حروف میں امتیاز پیدا کرنے کے لئے کوئی علامت وضع کر دیں۔ پس نظر انتخاب ابو لاسود الدولی کے دو ممتاز شاگردوں نصر بن عاصم اللیثی اور یحیٰ بن یعمر العدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہما پر پڑی اور انہیں اس کام کے لئے دعوت دی۔ (تاریخ القرآن، محمد طاہر کردی، بحوالہ تفہیم التجوید، کشف النظر، علامہ جذری، ترجمہ محمد طاہر رحیمی)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بدعت حسنہ ایجاد کرنا:

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں نماز کے لئے سب سے افضل جگہ یہی ہے اس جگہ محراب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے محراب بنا دی گئی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی بلکہ ولید بن عبدالمالک کے زمانہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بحیثیت امیر مدینہ ہونے کے مسجد کی تعمیر کرائی ہے اس وقت سے محراب بنی۔

(نزہۃ الناظرین بحوالہ فضائل حج، مولوی زکریا دیوبندی)

مساجد کے محراب بدعت ہیں۔ وہابیوں کی گواہی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب مسجدوں میں محرابیں دیکھتے تو ان کو توڑ

ڈالتے اور فرماتے یہ تو گویا یہودیوں کی قربان گاہ ہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ محراب سے مراد وہ اونچی عمارت ہے جو امام کے لئے مسجد کے عین درمیانی حصہ میں بنائی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں نہ مسجد میں محراب تھی نہ کوئی منبر اینٹ یا پتھر کا بنا ہوا تھا۔ خطبہ کے وقت لکڑی کا منبر رکھتے پھر اس کو اُٹھا ڈالتے۔ اب بھی سنت یہی ہے کہ مسجدوں میں محراب اور منبر نہ بنائیں۔ مگر کون سنتا ہے لوگ رسم ورواج کے پابند ہوگئے۔ الا ماشاء اللہ۔ (لغات الحدیث، وحید الزمان وہابی)

گواہی:

سوال: زید کہتا ہے کہ مسجد میں محراب مروجہ بنانا ناجائز ہے اور عمرو کہتا ہے کہ جائز ہے۔ جواب طلب امر ہے کہ قولین میں سے کونسا قول صحیح اور قابل قبول ہے۔

جواب: بے شک مساجد میں محراب مروجہ کا بنانا ناجائز اور بدعت ہے چنانچہ تفسیر فتح البیان میں محراب کے کئی معنی کئے ہیں منجملہ ان کے ایک یہ معنی بھی کیے ہیں۔ ومناندا الامام من المسجد۔ یعنی محراب کہتے ہیں مسجد کی اس جگہ کو جہاں امام کھڑا ہوتا ہے۔ بعد اس معنیٰ کے بتانے کے صاف مرقوم ہے۔

واما المحراب المعروف الان وھو طاق مجوف فی حائط المسجد یصلی فیہ الامام فھو محدث.

یعنی جو محراب فی زمانا مروج ہے یہ بدعت اور ممنوع ہے۔ اس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا۔ (فتاویٰ ستاریہ، جلد اول)

گواہی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے جس

میں کنگورے ہوتے مسجد میں اونچے اونچے مینار اور کنگورے بنانا بدعت ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں نہ تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اتباعِ سنت میں نہایت تشدد تھا آپ ایسی مسجد میں نماز تک نہ پڑھتے۔ اسی طرح مسجد میں محراب بنانا یا چونہ گچی پتھر کا منبر اور کنگوروں اور گنبدوں وغیرہ کے سادے طور پر بنائی جائے جیسے مہرویوں کے عبادت خانے و مسجدیں ہوتی ہیں اور خطبہ پڑھتے وقت لکڑی کا منبر رکھ لیا جائے پھر اُٹھا دیا جائے۔ (لغات الحدیث، وحید الزمان وہابی)

نوٹ:۔ ان حوالہ جات کی روشنی میں پتہ چلا کہ محراب مینار بنانا بدعت ہے اور کسی مسلک یعنی اہلسنت و جماعت اور دیوبندی۔ وہابی کوئی مسلک ایسا نہیں کہ اپنی مساجد کے محراب اور مینار نہ بناتا ہو تو سوال منکروں سے یہ ہے کہ آپ محراب ومنبر و مینار بدعت ضلالہ سمجھ کر بناتے ہیں یا بدعت حسنہ۔ اگر بدعت ضلالہ سمجھ کر بناتے ہیں تو تمام منکر گمراہ ہیں اور اگر بدعت حسنہ سمجھ کر جیسے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع فرمایا اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح باجماعت پڑھوائی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے۔ مسجد نبوی کا محراب بنایا تو مسلک حق اہلسنت و جماعت حق پر ہے۔ اس فیصلے کے بغیر چارہ بھی نہیں ہے۔

بدعت کی قسمیں، دیوبندیوں اور وہابیوں کے گھر کی گواہی:

نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی:

غیر مقلدین کے نام ور عالم دین نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی نے واضح طور پر لکھا ہے کہ ہر نئے کام کو بدعت کہہ کر مطعون نہیں کیا جائے گا بلکہ بدعت صرف اس کام کو کہا جائے گا جس سے کوئی سنت متروک (یعنی سنت چھوٹ

جائے) اور جو نیا کام کسی امر شریعت سے متناقض نہ ہو وہ بدعت نہیں بلکہ مباح اور جائز ہے۔ امام الوہابیہ وحید الزماں وہابی اپنی کتاب میں بدعت کے حوالہ سے علامہ بھوپالی کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

البدعة الضلالة المحرمة هي التي ترفع السنة مثلها والتي لاترفع شيئا منها فليست هي من البدعة بل هي مباح الاصل.

ترجمہ: بدعت وہ ہے جس سے اس کے بدلہ میں کوئی سنت متروک ہو جائے اور جس بدعت سے کسی سنت کا ترک نہ ہو وہ بدعت نہیں ہے بلکہ وہ اپنی اصل میں مباح ہے۔ (ہدیۃ المہدی، وحید الزمان)

وحید الزماں وہابی:

مشہور غیر مقلد مولوی وحید الزمان بدعت کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

امام البدعة اللغوية فهي تنقسم الى مباحة. مكروهة ، حسنه، سينه، قال الشيخ ولي الله من اصحابنا من البدعة بدعة حسنه كالاخذ بالنواجذ لماحث عليه النبي صلى الله عليه و آله وسلم من غير عذم كالتراويح ومنها مباحة. كعادات الناس في الاكل والشرب واللباس وهي هينة قلت ندخل في البدعات المباحة استعمال الورد والرياجس والازهار للعروس ومن الناس من منع عنها لاجل التشبه اوجرى الامر المرسوم بين الكفار في جماعة المسلمين من غير نكير فلا يضر التشبة ككثير من الاقبيه والالبسة التي. جاء ت من قبل الكفار ثم شاعت بين المسلمين وقد لبس التي صلى الله عليه و آله

وسلم جبة رومية ضيقة الكمين وقسم الاقبية التی جاءت من بلاد الكفار علی اصحابه ومنها ماهی ترک المسنون وتحريف المشروع وهی الضلالة وقال السيد البدعة الضلالة المجرمة هی التی ترفع السنة مثلها والتی لاترفع شيئا منها فليست هی من البدعة بل هی مباح الاصل.

ترجمہ: باعتبار لغت کے بدعت کی حسب ذیل اقسام ہیں۔

(۱) بدعت مباحہ (۲) بدعت مکروہہ (۳) بدعت حسنہ (۴) بدعت سیئہ

ہمارے اصحاب میں سے شیخ ولی اللہ نے کہا کہ بدعات میں سے بدعت حسنہ کو دانتوں سے پکڑ لینا چاہیے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو واجب کیے بغیر اس پر برانگیختہ کیا ہے جیسے تراویح، بدعات میں سے ایک بدعت مباحہ ہے جیسے لوگوں کے کھانے پینے اور پہننے کے معمولات ہیں اور یہ آسان ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دولہا دلہن کے لئے کلیوں اور پھولوں کا استعمال (جیسے ہار اور سہرہ) بھی بدعات مباحہ میں داخل ہے بعض لوگوں نے ہندوؤں سے مشابہت کے سبب اس سے منع کیا ہے ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص تشبہ کی نیت نہ کرے یا کفار کی کوئی رسم مسلمانوں میں بغیر انکار کے جاری ہو تو اس میں مشابہت سے کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ قباء اور دوسرے لباس کفار کی طرف سے آئے اور مسلمانوں میں رائج ہو گئے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ پہنا ہے اور کفار کی طرف سے جو قبائیں آئیں تھیں ان کو صحابہ میں تقسیم فرمایا ہے۔

اور بدعات میں سے ایک وہ بدعت ہے جس سے کوئی سنت متروک ہو اور حکم شرعی میں تبدیلی آئے اور یہی بدعت ضلالہ (سیئہ) ہے۔ نواب صدیق حسن بھوپالی نے کہا ہے کہ بدعت وہ ہے جس سے اس کے بدلہ میں کوئی سنت متروک

ہو جائے اور جس بدعت سے کسی سنت کا ترک نہ ہو وہ بدعت نہیں ہے بلکہ وہ اپنی اصل میں مباح ہے۔ (ہدیۃ المہدی، وحید الزماں، 117)

وحید الزمان وہابی:

نعمۃ البدعۃ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کی ایک جماعت کر دینے کی نسبت کہا یعنی یہ بدعت اچھی ہے۔

بدعت دو قسم کی ہے:

ایک بدعت ضلالت جس کو سیۂ بھی کہتے ہیں دوسری بدعت ہدایت جس کو بدعت حسنہ بھی کہتے ہیں۔

جو بدعت اللہ اور رسول کے احکام کے خلاف میں ہو وہی بدعت ضلالت اور سیۂ ہے اور جو بدعت اللہ اور رسول کے احکام کے موافق ہو گو اس کی کوئی مثال پہلے سے نہ ہو مثلاً سخاوت کی نئی شکلیں یا عمدہ اور بہتر کاموں کی نئی صورتیں جیسے کوئی یتیم خانہ یا بیوہ گھر یا بیت المساکین یا بیت المعذورین یا کتب خانہ یا قرض حسنہ کا بینک یا مدرسہ صنعت وحرفت وتجارت وزراعت وعلوم دینیہ یا مدرسہ تعلیم طب وعلاج ادویہ قائم کرے وہ بدعت حسنہ ہے اور اس پر ثواب کی امید ہے بدلیل دوسری حدیث کے من سن سنۃ حسنۃ کان لہ اجرھا واجر من عمل بھا ومن سن سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا ووزر من عمل لھا۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو تراویح کو بدعت فرمایا وہ اسی معنی میں ہے یعنی بدعت حسنہ ہے کیونکہ افعال خیر میں داخل ہے اور اللہ اور رسول کے احکام کے مواخذ ہے اور بدعت اس کو اس لئے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح اس انتظام کے ساتھ نہیں پڑھی تھی جو انتظام حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نے کیا تھا بلکہ کئی راتیں پڑھ کر اس کو چھوڑ دیا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی ایسا ہی رہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں سب لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کیا اور روزانہ تراویح پڑھنے کے لئے رغبت دلائی اس لئے اس کو بدعت کہا فی الحقیقت وہ سنت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی اور فرمایا اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر و کل بدعة ضلالة اس سے یہی مراد ہے کہ جو بدعت سیئہ ہو اور مخالفت اصول شرع ہو وہ گمراہی۔ تمام ہوا کلام ابن اثیر کا۔ (لغات الحدیث کتاب، ب، ص 30، وحید الزمان)

مولوی عبدالرحمٰن مبارکپوری وہابی:

مولوی عبدالرحمٰن مبارکپوری وہابی بدعت لغوی اور بدعت شرعی کی تقسیم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بقوله كل بدعه ضلالة. والمراد بالبدعة ماا حدث مالا اصل له في الشريعة يدل عليه واما ما كان له اصل من الشرع يدل عليه فليس بدعة شرعاً وان كان لغة فقوله صلى الله اليه وآله وسلم كل بدعة ضلالة من جوامع الكلم لايخرج عنه شئى وهو اصل عظيم من اصول الدين واما وقع فى كلام السلف من استحسان بعض البدع فانما ذلك فى البدع اللغوية لا الشرعيه فمن ذلك قول عمر رضى الله عنه فى التراويح (نعمة البدعة هذه) واوى عنه انه قال ان كانت هذه بدعة فنعمت البدعة ومن ذلك اذان الجمعه الاول زاده عثمان رضى الله عنه لحاجة الناس اليه واقره على واستمر عمل المسلمين

علیہ و روی عن ابن عمر انہ قال ھو بدعۃ ولعلہ اراد ما اراد ابوہ فی التراویح.

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول: کل بدعۃ ضلالۃ (ہر بدعت گمراہی ہے) میں بدعت سے مراد ایسی نئی چیز ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل موجود نہ ہو جو اس پر دلالت کرے اور وہ چیز جس کی اصل شریعت میں موجود ہو جو اس پر دلالت کرے اسے شرعاً بدعت نہیں کہا جا سکتا ہے اگر چہ وہ لغتاً بدعت ہوگی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول کل بدعۃ ضلالہ جوامع الکلم میں سے ہیں اس سے کوئی چیز خارج نہیں ہے یہ دین کے بنیادی اصولوں میں سے ہے اور اسلاف کلام میں جو بعض بدعات مستحسنہ قرار دیا گیا ہے تو یہ بدعت لغویہ ہے شرعیہ نہیں ہے اور اسی میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نماز تراویح کے بارے میں نعمت البدعۃ ہذہ ہے اور آپ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کانت ھذہ بدعۃ فنعمت البدعۃ (اگر یہ بدعت ہے تو یہ اچھی بدعت ہے) اور جمعہ کی پہلی اذان بھی اسی میں سے ہے جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر شروع کیا تھا اور اسے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے قائم رکھا اور اسی پر مسلمان نے مداومت اختیار کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ بدعت ہے شاید ان کا ارادہ بھی اس سے وہی تھا جو ان کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نماز تراویح میں تھا کہ باجماعت نماز تراویح نعمۃ البدعۃ ہے۔

(جامع الترمذی مع شرح تحفۃ الاحوذی)

بدعت حسنہ سنت ہے، مولوی عبداللہ روپڑی وہابی:

سوال: جمعہ کی نماز کے لئے دو اذانیں کہی جاتی ہیں پہلی اذان کا شرعی کیا حکم ہے؟

جواب: حدیث میں صحابہ کی بابت آیا ہے ماراہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن وماراہ المسلمون قبیحاً فھو عند اللہ قبیح۔

یعنی جس شئے کو مسلمان حسن دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک حسن ہے جس کو بری دیکھیں وہ بری ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نے جس کام کو اچھا سمجھا وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا ہے اور پہلی اذان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جاری کی ہوئی ہے اور ان کی حیات میں اور بعد میں اس پر عمل درآمد رہا۔

فتح الباری جلد 4 صفحہ 493 میں ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ آذان سب شہروں میں جاری ہوگئی صرف فاکہانی نے اتنا ذکر کیا ہے کہ مکہ میں حجاج نے جاری کی ہے اور بصرہ میں زیاد نے پھر صاحب فتح الباری لکھتے ہیں مجھے خبر نہیں ہے کہ اذانی اہلِ مغرب اس وقت ایک ہی اذان دیتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر سے صاحب فتح الباری نے بدعت ہونا نقل کیا ہے پھر کہا ہے عبداللہ بن عمر کے قول میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ بدعت کہنے سے ان کا مقصد انکار ہو یعنی یہ اذان درست نہیں۔ دوسرا یہ کہ انکار مقصود نہ ہو بلکہ یہ مقصود ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی۔ جیسے مروجہ طریق تراویح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بدعت کہا ہے حالانکہ شرعاً وہ سنت ہے خلاصہ یہ کہ ماراہ المسلمون حسناً حدیث کے تحت عثمانی اذان درست ہے کیونکہ اسی وقت قریباً سب شہروں میں جاری ہوگئی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اگر چہ مدینہ میں اس کی ابتدا بہتات کے وقت ہوئی ہے مگر

سب شہروں میں پھیلنا اس کا دلالت کرتا ہے آخر لوگوں کی کمی بیشی ضروری نہیں سمجھی گئی پس ثابت ہوا کہ اب بھی یہ اذان درست ہے خواہ کم ہوں یا زیادہ ہاں ضروری نہیں اگر کوئی نہ دینی چاہے تو نہ دے مگر دینے والے پر بھی کوئی اعتراض نہیں اور بعض لوگ جو کہتے ہیں بلند جگہ بازار میں دینی چاہیے کیونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایسی جگہ دی تھی۔ تو یہ ٹھیک نہیں اذان سے مقصود اعلام ہے یعنی لوگوں کو بذریعہ توحید اعلان ہے اس میں بازار یا کسی جگہ کی خصوصیت کو کوئی دخل نہیں مدینہ شریف بازار مسجد کے ساتھ تھا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے موزوں جگہ پر دلوا دی اس طرح ہر شہر کی جامع مسجد میں موزوں جگہ دیکھ لینی چاہیے۔ (فتاویٰ اہلحدیث جلد اول، مولوی عبداللہ روپڑی، صفحہ 443,442)

ہر محدث کام بدعت نہیں ہوتا۔ مولوی عبداللہ روپڑی وہابی:

سوال نمبر 1. خطبہ جمعہ کی نسبت امام نووی اذکار ص 78 میں لکھتے ہیں۔ ویشترط کونہا بالعربیۃ ھکذا فی منہاج الطالبین ص 19 اور شیخ الاسلام زکریا انصاری متن المنہج ص 19 میں لکھتے ہیں۔ وشرط کونہما عربیتین اور ان کے سوا اور علمائے شافعیہ فرماتے ہیں اور حنابلہ نے ایسا ہی لکھا ہے۔

اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مصفیٰ ص 538 میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا رواج عربی میں ہمیشہ سے ہے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ عربی بودن نیز بجہتہ عمل مستمر مسلمین درمشارق و مغارب باوجود آنکہ دربسیارے از قائم مخاطبان عجمی بودند۔

اب سوال یہ ہے کہ ان عبارات سے غیر لسان عرب میں خطبہ جمعہ پڑھنا ایک فعل محدث ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔

نمبر 2. بہتیرے امور محدث کہے جاتے ہیں وہ اسی وجہ سے کہ وہ ازمنہ مشہود لہا بالخیر سے متوارث نہیں پس خطبہ جمعہ غیر لسان عرب میں جواز منہ مشہود لہا بالخیر سے متوارث نہیں اس کو کیوں محدث نہیں کہا سکتا۔

نمبر 3. یہ اردو خطبہ کس وقت سے جاری ہوا اور کون اس کا موجد ہے۔

نمبر 4. یہ عربی خطبہ جو ہمیشہ سے جاری ہے جس کو عوام نہیں سمجھتے ہیں شرعاً ادا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

نمبر 5. نماز میں علاوہ دعا ماثورہ اگر کوئی شخص اپنی زبان اردو یا فارسی میں کوئی دعا پڑھے تو یہ جائز ہے یا نہیں دونوں شقوں کا جواب مدلل مطلوب ہے۔

جواب نمبر 1. ہر محدث کام بدعت نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے کچھ شرائط ہیں۔ ایک یہ کہ وہ دین میں داخل ہو۔ اگر دین میں داخل نہ ہو تو وہ بدعت نہیں جیسے علم معانی، بیان، عرض وغیرہ۔ دوسری شرط یہ ہے کہ شریعت میں اس کا ثبوت نہ ہو اگر شریعت میں اس کا ثبوت ہو تو وہ بھی بدعت نہیں جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی بابت فرمایا۔ نعمت البدعۃ ہٰذہٖ یعنی یہ اچھی بدعت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین روز پڑھ کر فرضیت کے خوف سے ترک کر دی تھیں۔ اسی طرح تعدد جمعہ (یعنی شہر میں کئی جگہ جمعہ پڑھنے) کی بابت صحیح مسلک یہی ہے کہ درست ہے، اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور حضرت عثمان کے زمانہ میں ایک ہی جگہ ہوتا رہا تھا۔ متعدد جگہ نہیں ہوا، اسی طرح خطبہ جمعہ کو سمجھ لینا چاہیے۔ اگر کہا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تعدد جمعہ کی بابت مروی ہے کہ انہوں نے تعدد جمعہ کا حکم کیا۔

چنانچہ ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں ذکر کیا ہے اس لئے یہ محدث نہ

رہا۔ بخلاف خطبہ کے غیر عربی ہونے کی کونسی روایت ہے تو جواباً عرض ہے کہ خطبہ جمعہ غیر عربی میں ہونے کی بابت ارشاد نبوی موجود ہے مسلم وغیرہ میں حدیث خطبہ جمعہ میں ہے۔

یقراء القرآن ویذکر الناس.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو وعظ کرتے اور ظاہر ہے کہ افہام (سمجھانا) نہ ہو تو وعظ ہی نہیں۔ اس کے علاوہ مسلم اور ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خطبہ فرماتے تو آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ غصہ سخت ہو جاتا اور آواز بلند ہو جاتی۔ گویا کہ آپ فوج دشمن سے ڈرانے والے ہیں جو کہتا ہے صبح کو لوٹا تمہیں شام کو لوٹا تمہیں۔

(فتاویٰ اہلحدیث جلد دوئم ص 35، مولوی عبداللہ روپڑی)

بدعت کی قسمیں، قاضی شوکانی وہابی:

یمن کے معروف غیر مقلد عالم شیخ شوکانی حدیث عمر نعمت البدعۃ ہذہ کے ذیل میں فتح الباری کے حوالے سے اقسام بدعت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

البدعة اصلها ما احدث على غير مثال سابق و تطلق فى الشرع على مقابلة السنة فتكون مذمومه. والتحقيق انما ان كانت مما يندرج تحت مستحسن فى الشرع فهى حسنه وان كانت مما يندرج تحت مستقبح فى الشرع فهى مستقبحة والا فهى من قسم المباح وقد تنقسم الى الاحكام الخمسة.

ترجمہ: لغت میں بدعت اس کام کو کہتے ہیں جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو اور اصطلاح شرع میں سنت کے مقابلہ میں بدعت کا اطلاق ہوتا ہے اس لئے یہ

مذموم ہے اور تحقیق یہ ہے کہ بدعت اگر کسی ایسے اصول کے تحت داخل ہے جو شریعت میں مستحسن ہے تو یہ بدعت حسنہ ہے اور اگر ایسے اصول کے تحت داخل ہے جو شریعت میں قبیح ہے تو یہ بدعت سیئہ ہے ورنہ بدعت مباحہ ہے اور بلاشبہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔ (قبل الاوطار شرح مفتی الاخبار، ج3، 73)

مولوی نواب قطب الدین دہلوی دیوبندی:

بدعت کی قسمیں

وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم اما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد وسرا الامور محدثاتها و كل بدعة ضلالة.

ترجمہ: اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا بعد ازاں جاننا چاہیے کہ بے شک سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے سب سے بہترین راستہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ ہے اور سب سے بدترین چیز وہ ہے جس کو (دین میں) نیا نکالا گیا ہو اور ہر بدعت اپنی طرف سے دین میں پیدا کی ہوئی نئی بات گمراہی ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

تشریح:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے ہوں گے چنانچہ سب سے پہلے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وتعریف کی ہو گی پھر اما بعد یعنی بعد ازاں کہہ کر یہ حدیث اس طرح ارشاد فرمائی۔

بدعت ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں نہ رہا ہو بلکہ آپ کے بعد مختلف زمانوں میں پیدا ہوتی

رہی ہیں۔

بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ یعنی اگر ایسی چیزیں نکالی گئی ہیں جو اسلامی اصول و قوائد کے مطابق ہوں اور قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہوں تو ان کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو چیزیں منشاء شریعت کے برعکس اور قرآن و حدیث کے برخلاف ہوں ان کو بدعت سیئہ کہتے ہیں اور یہی بدعت گمراہی و ضلالت اور خداوند کے رسول کی ناراضگی کا باعث ہے چنانچہ حدیث میں کل بدعۃ ضلالۃ سے مراد یہی بدعت سیئہ ہے۔

ایسی بدعت سے اجتناب ضروری ہے جاننا چاہیے کہ بعض بدعت ایسی ہیں جو واجب بھی ہیں مثلاً علم نحو کی تعلیم کہ اس کے بغیر کلام اللہ سمجھنا ناممکن ہے اس لئے برخلاف بعض بدعات حرام ہیں مثلاً قدریہ جبریہ کے مذاہب اور ان کے افکار و نظریات جو قرآن و سنت کے بالکل برخلاف ہیں بلکہ ان کے مذاہب کا رد کرنا بدعت واجبہ ہے۔

بعض بدعات مستحب ہیں جیسے خانقاہیں قائم کرنا وہاں معرفت الٰہی اللہ کے لئے لوگوں کے قلوب کو راہ حق پر لگانا یا مدرسے قائم کرنا جہاں مسلمان بچوں کو دینی تعلیم تربیت دینا یا اسی طرح ایسے تمام کارِ خیر اور اچھی چیزیں جن کی فی الوقت ضرورت مسلم ہو اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں موجود نہ رہی ہوں۔

کچھ بدعت مکروہ بھی ہیں مثلاً کلام اللہ اور مساجد پر نقش و نگار بنانا اور ان کی تزئین و آرائش کے لئے غیر مسنون طریقے اختیار کرنا بعض بدعت مباح بھی ہیں جیسے صبح کے بعد مصافحہ کرنا لیکن یہ امام شافعی کا مذہب ہے حنفیہ کے یہاں صبح کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے۔

بدعت کے سلسلہ میں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑا اچھا تجزیہ کیا ہے

وہ فرماتے ہیں جونئی بات پیدا کی جائے یعنی بدعت اگر وہ کتاب کے مخالف صحابہ کے اقوال کے منافی اور اجماع امت کے برعکس ہو تو وہ ضلالت و گمراہی ہے اور جو چیزیں ایسی نہ ہوں ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد اول، ص 197، نواب قطب الدین دیوبندی)

عیدین کے بعد دعا ثابت نہیں مگر جائز ہے:

سوال: عیدین میں دعا کس وقت مانگے آیا بعد نماز یا بعد خطبہ کے۔

جواب: عیدین کی نماز کے بعد مثل دیگر نمازوں کے دعا مانگنا مستحب ہے خطبہ کے بعد دعا مانگنے کا استحباب کسی روایت سے ثابت نہیں اور عیدین کی نماز کے بعد دعا کرنا استحباب ان ہی حدیثوں و روایات سے معلوم ہوتا ہے جن میں عموماً نمازوں کے بعد دعا مانگنا وارد ہوا ہے اور دعا بعد الصلوٰۃ مقبول ہوتی ہے۔

حصن حصین میں وہ احادیث مذکور ہیں اور ہمارے حضرات اکابر کا یہی معمول رہا ہے بندہ کے نزدیک جو علما عیدین کی نماز کے بعد دعا مانگنے کو بدعت یا غیر ثابت فرماتے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں کیونکہ عموماً نمازوں کے بعد دعا کا استحباب ثابت ہے پھر عیدین کی نمازوں کا استثناء کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور وہ احادیث معروف و مشہور مشکوٰۃ شریف و حصن و حصین میں مذکور ہیں ان کی نقل ضرورت نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد 5، ص225)

سوا لاکھ مرتبہ آیۃ کریمہ پڑھنا ثابت نہیں مگر جائز ہے:

آج کل یہ عام رواج ہوتا جا رہا ہے کہ کسی گاؤں یا محلے کے لوگ کسی مشکل کے وقت جمع ہو کر آیۃ کریمہ **لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین** o کو سوا لاکھ دفعہ اس خیال سے ورد کرتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ

نے حضرت یونس علیہ السلام کو اس آیت کے ورد سے مشکل سے نجات دی تھی۔
اسی طرح ہماری مشکل بھی دور ہو جائے گی اس ورد کی شرعی حیثیت کیا ہے نیز
مشکل کے وقت اسلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کا کیا طریقہ سکھایا ہے۔
الجواب: سوا لاکھ مرتبہ آیۃ کریمہ کا ورد کرنا کوئی شرعی حکم نہیں ہے کہ مصیبت کے
وقت ایسا کرنا ضروری بلکہ دعا کرنے کا طریقہ ہے جیسے دوسرے طریقوں سے دعا
کرنا جائز اور مشروع ہے ایسے ہی آیۃ کریمہ پڑھ کر دعا کرنا بھی مشروع ہے البتہ
بزرگوں کا تجربہ ہے آیت ہذا کا ورد مذکور کر کے دعا کی جائے تو قبولیت کی بہت
امید ہے اور دافع بلا کا ظن غالب ہے بس اس ورد کی شرعی حیثیت یہی ہے۔
(خیر الفتاویٰ، جلد 5، ص 342، خیر محمد جالندھری، دیوبندی)

سرکار کے زمانہ کے بعد کے افعال:

قرآن کا جمع کرنا اور سورتوں کی ترتیب دینا اور بہیئت مخصوصہ نماز
تراویح کا ہونا اور نماز جمعہ کے واسطے اذان ثالث کا جاری کرنا اور قرآن مجید پر
اعراب لگانا اور دلائل نقلیہ کے ساتھ بدعتیوں سے مناظرہ کرنا اور کتب حدیث کا
تصنیف کرنا اور قواعد نحو کو بیان کرنا اور حدیث کے راویوں کی جانچ پڑتال کرنا اور
بقدر ضرورت احکام فقہیہ کے استنباط میں مشغول ہونا یہ سب ملحق بالسنہ کے قبیل سے
ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد اول، ص 728)

بدعت کی تعریف، مولوی مودودی کے قلم سے:

ایشیا لاہور، جلد 27، شمارہ 18 / 17 جمادی الاول 1400 ہجری۔
4 مئی 1980ء کسی فعل بدعت مذمومہ قرار دینے کے لئے صرف یہی بات کافی
نہیں ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں نہ ہوا تھا۔ لغت کے اعتبار

سے ضرور ہر نیا کام بدعت ہے مگر شریعت کی اصطلاح میں جس بدعت کو ضلالت قرار دیا گیا ہے اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کے لئے شرع میں کوئی دلیل نہ ہو جو شریعت کے کسی قاعدے یا حکم سے متصادم ہو جس سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرنا یا کوئی ایسی مضرت رفع کرنا متصور نہ ہو۔

جس کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہے۔ جس کا نکالنے والا اسے خود اپنے اوپر یا دوسروں پر اس ادعا کے ساتھ لازم کر لے کہ اس کا التزام نہ کرنا گناہ اور کرنا فرض ہے یہ صورت اگر نہ ہو تو مجرد اس دلیل کی بنا پر کہ فلاں کام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں نہیں ہوا اسے بدعت یعنی ضلالت نہیں کہا جا سکتا۔ بخاری نے کتاب الجمعہ میں چار حدیثیں نقل کی ہیں۔ جن میں بتایا گیا ہے کہ عہد رسالت اور عہد شیخین میں جمعہ کی صرف ایک آذان ہوتی تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں ایک اذان کا اور اضافہ کر دیا لیکن اسے بدعت ضلالت کسی نے بھی قرار نہیں دیا۔ بلکہ تمام امت نے اس نئی بات کو قبول کر لیا بخلاف اس کے انہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں قصر کرنے کی بجائے پوری نماز پڑھی تو اس پر اعتراض کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صلوٰۃ ضحیٰ کے لئے وہ خود بدعت اور احداث کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ احسن ما احدثوا اسیران بہترین نئے کاموں میں سے ہے جو لوگوں نے نکال لئے ہیں۔ بدعت ونعمت البدعۃ وہ بدعت ہے اور اچھی بدعت ہے مااحدث الناس شیئا احب الی منھا۔ لوگوں نے کوئی ایسا نیا کام نہیں کیا ہے جو مجھے اس سے زیادہ پسند ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تراویح کے بارے میں وہ طریقہ جاری کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں نہ تھا۔ وہ خود اسے نیا کام کہتے ہیں۔

اور پھر فرماتے ہیں نعمۃ البدعۃ ہذاہ۔ یہ اچھا نیا کام ہے اس سے معلوم ہوا کہ مجرد نیا کام ہونے سے کوئی فعل بدعت مزمومہ نہیں بن جاتا بلکہ اسے بدعت مزمومہ بنانے کے لئے کچھ شرائط ہیں امام نووی شرح مسلم کتاب الجمعہ میں کل بدعۃ ضلالۃ کی تشریح کرتے ہیں لکھتے ہیں علماء نے کہا ہے کہ بدعت یعنی با اعتبار لغت نئے کام کی پانچ قسمیں ہیں۔ (۱) بدعت واجب ہے (۲) بدعت مندوب یعنی پسندیدہ ہے جسے کرنا شریعت میں مطلوب ہے (۳) بدعت حرام ہے (۴) مکروہ ہے اور (۵) مباح ہے اور ہمارے اس قول کی تائید حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس ارشاد سے ہوتی ہے جو انہوں نے نماز تراویح کے بارے میں فرمایا۔

علامہ عینی عمدۃ القاری کتاب الجمعہ میں سعید بن حمید کی یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ جب مدینہ کی آبادی بڑھ گئی اور دور دور مکان بن گئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تیسری اذان کا یعنی اس اذان کا جواب جمعہ کے روز سب سے پہلے دی جاتی ہے حکم دیا اور اس پر کسی نے اعتراض نہ کیا مگر منیٰ میں پوری نماز پڑھنے پر اعتراض کیا گیا۔ علامہ ابن حجر فتح الباری کتاب التراویح میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول نعمت البدعۃ ہذہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں بدعت ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جو کسی مثال سابق کے بغیر کیا گیا ہو مگر شریعت میں یہ لفظ سنت کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے اور اسی بنا پر بدعت کو مذموم کہا جاتا ہے اور تحقیق یہ ہے جو نیا کام شرعاً مستحسن کی تعریف میں آتا ہو وہ اچھا ہے اور جو شرعاً برے کام کی تعریف میں آتا ہو وہ برا ہے ورنہ پھر مباح کی قسم میں ہے۔ (بحوالہ غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف)

درباروں پر حاضری کے منکر صدر ضیاء الحق کی قبر پر:

ضیاء الحق کی برسی میں شرکت کیلئے ملتان سے 25 بسوں کا قافلہ جائے گا:

ملتان ، مقالہ نگار: جنرل ضیاء الحق مرحوم کی برسی میں شرکت کے لئے ملتان سے 25 بسوں پر مشتمل ایک قافلہ اسلام آباد جائے گا جو برسی کی تقریبات میں شرکت کرے گا اور ملتان کے شہریوں کی جانب سے چادر چڑھائے گا۔ اس بات کا فیصلہ آج یہاں ایک اجلاس میں کیا گیا جس میں جماعت اسلامی ملتان کے قائم مقام امیر ملک وزیر غازی۔ پاکستان مسلم لیگ ملتان شہر کے رہنما انتظار حسین قریشی انجمن شہریان ملتان کے صدر محمد عقیل صدیقی، جنرل ضیاء الحق شہید ویلفیئر کونسل کے چیئر مین طارق عمر چوہدری مولانا عماد الدین اور جمعیت اہلحدیث کے رہنما معظم کامران بابر کے علاوہ شیخ محمد علیم اور خورشید احمد نے شرکت کی اجلاس میں اہل پاکستان سے بھی اپیل کی گئی ۔ وہ 17 اگست کو جنرل ضیاء الحق کی پہلی برسی پورے عقیدت و احترام سے منائیں۔ (روزنامہ نوائے وقت، ہفتہ 12 اگست 1989ء، بحوالہ غیر مقلدین کو دعوت انصاف)

ختم بخاری قرون ثلٰثہ میں نہیں مگر جائز ہے:

سوال: کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلٰثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں۔

جواب: قرون ثلٰثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔

(فتاوٰی رشیدیہ صفحہ 82)

معتبر اور مستند احباب کے فیصلے:

علامہ سید محمد امین ابن عابدین الشامی کا فیصلہ:

علامہ ابن شامی لکھتے ہیں:

قوله ای صاحب بدعة ای بحرمة والا فقد تكون واجبة كنصب الادلة للرد على اهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للكتاب والسنة ومندوبة كاحداث نحو رباط ومدرسة وكل احسان لم يكن فى الصدر الاول ومكروهة كزخرمة المساجد ومباحة كالتوسع بلذيذ الماكل والمشارب والسياب كما فى شرح الجامع الصغير للمناوى عن تهذيب النووى ومثله فى الطريقة المحمديه للبركلى.

ترجمہ: قولہ ای صاحب بدۃ ان کے قول کہ صاحب بدعت سے مراد بدعت محرمہ ہے اور اگر یہ مراد نہ ہو تو ہر بدعت واجبہ مراد ہے جیسے گمراہ فرقوں کے رد میں دلائل قائم کرنا اور علم النحو کا سیکھنا جو کہ کتاب وسنت کو سمجھانے کا باعث ہے اور اسی بدعت مندوبہ ہوتی ہے جیسے سرحدی چوکیوں۔ مدارس اور وہ اچھے کام جو پہلے زمانہ میں نہ تھے ان کا ایجاد کرنا وغیرہ اور اسی طرح مساجد کی تزئین کرنا بدعت مکروہ اور اسی طرح لذیذ کھانے مشروبات اور پہننے وغیرہ کی چیزوں میں وسعت اختیار کرنا بدعت مباحۃ ہے اور اسی طرح امام مناوی کی جامع الصغیر میں امام نووی کی تہذیب میں اور امام برکلی کی الطریقۃ المحمدیہ میں بھی ایسے ہی درج ہے۔

(ابن عابدین شامی، ردالمختار علی درالمختار)

امام ملا علی رحمتہ اللہ علیہ کا فیصلہ:

امام ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب مرقات شرح مشکوٰۃ میں بدعت کی اقسام اور ان کی تفصیلات نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قال شیخ عزالدین بن عبد سلام فی آخر کتاب القواعد۔ البدعة اما واجبة کتعلم النحوم لفهم کلام الله ورسوله وکتدوین اصول الفقه والکلام فی الجرح والتعدیل واما محرمة کمذهب الجبریه والقدریه والموجنة والمجمه والرد علی هؤلاء من البدع الواجبه لان حفظ الشریعة من هذه البدع فرض کفایة واما مندوبة کاحداث الربط والمدارس وکل احسان لم یعهوفی الصدر الاول وکالتراویح بالجماعة العامه والکلام فی دقائق الصوفیة واما مکروه کذخرفة المساجد و تدویق المصاحف یعنی عند الشافعیه واما عند الحنفیه فمباح واما مباح کالمصافحة عقیب الصبح والعصری عند الشافعیة ایضاً والا فعند الحنفیه مکروه والتوسع فی الذائذ الماکل والمشارب والمساکن وتوسیع الاکمام۔

ترجمہ: شیخ عزالدین بن عبدالسلام القواعد البدعۃ کہ آخر میں فرماتے ہیں بدعت واجبہ میں قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کو سمجھنے کے لئے نحو کا سیکھنا اصول فقہ کی تدوین کرنا اور ان میں جرح والتعدیل کا حاصل کرنا ہے جبکہ بدعت محرمہ میں نئے مذاہب کا وجود ہے جیسے جبریہ قدریہ مرجیہ اور مجسمہ اور ان تمام کا رد بدعت واجبہ سے کیا جائے گا کیونکہ اسی بدعت سے شریعت کی حفاظت کرنا فرض کفایہ ہے جبکہ بدعت مندوبہ میں سرائے اور مدارس کا قیام اور ہر قسم کی

نیکی کا فروغ جو اسلام کی ابتدائی دور میں نہ تھی۔ جیسے باجماعت نماز تراویح اور تصوف کے پیچیدہ نکات و رموز پر گفتگو کرنا شامل ہے۔

بدعت مکرومہ میں شوافع کے ہاں مساجد اور قرآن کی تذئین و آرائش کرنا ہے جب کہ احناف کے ہاں یہ مباح ہے اور بدعت مباح میں شوافع کے ہاں فجر اور عصر کے بعد مصافحہ کرنا اور احناف کے نزدیک یہ مکروہ ہے اسی طرح لذیذ کھانے پینے اور گھروں اور آستینوں کو وسیع کرنا بھی بدعت مباح میں شامل ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ، ملاعلی قاری، جلد 1 ص 217)

بدعت کی قسمیں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب اشعۃ اللمعات میں بدعت کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بعض بدعتہا ست کہ واجب است چنانچہ تعلیم و تعلم۔ صرف ونحو کہ بداں معرفت آیات واحادیث حاصل گردد حفظ غرائب کتاب و سنت و دیگر چیز ھائیکہ۔ حفظ دین وملت برآں موقوف بد و بعض مستحسن و مستحب مثل بنائے رباطہا و مورسہا و بعض مکروہ مانند نقش ونگار کردن مساجد و مصاحف بقول بعض و بعض مباح مثل فراخی درطعامہائے لذیدہ ولباسہاے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشندو باعث طغیاں وتکبر ومفاخرت نشوند ومباحات دیگر کہ درزمان۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہود نو چنانکہ مذاہب اہل بدع وعوابد خلاف سنت و جماعت وانچہ خلفاء راشدین کردہ باشند۔

بعض بدعتیں ایسی ہیں جو کہ واجب مثلاً علم صرف ونحو کا سیکھنا اور سکھانا کہ ان کے ذریعے آیات واحادیث کے معنی کی صحیح پہچان ہوتی ہے اسی طرح

کتاب وسنت کے غرائب اور دوسری بہت سی چیزوں کو حفظ کرنا جن پر دین وملت کی حفاظت موقوف ہے اور کچھ بدعات مستحسن اور مستحب ہیں جیسے سرائے اور دینی مدرسے تعمیر کرنا اور بعض بدعات بعض علماء کے نزدیک مکروہ ہیں جسے مساجد اور قرآن کریم کی آرائش وزیبائش کرنا بعض بدعات مباح ہیں جسے کھانے پینے کی لذیذ چیزوں اور لباس فاخرہ کی فراوانی کا حسب ضرورت استعمال لیکن شرط یہ ہے کہ حلال ہو اور سرکشی تکبر ورعونت اور فخر کا باعث نہ ہو اور دوسری ایسی مباحات جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں نہ تھیں جیسے کہ آٹے کو چھلنی سے چھاننا وغیرہ۔

بعض بدعات حرام ہیں ان میں اہل بدعت کے نفسانی خواہشات کی اتباع میں نئے مذاہب ہیں جو سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلفاء راشدین کے طریقوں کے خلاف ہیں۔

(اشعۃ اللمعات شرح صلوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب السنہ، جلد 1، ص125)

سنت کے خلاف جو عمل ہو وہ بدعت ہے۔ (غزالی)

امام محمد بن غزالی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب میں بدعت کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

فلیس کل ماابدع منھا بل المنھی بدعۃ تضاد سنۃ ثابتۃ وترفع امرا من الشرع مع بقاد علت بل الابداع قدیجب فی بعض الاحوال اذا تغیرت الاسباب ولیس فما لمائدۃ الارفع الطعام عن الارض لتسیر الاکل وامثال ذالک ممالا کراھۃ فیہ والاربع التی جمعت فی انھا مبدعۃ لیست متساویہ بل الاثنان حسن لما فیہ من

النظافة فان الغسل مستحب للنظافة والاشنان ثم فی التنظیف. وکانوا لایستعملونہ لانہ ربما کان لایعتاد عندھم اولا بشیر. اوکانوا مشغولین باموراھم من المبالغة فی النظافة فقد کانوا لا یغسلون الیدایضاً وکانت منادیلھم اخمص اقدامھم وذالک لایمنع کون الغسل مستحباً واما المنخل فالمقصود منہ لطیب الطعام وذالک مباح مانم یتتہ الی التنعم المفرط واما المائدہ فتسیر للاکل وھوایضاً مباح مالم ینتہ الی الکبز والتعاظم واما التبع فھو اشد ھذہ الاربعة فانہ بدعوالی تھیج الشھوات وتحریک الادواء حی البدن فلتدرک التفرقة بین ھذہ البدعات.

ترجمہ: ہر بدعت ممنوع نہیں ہوتی بلکہ ممنوع صرف بدعت وہ ہوتی ہے جو سنت ثابتہ سے متضاد ہو اور اس سنت کی علت کے ہوتے ہوئے امر شریعت کو اٹھا دے مزید برآں بعض احوال میں جب اسباب متغیر ہو جائیں تو بدعت واجب ہو جاتی ہے اور بلند دسترخوان میں یہی بات تو ہے کہ کھانے کی آسانی کے لئے کھانے کو زمین سے بلند کیا جاتا ہے اور اس قسم کے کاموں میں کراہت نہیں ہوتی جن چار باتوں کو جمع کیا گیا کہ یہ بدعت ہیں تو یہ سب برابر نہیں ہیں بلکہ اشنان (ایک بوٹی جو صفائی کے کام آتی ہے) اچھی چیز ہے کیونکہ اس میں نظافت ہے کیونکہ پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے غسل مستحب ہے اور اشنان اس نظافت کو مکمل کرتی ہے اور وہ لوگ اس لئے استعمال نہیں کرتے تھے کہ ان کی عادت نہیں تھی یا انہیں حاصل نہیں ہوتی تھی یا وہ نظامت سے زیادہ اہمیت کے کاموں میں مشغول ہوتے تھے بعض اوقات وہ ہاتھ بھی نہیں دھوتے تھے اور ان کے رومال پاؤں کے تلوے ہوتے تھے (یعنی پاؤں کے تلوں سے ہاتھ صاف کر لیتے تھے) اور یہ عمل دھونے

کے استحباب کے خلاف نہیں چھلنی سے مقصود کھانے کو صاف کرنا ہوتا ہے اور یہ جائز ہے جب تک حد سے متجاوز عیاشی کی طرف نہ لے جائے اونچے دستر خوان سے چونکہ کھانا کھانے میں آسانی ہوتی ہے لہٰذا یہ بھی جائز ہے جب تک تکبر اور بڑائی پیدا نہ کرے شکم سیری ان چاروں میں سے زیادہ سخت ہے کیونکہ اس سے خواہشات ابھرتی ہیں اور بدن میں بیماری پیدا ہوتی ہیں تو ان چاروں بدعات میں فرق معلوم ہونا چاہیے۔ (احیاء العلوم الدین، امام غزالی بحوالہ البدعۃ)

منکروں کا حق نواز جھنگوی کی قبر پر پھولوں کی چادریں چڑھانا:

جھنگ میں میلے کا سماں، سپاہ صحابہ کی کامیابی پر نفل پڑھے گئے۔
سپاہ صحابہ کے قائدین نے حق نواز جھنگوی کے مزار پر حاضری دی پھولوں کی چادریں چڑھائیں۔

جھنگ: نمائندہ جنگ، قومی اسمبلی کے حلقہ این اے 78 جھنگ اور پی پی 75 جھنگ 5 سے سپاہ صحابہ کے امیدوار مولانا اعظم کی زبردست کامیابی کے بعد رات گئے سپاہ صحابہ پاکستان کے مرکز میں جھنگ کی تاریخ کا عظیم استقبالی جلسہ منعقد ہوا جس میں اعلان کیا گیا کہ مولانا اعظم طارق اور سپاہ صحابہ کی خدمات کے صلہ میں سابق ایم پی اے میاں ریاض حشمت جنجوعہ شہر سے دوسرا ضمنی الیکشن لڑیں گے اور ان کی پر زور حمایت کی جائے گی شرکاء اجتماع نے نوافل شکرانہ ادا کیے مٹھائی تقسیم کی گئی نیز چاول کی دیگیں پکا کر بانٹی گئیں۔ گذشتہ روز چھوٹے بڑے جلوس نکالے گئے شہر میں میلے کا سماں ہے۔ مولانا اعظم طارق کے حامیوں نے سائیکل کا جنازہ نکالا اور ایک زنگ آلود خستہ وشکستہ حال سائیکل کو چارپائی پر رکھ کر شہر مین گھمایا ایک اور جلوس میں جیتنے والے مولانا اعظم طارق کو دولہا بنایا گیا

جو ڈولی اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔ عوام نے ڈولی پر نوٹ نچھاور کیئے۔ حافظ محمد اعظم طارق اور دوسرے قائدین نے اپنے شہید اول اور بانی قائد مولانا حق نواز جھنگوی کے مزار پر حاضری دی پھولوں کی چادریں چڑھائیں۔ فاتحہ پڑھی اور ان کے جاری کردہ مشن کی تکمیل کا عہد تازہ کیا۔

سارا دن لوگ سپاہ صحابہ کے مرکز پر مبارک باد دینے کے لئے آتے جاتے رہے۔

(روزنامہ جنگ، لاہور، یکم رمضان 1412 ہجری، 6 مارچ 1992ء جمعہ)

ایصال ثواب کے منکروں کا رسم قل کرنا۔

مولوی مختار سیال کی رسم قل، مولانا اعظم طارق نے بھی شرکت کی:

جھنگ، نمائندہ خصوصی۔ سپاہ صحابہ کے رہنما مختار سیال کی رسم قل گذشتہ روز مقامی مسجد میں ادا کی گئی، اس میں مولانا اعظم طارق ایم این اے بھی شریک ہوئے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے انہوں نے مولانا مختار سیال کے قتل کی مذمت کرتے ہوئے ان کے قاتلوں کو سخت سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی آج جھنگ پہنچ رہے ہیں اور وہ مسجد حق نواز شہید میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کریں گے۔ (روزنامہ پاکستان، لاہور جمعۃ المبارک، 17 ذوالحج 1412 ہجری، 19 جون 1992)

جشن عید میلاد النبی کے جلوس کے منکروں کا جلوس نکالنا:

میلسی، نامہ نگار، سپاہ صحابہ تحصیل میلسی کے زیر اہتمام یکم محرم کو شہادت خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں جلوس نکالا جائے گا۔ یہ جلوس 8 بجے کمیٹی باغ سے شروع ہو کر قائد اعظم روڈ چوک صدیق اکبر رضی اللہ

عنہ، چوک فاروق اعظم تھانہ بازار، چوک عثمان غنی رضی اللہ عنہ فدہ بازار سے ہوتا ہوا چوک علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ میں ختم ہو گا جلوس کے دوران سپاہ صحابہ کے قائدین علماء کرام خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موضوع پر خطاب کریں گے۔

(روزنامہ پاکستان لاہور، جمعرات 30 ذوالحج 1412 ہجری، 2 جولائی 1992ء)

دیوبندیوں کا جلوس نکالنا:

شجاع آباد، یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے موقع پر سپاہ صحابہ کا جلوس۔
صحابہ کرام کے ایام سرکاری سطح پر منانے اور ریڈیو ٹی وی پر خصوصی پروگرام نشر کرنے کا مطالبہ۔

شجاع آباد، نامہ نگار، یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے موقع پر گذشتہ روز سپاہ صحابہ پاکستان کے زیر اہتمام جمعہ کی نماز کے بعد شاہی جامع مسجد سے ایک جلوس نکالا گیا جس کی قیادت مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا زبیر صدیقی اور مولانا محمد عارف اور خواجہ شکیل الرحمٰن نے کی۔ شرکاء جلوس شہر کے مختلف بازاروں سے ہوتے ہوئے تھانہ چوک پہنچے جہاں جلسہ منعقد ہوا جس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایام سرکاری سطح پر منائے جائیں۔ ریڈیو، ٹی وی پر ان کے متعلق خصوصی پروگرام نشر کیے جائیں۔ صحابہ کرامؓ کے خلاف چھپنے والا لٹریچر ضبط کیا جائے شرکاء جلوس نے حکومت اور صوبائی وزیر خوراک دیوان عاشق بخاری کے خلاف نعرہ بازی کی۔

(روزنامہ جنگ لاہور، ہفتہ 23 جمادی الثانی، 1413 ہجری، 19 دسمبر 1992ء)

دیوبندیوں کا جلوس نکالنا، سپاہ صحابہ چیچہ وطنی کے زیر اہتمام جلوس:

چیچہ وطنی، نامہ نگار، سپاہ صحابہ چیچہ وطنی کے زیر اہتمام 22 جمادی الثانی بسلسلہ یوم سیدنا صدیق اکبرؓ ایک جلوس نکالا جائے گا۔ جس کی قیادت سٹی صدر حافظ حبیب اللہ اور دیگر رہنما کریں گے۔

(روزنامہ جنگ لاہور، ہفتہ 12 جمادی الثانی، 1414 ہجری، 27 نومبر 1993ء)

دیوبندیوں نے جشن عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالا:

ربوہ میں عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالا گیا:

لاہور 11 جنوری (پ ر) تحریک طلبہ اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوۃ کے زیر اہتمام ربوہ شہر میں قیام پاکستان کے بعد پہلی مرتبہ عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالا گیا۔ جلوس کی قیادت تحریک کے مرکزی قائدین محمد عباس نجمی شاہد محمود کاشمیری اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے قاری یامین گوہر قاری اللہ یار ارشد میر سخی سرور، میاں مشتاق اور جمیل رانجھا نے کی جلوس ربوہ کے مختلف بازاروں کا چکر لگاتا ہوا مسجد احرار ربوہ میں جا کر ختم ہوا جلوس کے شرکاء شان رسالت زندہ باد ختم نبوت زندہ باد رہبر و رہنما مصطفٰے مصطفٰے شہدائے ختم نبوت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ جلوس کے دوران مختلف مقامات پر قائدین نے سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر تقاریر کیں۔

(روزنامہ جنگ لاہور، بدھ 17 ربیع الاول 1402 ہجری، 13 جنوری 1982ء، بحوالہ غیر مقلدین کو دعوت انصاف)

جشن عید میلاد النبی ﷺ پر مٹھائی تقسیم پر اعتراض کا جواب:

علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی مرحوم کے بیٹے کی ولادت پر خوشی کا اظہار:

میاں چنوں (نامہ نگار) جمیعۃ اہلحدیث پاکستان کے نائب ناظم اعلیٰ علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی مرحوم کی بیوی کے ہاں بیٹے کی ولادت کی خوشی میں جامع مسجد اہلحدیث میاں چنوں میں جماعت کے سرکردہ افراد چوہدری احمد علی، حاجی محمد عیسیٰ، حاجی محمد اصغر، حاجی محمد اشرف، بلال مجید اور حافظ عبدالستار حماد کی جانب سے مٹھائی تقسیم کی گئی اور بچے کی صحت کے لئے دعا مانگی گئی۔

(روزنامہ جنگ لاہور، اتوار 15 ذیقعد 1407 ہجری، 14 جولائی 1987،
بحوالہ غیر مقلدین کو دعوت انصاف)

کسی مولوی یا مفتی کی یاد میں دن منانا، اجتماع کرنا تاریخیں مقرر کرنا قرآن و حدیث میں یا آثار صحابہ میں اس کا ثبوت ملتا ہے، وہابیوں دیوبندیوں سے سوال، عرس کے منکروں کا اپنے مولویوں کا دن منانا۔ یوم محمود 13,12 نومبر کو منایا جائے گا۔

ملتان، 18 اکتوبر (پ ر) مرکزی مجلس استقبالیہ یوم محمود کا اجلاس آج دفتر لوہاری گیٹ منعقد ہوا۔ مفتی محمود کی یاد میں اجتماع کی تاریخیں 13,12 نومبر مقرر ہوئیں۔ اس عظیم اجتماع کو شایان شان طریقہ سے منانے کے لئے صوبائی سطح پر نگران مقرر کئے گئے۔ قاری محمد ادریس کو پنجاب محمد فاروق قریشی کو سندھ، مولانا عبدالحکیم اکبری کو صوبہ سرحد اور حافظ حسین احمد کو بلوچستان کا نگران مقرر کیا گیا۔ ایک سہ رکنی رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی جو ملک بھر میں یوم محمود کو منظم طور پر منانے کے کام کی نگرانی کرے گی۔ کمیٹی مولانا سید عبدالمجید ندیمؔ، خواجہ محمد عبدالرؤف

صدیقی اور اکرام انصاری پر مشتمل ہے۔ یہ کمیٹی 19 اکتوبر سے کراچی سکھر کوئٹہ کا دورہ شروع کرے گی۔ جو ایک ہفتہ جاری رہے گا۔

(روزنامہ نوائے وقت ملتان، پیر 20 ذوالحج 1401،

19 اکتوبر 1981ء، بحوالہ غیر مقلدوں کو دعوت انصاف)

مولانا رشید احمد گنگوہی کی یاد میں تقریب:

ملتان 7 جنوری جامع مسجد پیر لدھے شاہ خونی برج میں 9 جنوری کو ایک بجے دوپہر عظیم روحانی پیشوا مولانا رشید احمد گنگوہی کی یاد میں ایک تقریب ہوئی۔ جس کی صدارت وحید الزماں مظہر کریں گے جبکہ عبداللہ خادم مہمان خصوصی ہوں گے۔ (امروز ملتان، جلد نمبر 33، نمبر 192 جمعرات 8 جنوری 1981ء)

مولانا قاسم نانوتوی کی یاد میں جلسہ:

ملتان 7 جنوری قادر پورراں میں مدرسہ مبارک الاسلام کی جامع مسجد میں 9 جنوری کو یوم مولانا قاسم نانوتوی منایا جائے گا جس سے مولانا محمد صادق صدیقی خطاب کریں گے۔

جشن میلاد النبی ﷺ کی تقریب:

ملتان 7 جنوری، عید گاہ مظفر آباد ملتان میں 9 جنوری کو بعد نماز جمعہ میلاد النبی ﷺ پر ایک جلسہ ہوگا جس سے تنظیم اہلسنت پاکستان ممتاز عالم دین مولانا عبدالستار تونسوی اور عبداللہ خادم خطاب کریں گے۔

(امروز ملتان جلد نمبر 33، نمبر 192، جمعرات 8 جنوری 1991ء)

مولانا عثمانی کا دن منایا جائے گا:

سیالکوٹ (نمائندہ جنگ) جامعہ فاروقیہ جامع مسجد حنفیہ گھماراں میں

بزم اسلاف کے رہنماؤں کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا ہے کہ 10 دسمبر کو قائد تحریک پاکستان شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی کا یوم منایا جائے گا۔ اس سلسلے میں ایک پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو انتظامات کا جائزہ لے گی شرکاء اجلاس مولانا محمد انذر قاسمی، قاری محمد، مولانا عبدالماجد، قاری محمد اقبال، حافظ عبدالشکور اور قاری محمد حیات نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت مولانا عثمانی کا دن قومی سطح پر منانے کا اہتمام کرے۔

(روزنامہ جنگ لاہور 7 دسمبر 1982ء بحوالہ غیر مقلدین کو دعوت انصاف)

اشرف تھانوی کا بدعت کی تقسیم کرنا:

چنانچہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ کن بیان ملاحظہ فرمائیں۔

ای صاحب بدعة محرمه والا فقد تكون واجبه كنصب الادلة علی اهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للكتاب والنسة ومندوبة كا حداث نحو رباط ومدرسة. وكل احسان لم يكن فی الصد الصدر الاول. ومكروهه كزخرفة المساجد. ومباحة كالتوسع بلذير الماكل والمشارب والثياب الخ.

ترجمہ: یعنی بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔ بدعت محرمہ، بدعت واجبہ جیسے علم نحو پڑھنا وغیرہ۔ بدعت مستحبہ جیسے عربی مدارس بنانا، بدعت مکروہہ جیسے خوبصورت مسجدیں بنانا۔ بدعت مباحہ جیسے عمدہ کپڑے پہننا اور عمدہ طعام کھانا۔

(بوادر النوادر تھانوی)

اب دیوبندی وہابی بھی بدعتی ہیں۔

(۱) مدرسے بنانے والے دیوبندی وہابی بھی بدعتی ہیں۔

(۲) علم نحو اور قوانین پڑھنے والے دیوبندی وہابی بھی بدعتی ہیں۔

(۳) مسجدوں میں نقش و نگار کرانے والے دیوبندی وہابی بھی بدعتی ہیں۔

(۴) اچھے کپڑے پہننے والے دیوبندی وہابی بھی بدعتی ہیں۔

قرون اولیٰ کے برعکس بعض مروجہ امور جو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھے:

ہزاروں لاکھوں مسائل اور اعمال دینی اور مذہبی ہماری زندگی کے اندر ایسے ہیں جن کو اس شکل میں نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے کیا تھا لیکن تمام لوگ کرتے ہیں جیسے:

(۱) مسجدوں کا پکا بنانا۔

(۲) مسجدوں کو مذین کرنا۔

(۳) آواز پہنچانے کے لئے لاؤڈ سپیکر کا استعمال کرنا۔

(۴) مخصوص نصابوں پر کتابوں کا مرتب کرنا اور پڑھنا۔

(۵) مخصوص مقامات پر واعظ تبلیغ اور تربیت کے لئے اجتماعات کا انعقاد کرنا

(۶) جلسوں میں نعرہ لگانا خواہ خالی نعرہ توحید ہی کیوں نہ ہو۔

(۷) خاص طرز کا لباس پہننا۔

(۸) قرآن پاک پر غلاف چڑھانا۔

(۹) قرآن پاک پر اعراب لگانا۔

(۱۰) مختلف نمازوں کے بعد باہم مصافحہ کرنا۔

(۱۱) صرف و نحو منطق اور فلسفہ پڑھنا اور پڑھانا۔

(۱۲) درس نظامی قائم کرنا۔

(۱۳) مدرسوں کا صد سالہ جشن منانا۔

(۱۴) منبروں پر کفار و مشرکین کو بٹھا کر غیرت دینی کی دھجیاں اڑانا۔

(۱۵) سالانہ ختم بخاری کے نام پر اجتماعات کا اجتماع کرنا۔

(۱۶) جماعتیں اور تنظیمیں بنانا۔

(۱۷) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیرۃ النبی، ولادۃ النبی، عظمت قرآن، عظمت اولیا، صرف اللہ ہی مشکل کشا کانفرنس اور امام اعظم کانفرنس، اہلحدیث کانفرنس، جلسہ تقسیم اسناد و دستار فضیلت اور شہادت حسین کانفرنس، جشنِ صد سالہ دارالعلوم دیوبند، سالانہ تبلیغی اجتماع رائے ونڈ، لشکر طیبہ کا اجتماع کرنا وغیرہ۔

(۱۸) ایک مخصوص مقام پر مقررہ تواریخ پر سالانہ عالمی اجتماعات کرنا۔

(۱۹) حسن قرآت اور حسن نعت کے مقابلے منعقد کرانا اور اول دوم سوم آنے والوں میں یادگاری انعامات تقسیم کرنا۔

(۲۰) یوم صدیق اکبر، یوم فاروق، یوم عثمان غنی اور یوم مولا علی اور یوم محمود، یوم عثمانی، یوم قاسم نانوتوی اور یوم رشید گنگوہی منانا۔

(۲۱) محافل میلاد کو شرک اور بدعت قرار دے کر خود ولادت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرنسوں کا اہتمام کرنا۔

(۲۲) اپنے دینی اور سیاسی رہنماؤں کے لئے جلوس نکالنا۔

(۲۳) اپنے مرے ہوئے رہنماؤں کی تصویروں پر مبنی پلے کارڈ اُٹھا کر اور بینرز لہرا کر احتجاجی مظاہرے کرنا۔

(۲۴) سیمینار اور مذاکرات کی آڑ میں اپنے اکابرین کے عرس اور ان کی

برسیاں منانا۔

(۲۵) نماز غائبانہ کے لئے اپنے اشتہار بازی سے اپنے مسلک کی تشہیر کرنا۔

(۲۶) جہاد کے لئے قربانی کی کھالیں وصول کرنا۔

(۲۷) احتجاجی بھوک ہڑتال کرنا۔

(۲۸) یوم صدیق اکبر یوم عمر فاروق یوم عثمان غنی یوم علی المرتضی رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جلوس نکالنا۔

نوٹ:۔ یہ سب امور وہ ہیں جو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی ایسا نہیں کیا تھا جبکہ ہم کرتے ہیں۔

اگر سب کچھ بدعت نہیں تو ایصال ثواب جو قرآن و حدیث سے ثابت شدہ مسئلہ ہے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اور اپنی انتظامی سہولت کی خاطر وقت کا تعین اور اس نیک عمل کو کسی طرف منسوب کرنا کس طرح بدعت ٹھہرا جبکہ سنت نبوی میں اس مسئلہ ایصال ثواب اور نیک عمل کے لئے تعین وقت کا باقاعدہ ثبوت موجود ہے۔

اعتراض:

کھانا تقسیم ہونے سے قبل ایصال ثواب صحیح نہیں ہے کیونکہ صدقہ و خیرات استعمال کے بعد دعا کی جائے تو صحیح ہے فقط۔

جواب:

قبل اس کے صدقہ محتاج کے ہاتھوں میں پہنچے ثواب اس کا میت کو پہنچانا جائز ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ کنواں تیار ہو جانے پر یہ الفاظ کہے۔ ھذہٖ لام سعد اور جب تک وہ کنواں رہا بحکم ہذہ لام سعد سب کا ثواب مادر سعد کو پہنچا اور سب کا ایصال منظور تھا۔ تو قبل تصرف بھی ایصال ثواب حاصل

یہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے اب اسے جو شخص ناجائز کہے وہ حدیث کی مخالفت کرتا ہے۔ طرف یہ کہ خود امام الطائفہ میاں اسماعیل دہلوی اپنی تقریر ذبیحہ میں اس تقریر وہابیہ کو ذبح کر گئے لکھتے ہیں۔

اگر شخصے بذے درخانہ پرورش کندتا گوشت اور خوب شود اوراذبح کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ خواندہ بخوارند خللے نیست۔

اگر کوئی شخص اپنے گھر بکرے کی پرورش کرے اور جب وہ خوب فربہ ہو جائے تو اس کو ذبح کر کے گوشت پکا کر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی فاتحہ دلائے اور لوگوں کو کھلائے تو اس میں حرج نہیں۔

ان لوگوں سے پوچھا جائے کہ یہ فاتحہ خواندہ بخوارند کیسی یہاں خوارندو فاتحہ خواند کہا ہوتا۔

بات یہ ہے کہ فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے اور مومن کے نیک عمل پر ایک ثواب اس کی نیت کرنے ہی حاصل ہو جاتا ہے اور عمل کیے پر دس ہو جاتا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں ارشاد ہوا بلکہ متعدد حدیثوں میں فرمایا نیۃ المومن من خیر عملہ۔ مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ فاتحہ میں دو عمل نیک ہوتے ہیں۔ (۱) قرأت قرآن (۲) اطعام طعام۔

طریقہ مروجہ میں ثواب پہنچانے کی دعا اس وقت کرتے ہیں جب کہ کھانا دینے کی نیت کر لی اور کچھ قرآن عظیم پڑھ لیا تو کم سے کم گیارہ ثواب تو اس وقت مل چکے دس ثواب قرأت قرآن کے اور ایک نیت طعام کا۔

کیا انہیں میت کو نہیں پہنچا سکتے۔

رہا کھانا دینے کا ثواب وہ اگرچہ اس وقت موجود نہیں تو کیا ثواب پہنچانا

شاید ڈاک یا پارسل میں کسی چیز کا بھیجنا سمجھا ہوگا کہ جب تک وہ شئی موجود نہ ہو کیا بھیجی جائے۔ حالانکہ اس کا طریقہ صرف جناب باری تعالیٰ میں دعا کرنا ہے کہ وہ ثواب میت کو پہنچ جائے۔ خود امام الطالقہ اسماعیل وہابی صراط مستقیم میں لکھتا ہے۔ طریقہ اسانیدن آں دعا بجناب الٰہی است۔

کیا دعا کرنے کے لئے اس شئی کا موجود فی الحال ہونا ضروری ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 4، ص 104)

دوسرا جواب:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہوگئیں اور وہ موجود نہ تھے پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ فوت ہوگئی اور میں موجود نہ تھا۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو نفع پہنچے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں پس انہوں نے عرض کیا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مخراف نامی باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔ مذکورہ حدیث کے حوالے گزر چکے ہیں۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا حدیث میں بھی تقسیم سے پہلے صدقے کا اشارہ ایصال ثواب کی طرف ہے اور تقسیم بعد میں ہے۔ گذشتہ فتویٰ میں بھی یہی ثابت کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

بدعت کی تعریف حدیث سے:

وعن غضیف بن حارث التمالی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مااحدث قوم بدعة الارفع مثلها من السنة فتمسک

بسنة خير من احداث بدعة.

ترجمہ: اور حضرت غضیف بن حارث ثمالی راوی ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم بدعت نہیں ایجاد کرتی مگر اس قدر سنت اٹھالی جاتی ہے۔ لہٰذا سنت کو پکڑنا بدعت کی ایجاد سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ، مسند احمد)

یعنی بدعت وہ ہے جس کے کرنے سے سنت ختم ہو جائے۔ اگر کسی عمل کے کرنے سے سنت پر فرق نہ پڑے تو وہ عمل بدعت بھی نہیں کہلائے گا۔

ضروری وضاحت:

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ جو نقل کی گئی ہے کہ جس عمل کے کرنے سے سنت نہ ختم ہو وہ عمل جائز ہے۔ جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے کہ بہت سے کام جو قرون ثلٰثہ میں نہ تھے مگر ان کو وہابی دیوبندی مودودی نجدی وغیرہ بھی کرتے ہیں مگر کوئی بدعت کا فتویٰ نہیں دیتا۔

افسوس ہے کہ جب ایصال ثواب کا وقت ہو یا میلاد شریف یا عرس مبارک کا یا صلوٰۃ والسلام کا یا چراغاں کا یا میلاد کا جھنڈا اور دیگر امور حالانکہ ان کی اصل حدیث مبارکہ میں ملتی ہے تب بھی منکرین ان کو بدعت قرار دیتے ہیں۔

تو میلاد شریف عرس مبارک، ایصال ثواب کی کوئی شکل ہو۔ تیجہ یعنی قل شریف، دسواں، بیسواں، چالیسواں ہو یا سالانہ ختم شریف ہو ان امور سے کونسی سنت ترک ہوتی ہے کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ آمین ثم آمین۔

الحمدللہ رب العالمین:

ہم نے آیات قرآنی اور احادیث نبوی اور اقوال وافعال امت سے اور اکابرین وہابیہ دیوبندیہ کے حوالہ جات سے حقیقت ایصال ثواب کو واضح کرنے کی کوشش کی جس سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ جب کوئی مسلمان اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رخصت ہوتا ہے تو اس کے پسماندگان اس کے لئے اگر دعائے مغفرت کرتے ہیں تو اس کو نفع حاصل ہوتا ہے اور اگر صدقہ وخیرات اس کی طرف سے کرتے ہیں تو وہ بھی اس کے لئے باعث نفع ہوتا ہے اور اسی طرح حج، قربانی، تلاوت قرآن مجید اس کی طرف ہدیہ کرتے ہیں تو بھی وہ ان سے نفع حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح ایصال ثواب کا کئی طرح سے جائز ہونا۔ مستحسن ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہونا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہونا اور اسلاف کا طریقہ مبارکہ ہونا ثابت ہے اور جب یہ کام اصلاً ثابت ہے تو اگر کوئی تیسرے دن دسویں دن چالیسویں دن بھی کرے تو جائز ہے کیونکہ شرعاً کوئی پابندی نہیں۔

لہٰذا جن لوگوں کی قسمت میں دعا، صدقہ وخیرات، حج، قربانی، تلاوت قرآن مجید کا ثواب لکھا ہوتا ہے انہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس طرح عطا فرماتا ہے کہ اس کے گھر والے اس کی طرف سے اعمال صالح کر کے اسے ہدیہ کرتے ہیں اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ ثواب سے محروم رکھنا چاہتا ہے ان کے گھر والوں کے دلوں میں یہ بات پختہ طور پر ڈال دی جاتی ہے کہ یہ سب کام ناجائز ہیں پس جو کسی کی قسمت میں ہوتا ہے وہی ملتا ہے لہٰذا برادران اسلام کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر کوئی دعا نہ کرے صدقہ وخیرات نہ کرے

قرآن خوانی نہ کرے۔قل دسواں، چالیسواں وغیرہ جو قرآن کی تلاوت اور دعا مغفرت اور میت کے لئے کچھ صدقہ و خیرات کرنے کے لئے منعقد ہوتی ہیں، نہ کرے تو اس سے جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ کسی کو بخشوانے یا اس کے درجات کی بلندی آپ کے ذمہ نہیں اور یہی گزارش ان حضرات سے ہے کہ وہ بھی ان اعمال حسنہ کرنے والوں کو حرام کا مرتکب، بدعتی یا مشرک کہہ کر اپنی عاقبت کو مزید خراب نہ کریں اہل اسلام کا کام لوگوں کو دین کی طرف بلانا ہے بھگانا نہیں اگر موجودہ دور میں کسی کے طریقہ اور عمل میں غیر شرع کام ہو تو اس کو ناجائز قرار دینا چاہیے نہ کہ کسی اچھے کام کو رد کرنا چاہیے۔

اللہ تعالٰی اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے اور وسیلہ وجلیلہ سے اس حقیری کاوش کو میرے اور میرے والدین اور میرے اساتذہ اور معاونین کے لئے ذریعہ نجات اور کفارہ سیئات بنائے۔

آمین ثم آمین یارب العلمین

وصلی اللہ تعالٰی علی رسول خیر خلقہ محمد

وآلہ واصحابہ اجمعین.

ابو وقاص

محمد اسحاق الوری میوٗ

تاریخ: ۲۰۰۵-۰۹-۲۷

علماء و خطباء اور عوام الناس کیلئے مفید اور نایاب سلسلہ
کنز الخطیب
بارہ جلدوں پر مشتمل
استاذ العلماء
حضرت علامہ
محمد دین چشتی گولڑوی صاحب
کی مایہ ناز تصنیف
محرم الحرام — محرم الحرام شریف سے متعلق بارہ خطبوں پر مشتمل — بارہ وعظ
صفر المظفر — ولایت کا تعارف اور ماہ صفر میں وصال پانے والے چند اولیاء اللہ کے حالات پر مشتمل — بارہ وعظ
ماہ ربیع الاول — میلاد سرکار دو عالم ﷺ پر مشتمل — بارہ وعظ
ماہ ربیع الثانی — علامات محبت اولیاء اللہ اور حضور شیخ عبد القادر جیلانی کے حالات پر مشتمل — بارہ وعظ
ماہ جمادی الاولیٰ — مقصد تخلیق اور نماز پر مشتمل — بارہ وعظ
ماہ جمادی الاخریٰ — جمادی الاخریٰ کا تعارف اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے پہلوؤں پر — بارہ وعظ
ماہ رجب المرجب — معراج النبی ﷺ کے علاوہ امام اعظم ابو حنیفہؒ خواجہ اجمیریؒ اور دیگر موضوعات پر مبنی — بارہ وعظ
ماہ شعبان المعظم — فضائل شعبان، فضائل زکوۃ تحویل قبلہ اور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمدؒ اور دیگر موضوعات پر مشتمل — بارہ وعظ
ماہ رمضان المبارک — فضائل رمضان، فضائل قرآن، فضائل لیلۃ القدر کے علاوہ حضرت علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ اور جنگ بدر جیسے موضوعات پر مشتمل — بارہ وعظ
ماہ شوال المکرم — فضائل عید الفطر، فضائل صدقہ کے علاوہ حقوق والدین روح ملک الموت مومن کی موت اور ایصال ثواب جیسے اہم موضوعات پر مشتمل — بارہ وعظ
ماہ ذی القعدہ — فضائل ذیقعدہ، فضائل مدینۃ المنورہ، تعمیر کعبۃ اللہ عمرہ اور دیگر موضوعات پر مشتمل — بارہ وعظ
ماہ ذی الحجہ — فضائل ذی الحجہ، فضائل و مسائل حج، عید الاضحیٰ، شہادت حضرت عثمان غنیؓ شہادت حضرت عمرؓ اور دیگر موضوعات پر مشتمل — بارہ وعظ
آج ہی اپنی قریبی کتب خانہ سے طلب فرمائیں
مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

سیرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے روشن و دلکش اور حسین پہلو پر
لکھی جانے والی انوکھی کتاب
عاشقانِ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بے مثال تحفہ
سلطانِ کربلا
خطیب پاکستان ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی
خصوصیات
• مقامِ اہلبیت • شانِ اہلبیت • صحابہؓ اور اہلبیت
• امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت • امام کا بچپن • کردارِ حسینؓ
• مدینہ کی زندگی • مکہ کی زندگی • سفرِ کربلا • کربلا کا منظر • شبِ عاشورہ • غمِ حسینؓ
• حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت • حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شہادت • حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی شہادت
• شہزادہ علی اکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت • عون محمد رضی اللہ عنہ کی قربانی • حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی شہادت
• محمد ابراہیم رضی اللہ عنہ کی شہادت • علی اصغر رضی اللہ عنہ • امام پاک رضی اللہ عنہ کی شہادت
• شہادت کے بعد کے واقعات • مدینہ پہنچنے کا بیان • قاتلانِ حسینؓ کا انجام
ہر قسم کے حوالہ جات سے مزین، بے شمار عربی، فارسی، اردو و پنجابی اشعار سے مالا مال آنسوؤں سے
پڑھی جانے والی کتاب اس کے بعد کسی کتاب کی ضرورت نہ رہے۔ ان شاء اللہ عنقریب آ رہی ہے۔
مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

علامہ سید محمد سعید الحسن شاہ صاحب کی مستند و جامع تصانیف

- حضور ﷺ کے رشتہ داروں اور اعزاو اقارب کے احوال کا بیان
- مستند روایات مکمل حوالاجات کے ساتھ
- غیر ضروری تفصیلات اور طوالت سے پاک
- حضور ﷺ کے دیگر متعلقین، آپ ﷺ کے رضاعی رشتہ دار، آپ ﷺ کے ہم شکل، مدنی نقیب، خلفاءِ راشدین، کاتبین وحی، بارگاہِ اقدس کے مفتیان کرام، شعراء، خطباء کرام اور مؤذنین ذی وقار کا بیان
- حضور ﷺ کے مقرر فرمودہ تحصیل دار، گورنرز، قاضی، محافظ و پہرے دار اور دیگر بہت سے متعلقین کا تذکرہ
- دربارِ رسالت مآب ﷺ سے شاہانِ زمانہ کے نام لکھے گئے خطوط، رنگین تصاویر سے مزین

رہبرِ زندگی طبِ نبوی ﷺ

- رہبرِ کائنات ﷺ کے اعضائے مبارک کے حسن و جمال کا تذکرہ
- روزمرہ کے معمولات پر بحث
- پسندیدہ مشروبات و ماکولات کی تفصیل
- مختلف جسمانی و روحانی امراض کا طبی علاج بھی کتاب ہذا میں ملاحظہ فرمائیے۔

صلوٰۃ الرسول یعنی امام الانبیاء ﷺ کی نماز

- کیا حنفی نماز سنتِ مصطفیٰ ﷺ کے عین مطابق ہے؟
- بار بار رفع یدین نہ کرنے، بلند آواز سے آمین نہ کہنے اور بیس رکعت نماز تراویح کا کیا ثبوت ہے؟
- بخاری و مسلم و دیگر کتب احادیث کے ہوتے ہوئے فقہ کی کیا ضرورت ہے؟
- ان سوالوں کا تفصیلی جواب جاننے کے لئے کتاب ہذا کا مطالعہ فرمائیے!